سرگزشت سحر

بابل میں اور اس کے بعد

از

ابو شہریار

www.islamic-belief.net

2017,2019

فہرست

باب ۱ : سحر اور بابل کی غلامی کا دور

باب ۲: ھاروت و ماروت کون؟

دوسری صدی ہجری

تیسری صدی ہجری

چوتھی صدی ہجری

پانچویں صدی ہجری

آٹھویں صدی ہجری

نویں صدی ہجری

دسویں صدی ہجری

چودھویں صدی ہجری

عصر حاضر کے علماء

اہل حدیث علماء کے جاہلانہ ترجمے

بابل کا مذھب

باب۳ :بابل کی غلامی کےبعد شیطان کا تصور

باب٤ :سانپ مقرب بارگاہ الهی؟

باب٥ :لکیریں علم رمل اور محدثین

نبی کون تھے ؟

شروحات

باب ٦ : سحر پر صوفیاء کا کتب یہود سے اکتساب

باب٧ :سحر سے متعلق چند سوال و جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

کتاب هذا میں سحر سے متعلق مختلف مباحث کو جمع کیا گیا ہے - سحر قرآن سے ثابت ہے کہ اس میں موسی علیہ السلام کو لاٹھیاں اور چھڑیاں اڑتی ہوئی محسوس ہوئیں – نہ صرف موسی علیہ السلام بلکہ تمام مجمع مسحور ہو گیا- البتہ جادو گروں نے جب اس کو ختم ہوتے دیکھا تو اقرار کیا کہ انہوں نے مجبورتاً اس کو کیا- معلوم ہوا جادو فعل قبیح ہی تھا لیکن فرعون کے حکم کی وجہ سے انھوں نے کیا –

اللہ تعالی نہ صرف خالق خیر بلکہ خالق شر بھی ہے - قرآن میں ہے پناہ مانگو

من شر ما خلق - اس شر سے جو اللہ نے خلق کیا

عبد اللہ بن امام احمد العلل میں روایت کرتے ہیں ابن عون نے کہا

إن قومًا يزعمون أن الله لم يخلق الشر. فقال: أستعيذ بالسميع العليم-قل أعوذ برب الفلق من شر ما خلق-. «العلل» (4860)

ابن عون نے کہا ایک قوم ہے جو دعوی کرتی ہے کہ اللہ نے شر کو خلق نہیں کیا- پس کہا السمیع العلیم سے پناہ مانگو؟ کہو میں پناہ مانگتا ہوں پھاڑنے

والے رب کی جس نے شر کو خلق کیا

کتاب إعراب القرآن للأصبهاني از إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني (المتوفى: 535هـ) کے مطابق المعتزلة میں[1]

قرأ عمرو بن عبيد (مِنْ شَرٍّ مَا خَلَقَ) بالتنوين؛ لأنّه كان [...] أنّ الله لم يخلق الشَّرَّ

عمرو بن عبيد آیت کی قرات تنوین سے کرتا مِنْ شَرٍّ مَا خَلَقَ .. کہ اللہ نے شر خلق نہیں کیا

یعنی شر کو اسم کر دیا جو اس کے نزدیک مخلوق کا عمل ہے یا ان کی تخلیق ہے- المعتزلة کہتے تھے کہ ان کے پانچ اصول ہیں جن میں ایک عدل ہے اس سے ان کی مراد تھی أن الله لم يخلق الشر وأن كل عبد يخلق أفعاله اللہ تعالی نے شر کو خلق نہیں کیا اور ہر بندہ اپنا عمل خود خلق کر رہا ہے- اسی طرح قدری کہتے

حَدَّثَنِي أَبِي، نا عَبْدُ الصَّمَدِ، نا عِكْرِمَةُ، قَالَ: سَأَلْنَا يَحْيَى بْنَ أَبِي كَثِيرٍ عَنِ الْقَدَرِيَّةِ، فَقَالَ: «هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ إِنَّ اللَّهَ لَمْ يُقَدِّرِ الشَّرَّ»

يَحْيَى بْنَ أَبِي كَثِيرٍ نے قدریوں سے متعلق کہا: یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے شر کو تقدیر میں نہیں لکھا

سحر مصر میں ہوتا تھا اور اسی طرح بابل میں بھی کیا جاتا تھا- اس کتاب میں قرانی آیات کو سمجھنے کے لئے چند مباحث کی تفصیل ہے- اللہ ہم کو حق کی طرف ہدایت دے

ابو شہر یار

۲۰۱۷

باب ۱ : سحر اور بابل کی غلامی کا دور

بابل میں جادو کا بہت زور تھا اور اس طرف اہل کتاب کا میلان ہوا اس کا ذکر قرآن میں سورہ البقرہ میں موجود ہے - وہاں غلامی کے دور کے ایک شخص حزقی ایل نے دیکھا کہ

حزقی ایل

اللہ کے رتھ کی رویا

1 3-1 جب مَیں یعنی امام حزقی ایل بن بوزی تیس سال
کا تھا تو مَیں یہوداہ کے جلاوطنوں کے ساتھ ملکِ بابل کے
دریا کبار کے کنارے ٹھہرا ہوا تھا۔ یہویاکین بادشاہ کو
جلاوطن ہوئے پانچ سال ہو گئے تھے۔ چوتھے مہینے کے
پانچویں دن* آسمان کھل گیا اور اللہ نے مجھ پر مختلف
رویائیں ظاہر کیں۔ اُس وقت رب مجھ سے ہم کلام ہوا،
اور اُس کا ہاتھ مجھ پر آ ٹھہرا۔
4 رویا میں مَیں نے زبردست آندھی دیکھی جس نے
شمال سے آ کر بڑا بادل میرے پاس پہنچایا۔ بادل میں چمکتی
دمکتی آگ نظر آئی، اور وہ تیز روشنی سے گھرا ہوا تھا۔ آگ کا
مرکز چمک دار دھات کی طرح تمتما رہا تھا۔
5 آگ میں چار جانداروں جیسے چل رہے تھے جن
کی شکل وصورت انسانی تھی۔ 6 لیکن ہر ایک کے چار چہرے
اور چار پَر تھے۔ 7 اُن کی ٹانگیں انسانوں جیسی سیدھی تھیں،
لیکن پاؤں کے تلوے بچھڑوں کے سے کُھر تھے۔ وہ پالش
کئے ہوئے پیتل کی طرح جگمگا رہے تھے۔ 8 چاروں کے
چہرے اور پَر تھے، اور چاروں پَروں کے نیچے انسانی ہاتھ
دکھائی دیئے۔ 9 جاندار اپنے پَروں سے ایک دوسرے کو چھو
رہے تھے۔ چلتے وقت مڑنے کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ ہر
ایک کے چار چہرے چاروں طرف دیکھتے تھے۔ جب بھی کسی
سمت جانا ہوتا تو اُسی سمت کا چہرہ چل پڑتا۔ 10 چاروں
کے چہرے ایک جیسے تھے۔ سامنے کا چہرہ انسان کا، دائیں
طرف کا چہرہ شیر ببر کا، بائیں طرف کا چہرہ بَیل کا اور پیچھے
کا چہرہ عقاب کا تھا۔ 11 اُن کے پَر اوپر کی طرف پھیلے
ہوئے تھے۔ دو پَر بائیں اور دائیں ہاتھ کے جانداروں سے
لگتے تھے، اور دو پَر اُن کے جسموں کو ڈھانپے رکھتے تھے۔
12 جہاں بھی اللہ کا روح جانا چاہتا تھا وہاں یہ جاندار چل
پڑتے۔ اُنہیں مڑنے کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ وہ ہمیشہ
اپنے چاروں چہروں میں سے ایک کا رخ اختیار کرتے تھے۔
13 جانداروں کے بیچ میں ایسا لگ رہا تھا جیسے
کوئلے دہک رہے ہوں، کہ اُن کے درمیان مشعلیں اِدھر
اُدھر چل رہی ہوں۔ جھلملاتی آگ میں سے بجلی بھی چمک
کر نکلتی تھی۔ 14 جاندار خود اِتنی تیزی سے اِدھر اُدھر گھوم
رہے تھے کہ بادل کی بجلی جیسے نظر آ رہے تھے۔
15 جب مَیں نے غور سے اُن پر نظر ڈالی تو دیکھا
کہ ہر ایک جاندار کے پاس پہیہ ہے جو زمین کو چھو رہا
ہے۔ 16 لگتا تھا کہ چاروں پہیئے پکھراج* سے بنے ہوئے
ہیں۔ چاروں ایک جیسے تھے۔ ہر پہیئے کے اندر ایک اَور
پہیہ زاویۂ قائمہ میں گھوم رہا تھا، 17 اِس لئے وہ مڑے بغیر
ہر رخ اختیار کر سکتے تھے۔ 18 اُن کے لمبے چکر خوف ناک
تھے، اور چکروں کی ہر جگہ پر آنکھیں ہی آنکھیں تھیں۔
19 جب چار جاندار چلتے تو چاروں پہیئے بھی ساتھ چلتے،
جب جاندار زمین سے اُڑتے تو پہیئے بھی ساتھ اُڑتے تھے۔
20 جہاں بھی اللہ کا روح جاتا وہاں جاندار بھی جاتے
تھے۔ پہیئے بھی اُڑ کر ساتھ ساتھ چلتے تھے، کیونکہ جانداروں
کی روح پہیوں میں تھی۔ 21 جب بھی جاندار چلتے تو یہ بھی
چلتے، جب رُک جاتے تو یہ بھی رُک جاتے، جب اُڑتے

تو یہ بھی اُڑتے۔ کیونکہ جانداروں کی روح پہیوں میں تھی۔

22 جانداروں کے سروں کے اوپر گنبد سا پھیلا ہوا تھا جو صاف شفاف بلور جیسی لگ رہا تھا۔ اُسے دیکھ کر انسان گھبرا جاتا تھا۔ 23 چاروں جاندار اِس گنبد کے نیچے تھے، اور ہر ایک اپنے پَروں کو پھیلا کر ایک سے بائیں طرف کے ساتھی اور دوسرے سے دائیں طرف کے ساتھی کو چھو رہا تھا۔ باقی دو پَروں سے وہ اپنے جسم کو ڈھانپے رکھتا تھا۔ 24 چلتے وقت اُن کے پَروں کا شور مجھ تک پہنچا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے قریب ہی زبردست آبشار بہہ رہی ہو، کہ قادرِ مطلق کوئی بات فرما رہا ہو، یا کہ کوئی لشکر حرکت میں آ گیا ہو۔ رُکتے وقت وہ اپنے پَروں کو نیچے لٹکنے دیتے تھے۔

25 پھر گنبد کے اوپر سے آواز سنائی دی، اور جانداروں نے رُک کر اپنے پَروں کو لٹکنے دیا۔ 26 مَیں نے دیکھا کہ اُن کے سروں کے اوپر کے گنبد پر سنگِ لاجورد* کا تخت سا نظر آ رہا ہے جس پر کوئی بیٹھا تھا جس کی شکل و صورت انسان کی مانند ہے۔ 27 لیکن کمر سے لے کر سر تک وہ چمک دار دھات کی طرح تمتما رہا تھا، جبکہ کمر سے لے کر پاؤں تک آگ کی مانند بھڑک رہا تھا۔ تیز روشنی اُس کے اردگرد جھلملا رہی تھی۔ 28 اُسے دیکھ کر قوسِ قزح کی وہ آب و تاب یاد آتی تھی جو بارش ہوتے وقت بادل میں دکھائی دیتی ہے۔ یوں رب کا جلال نظر آیا۔ یہ دیکھتے ہی مَیں اوندھے منہ گر گیا۔ اِسی حالت میں کوئی مجھ سے بات کرنے لگا۔

کرنا چاہتا ہوں۔" 2 جونہی وہ مجھ سے ہم کلام ہوا تو روح نے مجھ میں آ کر مجھے کھڑا کر دیا۔ پھر مَیں نے آواز کو یہ کہتے ہوئے سنا،

3 "اے آدم زاد، مَیں تجھے اسرائیلیوں کے پاس بھیج رہا ہوں، ایک ایسی سرکش قوم کے پاس جس نے مجھ سے بغاوت کی ہے۔ شروع سے لے کر آج تک وہ اپنے باپ دادا سمیت مجھ سے بےوفا رہے ہیں۔ 4 جن لوگوں کے پاس مَیں تجھے بھیج رہا ہوں وہ بےشرم اور ضدی ہیں۔ اُنہیں وہ کچھ سنا دے جو رب قادرِ مطلق فرماتا ہے۔ 5 خواہ یہ باغی سنیں یا نہ سنیں، وہ ضرور جان لیں گے کہ ہمارے درمیان نبی برپا ہوا ہے۔ 6 اے آدم زاد، اُن سے یا اُن کی باتوں سے مت ڈرنا۔ گو تُو کانٹے دار جھاڑیوں سے گھرا رہے گا اور تجھے بچھوؤں کے درمیان بسنا پڑے گا تو بھی خوف زدہ نہ ہو۔ نہ اُن کی باتوں سے خوف کھانا، نہ اُن کے رویے سے دہشت کھانا۔ کیونکہ یہ قوم سرکش ہے۔ 7 خواہ یہ سنیں یا نہ سنیں لازم ہے کہ تُو میرے پیغامات اُنہیں سنائے۔ کیونکہ وہ باغی ہی ہیں۔ 8 اے آدم زاد، جب مَیں تجھ سے ہم کلام ہوں گا تو دھیان دے اور اِس سرکش قوم کی طرح بغاوت مت کرنا۔ اپنے منہ کو کھول کر وہ کچھ کھا جو مَیں تجھے کھلاتا ہوں۔"

9 تب ایک ہاتھ میری طرف بڑھا ہوا نظر آیا جس میں طومار تھا۔ 10 طومار کو کھولا گیا تو مَیں نے دیکھا کہ اُس میں آگے بھی اور پیچھے بھی ماتم اور آہ و زاری قلم بند ہوئی ہے۔

ترجمہ جیو لنک ریسورس کنسلٹنٹ بار اول ۲۰۱۰

اس پورے مکاشفہ میں اہم بات یہ ہے

حزقی ایل باب ۱: ۲۶ میں لکھتے ہیں

וּמִמַּעַל, לָרָקִיעַ אֲשֶׁר עַל-רֹאשָׁם, כְּמַרְאֵה אֶבֶן-סַפִּיר, דְּמוּת כִּסֵּא; וְעַל, דְּמוּת הַכִּסֵּא, דְּמוּת כְּמַרְאֵה אָדָם עָלָיו, מִלְמָעְלָה

اور آسمان سے اوپر جو ان کے سروں پر تھا ایک عرش تھا جیسا کہ

نیلم کا پتھر ہوتا ہے اور اس عرش نما پر ایک انسان نما تخت افروز تھا

یہودی تصوف میں ان آیات کا مفہوم اللہ کے حوالے سے لیا جاتا ہے اور مرکبہ کو عرش ہی سمجھا جاتا ہے جو بادلوں اوربجلی کی کڑک میں ہے

اللہ ، مرکبہ پر تھا جس کو چار فرشتے اٹھاتے ہیں اور وہ بادل میں ہے فرشتوں کی شکلوں کے بارے میں ہے کہ ان میں سے

ایک چہرہ بیل جیسا

ایک انسان جیسا

ایک شیر جیسا

ایک عقاب جیسا تھا

اگلی صدیوں میں جب یہود نے بیت الفا کی عبادت گاہ تعمیر کی تو اس کے فرش پر بارہ برج بھی بنائے

https://en.wikipedia.org/wiki/Beth_Alpha

اس تصویر میں جو چیز اہم ہے وہ یہ کہ چار چہرے ہیں جو ایک دوسرے کے متوازی ہیں

ایک برج انسان جیسا (برج دلو) ہے اس کے متوازی ایک برج (اسد) شیر جیسا ہے

ایک برج بیل جیسا (برج ثور) اور اسکے متوازی برج بچھو (عقرب) جیسا ہے

دیو ملائی آسٹرولوجی یا علم نجوم پر ایک کتاب کے مطابق

Scorpio also holds out the promise of ressurection of returning to light; thus Scorpio is regarded as sign of transformation. And certainly it is scorpio that has always been associated with occult wisdom. Some astrologers have imagined scorpio as a fourfold process – from angry scorpion into introspective lizard (the underworld sojourn) to doaring eagle (rebirth) to whitewinged dove (Holy Spirit). (pg 312)

Babylonian linked this (scorpion) sign with the deadly scorpion they also linked it with eagle, as is clear in vision of Ezekiel. (pg 312)

Mythic Astrology: Archetypal Powers in the Horoscope

By Ariel Guttman, Gail Guttman, Kenneth Johnson

بچھو دوبارہ زندگی، روشنی کی طرف پلٹنے کی نوید رکھتا ہے لہذا بچھو کو تبدیلی کا نشان کہا جاتا ہے ...... اور اسی بچھو کو چھپکلی (قبر کی

زندگی) یا عقاب سے(دوبارہ زندگی) اور سفید پروالی فاختہ (روح القدس) سے تبدیل کیا گیا صفحہ ۳۱۲

بابلیوں نے اس (برج والے) نشان کو زہریلے بچھو سے ملایا اور اسی کو عقاب سے بھی ملایا جیسا کہ حزقی ایل کے مکاشفہ سے ظاہر ہے

اس اقتباس کے مطابق ایک برج کو بابل میں بچھو (عقرب) یا عقاب سے بدلا جاتا رہا ہے اور جیسا کہ اوپر والی تصویر سے ظاہر ہے اسی کو یہودیوں نے اپنی عبادت گاہ میں بنایا

اب دیکھیں محدثین کے کہہ رہے ہیں

کتاب نقض الإمام أبي سعيد على المريسي العنيد از عثمان بن سعيد میں ایک مقطوع حدیث نقل ہوئی ہے جو کتاب حزقی ایل کی آیت ۱۰ کی نقل ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، ثنا حَمَّادٌ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ عُرْوَةَ ، قَالَ : " حَمَلَةُ الْعَرْشِ مِنْهُمْ مَنْ صُورَتُهُ عَلَى صُورَةِ الْإِنْسَانِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ صُورَتُهُ عَلَى صُورَةِ النِّسْرِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ صُورَتُهُ عَلَى صُورَةِ الثَّوْرِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ صُورَتُهُ عَلَى صُورَةِ الْأَسَدِ

عروہ کہتے ہیں کہ عرش کو جنھوں نے اٹھایا ہوا ہے ان میں انسانی صورت والے ہیں اور عقاب کی صورت والے اور بیل کی صورت والے اور شیر کی صورت والے

ابن ابی شیبہ کی کتاب العرش کی روایت ہے

حدثنا : علي بن مكتف بن بكر التميمي ، حدثنا : يعقوب بن إبراهيم بن سعد ، عن أبيه ، عن محمد بن إسحاق ، عن عبد الرحمن بن الحارث بن عياش بن أبي ربيعة ، عن عبد الله بن أبي سلمة قال : أرسل إبن عمر (ر) إلى إبن عباس (ر) يسأله : هل رأى محمد ربه ؟ فأرسل إليه إبن عباس :

أن نعم ، قال : فرد عليه إبن عمر رسوله أن كيف رآه ؟ ، قال : رآه في روضة خضراء ، روضة من الفردوس دونه فراش من ذهب ، على سرير من ذهب يحمله أربعة من الملائكة ، ملك في صورة رجل ، وملك في صورة ثور ، وملك في صورة أسد ، وملك في صورة نسر.

عبد الله بن أبي سلمة کہتے ہیں کہ ابن عمر نے ابن عباس کے پاس بھیجا کہ کیا نبی نے اللہ کو دیکھا؟ ابن عباس نے کہا ہاں دیکھا. اس پر ابن عمر نے اس کو رد کیا اور کہا کیسے؟ ابن عباس نے کہا اللہ کو سبز باغ میں دیکھا، فردوس کے باغ میں جس میں سونے کا فرش تھا اور ایک تخت تھا سونے کا جس کو چار فرشتوں نے اٹھایا ہوا تھا، ایک کی شکل انسان جیسی، ایک کی بیل جیسی ،ایک کی شیر جیسی ،ایک کی عقاب جیسی تھی

اس سند سے عبدللہ بن احمد بھی کتاب السنہ میں روایت کرتے ہیں، إبن خزيمة – التوحيد – باب ذكر الأخبار المأثورة میں ، البيهقي – الأسماء والصفات – باب ما جاء في العرش والكرسي میں، الآجري – الشريعة میں روایت کرتے ہیں اس کی سند میں محمد بن إسحاق بن يسار کا تفرد ہے جس کو امام مالک دجالوں میں سے ایک دجال کہتے ہیں

ابن الجوزی اس کو كتاب العلل المتناهية في الأحاديث الواهية میں ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں

هَذَا حَدِيثٌ لا يَصِحُّ تَفَرَّدَ بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَقَدْ كَذَّبَهُ مَالِكٌ وَهِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ.

یہ حدیث صحیح نہیں اس میں محمد بن اسحاق کا تفرد ہے اور اس کو امام مالک اور ھشام بن عروہ جھوٹا کہتے ہیں

ابن کثیر سورہ غافر کی آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں
رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (8) وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (9)

يخبر تعالى عن الملائكة المقربين من حَمَلة العرش الأربعة، ومن حوله من الكروبيين، بأنهم يسبحون بحمد ربهم

اللہ نے خبر دی ان چار مقربین فرشتوں کے بارے میں جنہوں نے عرش کو اٹھایا ہوا ہے اور اس کے ارد گرد کروبیں کے بارے میں کہ وہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اس کی تعریف کے ساتھ ......۔

اس کے بعد ابن کثیر ایک روایت نقل کرتے ہیں جس میں محمد بن اسحاق ہے اور کے کچھ اشعار نقل ہوئے ہیں جن میں آدمی، بیل، شیر اور عقاب کا ذکر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں سچ کہا

وقد قال الإمام أحمد: حدثنا عبد الله بن محمد -هو ابن أبي شيبة -حدثنا عبدة بن سليمان، عن محمد بن إسحاق، عن يعقوب بن عتبة، عن عكرمة عن ابن عباس [رضي الله عنه] أن رسول الله صلى الله عليه وسلم صَدّق أمية في شيء من شعره، فقال:

رَجُلٌ وَثَور تَحْتَ رِجْل يَمينه ... وَالنَّسْرُ للأخْرَى وَلَيْثٌ مُرْصَدُ ...فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "صدق"..

اس کے بعد ابن کثیر کہتے ہیں

وهذا إسناد جيد: وهو يقتضي أن حملة العرش اليوم أربعة، فإذا كان يوم القيامة كانوا ثمانية

اس کی سند جید ہے عرش کو چار فرشتوں نے آج اٹھایا ہوا ہے پس جب قیامت ہو گی تو آٹھ اٹھائے ہوں گے

یعنی ابن کثیر کے نزدیک یہ جانوروں کے منہ والے فرشتے جو برجوں کی شکل تھے اصل میں فرشتے ہیں

انہی اشعار کا ذکر شاہ ولی اللہ نے کتاب **حجة الله البالغة** میں کیا ہے لکھتے ہیں

وَتَحْقِيق هَذَا أَن أهل الْجَاهِلِيَّة كَانُوا يَزْعمُونَ أَن حَملَة الْعَرْش أَرْبَعَة أَمْلَاك، أحدهم فِي صُورَة الْإِنْسَان، وَهُوَ شَفِيع بني آدم عِنْد الله، وَالثَّانِي فِي صُورَة الثور، وَهُوَ شَفِيع الْبَهَائِم، وَالثَّالِث فِي صُورَة النسْر، وَهُوَ شَفِيع الطُّيُور، وَالرَّابِع فِي صُورَة الْأسد، وَهُوَ شَفِيع السبَاع

کتاب بحر الفوائد المشهور بمعاني الأخبار ازالکلاباذي الحنفي (المتوفى: 380ھ) کے مطابق

وَقِيلَ فِي حَمَلَةِ الْعَرْشِ إِنَّهُمْ أَمْلَاكٌ أَحَدُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْإِنْسَانِ، يَشْفَعُ إِلَى اللَّهِ فِي أَرْزَاقِهِمْ، وَالثَّانِي عَلَى صُورَةِ النَّسْرِ يَشْفَعُ إِلَى اللَّهِ فِي أَرْزَاقِ الطَّيْرِ، وَالثَّالِثُ عَلَى صُورَةِ الْأَسَدِ يَشْفَعُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى فِي أَرْزَاقِ الْبَهَائِمِ وَدَفْعِ الْأَذَى عَنْهُمْ، وَالرَّابِعُ عَلَى صُورَةِ الثَّوْرِ يَشْفَعُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى فِي أَرْزَاقِ الْبَهَائِمِ، وَدَفْعِ الْأَذَى عَنْهُمْ يُصَدِّقُ ذَلِكَ

کہا جاتا ہے کہ عرش کو اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک انسان کی شکل کا ہے جو اللہ سے انسانوں کے رزق کی سفارش کرتا ہے دوسرا عقاب کی شکل کا ہے جو پرندوں کے رزق کی سفارش کرتا ہے تیسرا شیر کی شکل کا ہے جو درندوں کے رزق کی سفارش کرتا ہے چوتھا بیل کی شکل کا ہے جو چوپایوں کے رزق کی سفارش کرتا ہے

ایک اور روایت ہے ایک روز یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَقْبَلَتْ يَهُودُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: يَا أَبَا القَاسِمِ، أَخْبِرْنَا عَنِ الرَّعْدِ مَا هُوَ؟ قَالَ: مَلَكٌ مِنَ المَلاَئِكَةِ مُوَكَّلٌ بِالسَّحَابِ مَعَهُ مَخَارِيقُ مِنْ نَارٍ يَسُوقُ بِهَا السَّحَابَ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ فَقَالُوا: فَمَا هَذَا الصَّوْتُ الَّذِي نَسْمَعُ؟ قَالَ: زَجْرَةٌ بِالسَّحَابِ إِذَا زَجَرَهُ حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى حَيْثُ أُمِرَ قَالُوا: صَدَقْتَ

اور چند باتیں دریافت کرنے لگے کہ اے ابوالقاسم! رعد کون ہے؟ اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رعد اس فرشتے کا نام ہے جو بادلوں کو چلانے پر مقرر ہے اور کڑک اس فرشتے کی آواز ہے جو بادلوں کو ہانکنے کے وقت اس فرشتے کے منہ سے نکلتی ہے ۔ اس فرشتے کے پاس آگ کے کوڑے ہیں جن سے وہ بادلوں کو ہانکتا ہے۔ یہ چمک (بجلی) اسی کی آواز ہے

ترمذی اس کو حسن اور احمد شاکر اور البانی صحیح کہتے ہیں جبکہ یہ حزقی ایل کی کتاب سے مماثلت رکھتی ہے

سند میں بکیر بن شہاب الدامغانی ہے جس کو ابن حجر اور ابن عدی منکر الحدیث کہتے ہیں

کتاب بغية النقاد از ابن المواق (المتوفى: 642 هـ) کے مطابق یہ روایت

وليست بصحيحة صحیح نہیں ہے

سوال ہے کہ یہ آثار کیوں پھیلائے گئے؟ اس پر کوئی تحقیق نہیں کرتا – ان احادیث و آثار کو صحیح کہنے والے محدثین صرف سند دیکھ کر ہی خوش ہوتے رہے جبکہ یہ اصلا بابل کا جادو تھا

محدثین سند سے چلتے تھے اور اس میں ان کا منہج قبول عامہ والا تھا کہ کسی کی روایت اگر قبول ہوتی ہو تو اس کو ثقہ کہا جاتا لیکن یہ علم بھی غلطی سے پاک نہیں اور اس میں بھی خطا ممکن ہے کیونکہ انسانی علم محدود ہے

باب ۲: ھاروت و ماروت کون؟

قرآن میں سورہ البقرہ میں ہے کہ بابل میں یہود سحر کا علم حاصل کرتے تھے جو ان کی آزمائش تھا آیات ہیں

واتبعوا ما تتلو الشياطين على ملك سليمان وما كفر سليمان ولكن الشياطين كفروا يعلمون الناس السحر وما أنزل على الملكين ببابل هاروت وماروت وما يعلمان من أحد حتى يقولا إنما نحن فتنة فلا تكفر فيتعلمون منهما ما يفرقون به بين المرء وزوجه وما هم بضارين به من أحد إلا بإذن الله ويتعلمون ما يضرهم ولا ينفعهم ولقد علموا لمن اشتراه ما له في الآخرة من خلاق ولبئس ما شروابه أنفسهم لو كانوا يعلمون

اور (یہود) لگے اس (علم) کے پیچھے جو شیطان مملکت سلیمان کے حوالے سے پڑھتے تھے اور سلیمان نے تو کفر نہیں کیا، بلکہ شیاطین نے کفر کیا جو لوگوں کو سحر سکھاتے تھے اور جو بابل میں فرشتوں ھاروت وماروت پر نازل ہوا تھا تو (وہ بھی) اس میں سے کسی کو نہ سکھاتے تھے حتی کہ کہتے ہم فتنہ ہیں، کفر مت کر! لیکن وہ (یہودی) پھر بھی سیکھتے، تاکہ مرد و عورت میں علیحدگی کرائیں اور وہ کوئی نقصان نہیں کر سکتے تھے الا یہ کہ اللہ کا اذن ہو- اور وہ ان سے (سحر) سیکھتے جو نہ فائدہ دے سکتا تھا نہ نقصان- اوروہ جانتے تھے کہ وہ کیا خرید رہے ہیں، آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہو گا اور بہت برا سودا کیا اگر ان کو پتا ہوتا

سحر کا علم ان کو فرشتوں ھاروت وماروت سے ملا تھا لیکن ان کو پتا تھا کہ یہ فتنہ ہے لیکن اپنی سابقہ حرکتوں کو توجیہ دینے کے لئے انہوں نے تمام علوم کا مخزن چاہے (شرک و سحر ہی کیوں نہ ہو) سانپ کو قراردیا – یہود کے مطابق یہ سب اس شجر علم میں چھپا تھا جو جنت عدن کے بیچوں بیچ تھا – واضح رہے کہ موجودہ توریت کی کتاب پیدائش میں سانپ سے مراد شیطان نہیں ہے بلکہ انسانوں کا ہمدرد ایک مخلوق ہے جو چھپ کر انسان کو علم دیتا ہے جبکہ الله تعالی کا ارادہ انسان کو کم علم رکھنے کا تھا

سحر کا علم دنیا میں ہاروت و ماروت سے پہلے مصریوں کے پاس بھی تھا جس کا ذکر موسی علیہ السلام کے حوالے سے قرآن میں موجود ہے کہ جادو گرووں نے موسی علیہ السلام اور حاضرین کا تخیل تبدیل کر دیا اور ایک عظیم سحر کے ساتھ ائے جس میں لاٹھیاں اور رسیاں چلتی ہوئی محسوس ہوئیں

یہاں سورہ البقرہ میں بتایا گیا کہ بابل میں یہود کا ذوق شادی شدہ عورتوں کو حاصل کرنے کی طرف ہوا جس میں ان کو طلاق دلانے کے لئے سحر و جادو کیا جاتا – اگر سحر صرف نظر بندی ہوتا تو یہ ممکن نہ تھا لہذا اس کو ایک شیطانی عمل کہا جاتا ہے جس میں شریعت کی پابندی کو رد کیا جاتا ہے اور حسد انسان کو سحر کی طرف لے جاتا ہے

اس میں گرہ لگا کر پھونکا جاتا ہے سورہ الفلق

تیسری صدی میں جب معتزلہ کا زور تھا انہوں نے مجوسیوں کی طرح الله کی طرف شر کو منسوب کرنے سے انکار کیا اور سوال اٹھایا کہ کیا حسن کی طرح قبیح و سحر و شر کی نسبت الله کی طرف درست ہے ؟ کیا الله خالق

سحر و شر ہے ؟

علماء نے اس کا جواب دیا کہ قرآن سے ثابت ہے کہ الله ہی شیطان کا خالق ہے اور تمام گناہ اس نے لکھ دیے ہیں لہذا وہی شر کا خالق ہے – کسی بھی علم کا اثر انگیز ہونا بھی اسی حکم کے تحت ہے لہذا اگرچہ سحر شرک و ناپسندیدہ ہے اس کی تاثیر من جانب الله ہے

ہاروت و ماروت الله کے دو فرشتے تھے جو سحر کا علم لے کر بابل میں اترے اور یہود کی آزمائش بنے- اگر ہاروت و ماروت نے جادو نہیں سکھایا تو وہ یہ کیوں کہتے تھے کہ ہم فتنہ ہیں کفر مت کرو

دوسری صدی ہجری

سابقہ یمنی یہودی کعب الاحبار ایک قصہ سناتے

تفسیر عبد الرزاق المتوفي ٢١١ هجري کی روایت ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَال – نا الثَّوْرِيُّ , عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ , عَنْ سَالِمٍ , عَنِ ابْنِ عُمَرَ , عَنْ كَعْبٍ , قَالَ: «ذَكَرَتِ الْمَلَائِكَةُ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ , وَمَا يَأْتُونَ مِنَ الذُّنُوبِ» فَقِيلَ لَهُمْ: «اخْتَارُوا مَلَكَيْنِ , فَاخْتَارُوا هَارُوتَ وَمَارُوتَ» قَالَ: فَقَالَ لَهُمَا: «إِنِّي أُرْسِلُ رُسُلِي إِلَى النَّاسِ , وَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمَا رَسُولٌ , انْزِلَا وَلَا تُشْرِكَا بِي شَيْئًا , وَلَا تَزْنِيَا , وَلَا تَسْرِقَا» قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: قَالَ كَعْبٌ: «فَمَا اسْتَكْمَلَا يَوْمَهُمَا الَّذِي أُنْزِلَا فِيهِ حَتَّى عَمِلَا مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا»

کعب نے کہا : ذکر کیا فرشتوں کا ان کا جو نبی آدم پر نگہبان تھے اور جو ان کے گناہوں کے بارے میں ہے پس ان فرشتوں سے کہا گیا کہ چن لو فرشتوں کو انہوں نے ہاروت و ماروت کو چنا اور ہاروت و ماروت سے کہا میں اپنے سفیر بنی

آدم کی طرف بھیج رہا ہوں اور میرے اور تمھارے درمیان کوئی اور نہیں ہو گا بنی آدم پر نازل ہو اور شرک نہ کرنا نہ زنا اور نہ چوری – ابن عمر رضی الله عنہ نے کہا کہ کعب نے کہا انہوں نے وہ کام نہ کیا جس پر نازل کیا گیا تھا یہاں تک کہ حرام کام کیا

اسنادی حیثیت سے قطع نظر ان روایات میں یہود کی کتاب

Book of Enoch

Book of Jubilees

کا قصہ نقل کیا گیا ہے ہبوط شدہ فرشتے

Fallen Angels

یا

Watchers

اپنے ہی ہبوط شدہ فرشتوں میں سے دو کو انسانوں کو سحر سکھانے بھیجتے ہیں

یہود کے مطابق انوخ اصلا ادریس علیہ السلام کا نام ہے

ایک روایت قتادہ بصری سے منسوب ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ نا مَعْمَرٌ , عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: «كَتَبَتِ الشَّيَاطِينُ كُتُبًا فِيهَا كُفْرٌ وَشِرْكٌ , ثُمَّ دَفَنَتْ تِلْكَ الْكُتُبَ تَحْتَ كُرْسِيِّ سُلَيْمَانَ , فَلَمَّا مَاتَ سُلَيْمَانُ اسْتَخْرَجَ النَّاسُ تِلْكَ الْكُتُبَ» فَقَالُوا: هَذَا عِلْمٌ كَتَمَنَاهُ سُلَيْمَانُ فَقَالَ اللَّهُ: {وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ} [البقرة: 102]

شیاطین نے کتابیں لکھیں جس میں کفر و شرک تھا پھر ان کو سلیمان کے تخت کے نیچے چھپا دیا پھر جب سلیمان کی وفات ہوئی تو لوگوں نے ان کو

نکالا اور کہا یہ وہ علم ہے جو سلیمان نے ہم سے چھپایا پس اللہ نے کہا{وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ} [البقرة:

تذکرۃ الحفاظ از الذہبی کے مطابق مفسر مجاہد نے تحقیق کی

ذكر محمد بن حميد أخبرنا عبد الله بن عبد القدوس عن الأعمش قال: كان مجاهد لا يسمع بأعجوبة إلا ذهب لينظر إليها. ذهب الى حضرموت ليرى بئر برهوت وذهب الى بابل وعليه وال فقال له مجاهد: تعرض على هاروت وماروت فدعا رجلا من السحرة فقال: اذهب به فقال اليهودي بشرط ألا تدعو الله عندهما قال فذهب به الى قلعة فقطع منها حجرا ثم قال خذ برجلى فهوى به حتى انتهى الى جوبة فإذا هما معلقين منكسين كالجبلين فلما رأيتهما قلت سبحان الله خالقكما فاضطربا فكأن الجبال تدكدكت فغشي على وعلى اليهودي ثم أفاق قبلى فقال قد أهلكت نفسك وأهلكتنى.

الأعمش نے کہا کہ مجاہد عجوبہ بات نہیں سنتے یہاں تک کہ اس کو دیکھتے وہ حضر الموت گئے تاکہ برہوت کا کنواں دیکھیں اور بابل گئےوہاں افسر تھا اس سے کہا مجھ پر ہاروت و ماروت کو پیش کرو پس جادو گروں کو بلایا گیا ان سے کہا کہ وہاں تک لے چلو ایک یہودی نے کہا اس شرط پر کہ وہاں ہاروت و ماروت کے سامنے اللہ کو نہیں پکارو گے - پس وہ وہاں گئے قلعہ تک اس کا پتھر نکالا گیا پھر یہودی نے پیر سے پکڑا اور لے گیا جہاں دو پہاڑوں کی طرح ہاروت و ماروت معلق تھے پس ان کو دیکھا (تو بے ساختہ مجاہد بولے) سبحان اللہ جس نے ان کو خلق کیا – اس پر وہ (فرشتے) ہل گئے اور مجاہد اور یہودی غش کھا گئے پھرجب افاقہ ہوا تو یہودی بولا: تم نے تو اپنے آپ کو اور مجھے

مروا ہی دیا تھا

تیسری صدی ہجری

امام احمد اس قصے کو منکر کہتے تھے – الكتاب: أنِيسُ السَّاري في تخريج وَتحقيق الأحاديث التي ذكرها الحَافظ ابن حَجر العسقلاني في فَتح البَاري از آبو حذيفة، نبيل بن منصور بن يعقوب بن سلطان البصارة الكويتي

وقال أحمد بن حنبل: هذا منكر، إنما يروى عن كعب" المنتخب لابن قدامة ص 296 ہ

امام احمد نے کہا یہ منکر ہے اس کو کعب نے روایت کیا ہے

چوتھی صدی ہجری

تفسیر ابن ابی حاتم کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبِي ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ ثنا عُبَيْدُ اللَّهِ- يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو وَيُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ مُجَاهِدٍ. قَالَ: كُنْتُ نَازِلا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ قَالَ لِغُلامِهِ. انْظُرْ طَلَعَتِ الْحَمْرَاءُ لَا مَرْحَبًا بِهَا وَلا أَهْلا وَلا حَيَّاهَا اللَّهُ هِيَ صَاحِبَةُ الْمَلَكَيْنِ- قَالَتِ الْمَلائِكَةُ: رَبِّ كَيْفَ تَدَعُ عُصَاةَ بَنِي آدَمَ وَهُمْ يَسْفِكُونَ الدَّمَ الْحَرَامَ، وَيَنْتَهِكُونَ مَحَارِمَكَ، وَيُفْسِدُونَ فِي الأَرْضِ؟ قَالَ: إِنِّي قَدِ ابْتَلَيْتُهُمْ فَلَعَلِّي إِنِ ابْتَلَيْتُكُمْ بِمِثْلِ الَّذِي ابْتَلَيْتُهُمْ بِهِ فَعَلْتُمْ كَالَّذِي يَفْعَلُونَ قَالُوا: لَا. قَالَ: فَاخْتَارُوا مِنْ خِيَارِكُمُ اثْنَيْنِ، فَاخْتَارُوا هَارُوتَ وَمَارُوتَ فَقَالَ لَهُمَا إِنِّي مُهْبِطُكُمَا إِلَى الأَرْضِ وَعَاهِدٌ إِلَيْكُمَا أَنْ لَا تُشْرِكَا وَلا تَزْنِيَا، وَلا تَخُونَا. فَأُهْبِطَا إِلَى الأَرْضِ، وَأَلْقَى عَلَيْهِمَا الشَّبَقَ وَأُهْبِطَتْ لَهُمَا الزُّهْرَةُ فِي أَحْسَنِ صُورَةِ

امْرَأَةٍ فَتَعَرَّضَتْ

مجاہد کہتے ہیں ہم سفر میں آبن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے پس جب رات ہوئی انہوں نے لڑکے سے کہا دیکھو الْحَمْرَاءُ کا طلوع ہوا اس میں خوش آمدید نہیں ہے نہ اس کے اہل کے لئے ... یہ ان فرشتوں کی ساتھی ہے – فرشتوں نے کہا اے رب ہم انسانوں کے گناہوں کو کیسے دور کریں وہ خون بہا رہے ہیں اور زمین پر فساد برپا کر رہے ہیں؟ کہا : بے شک میں ان کی آزمائش کروں گا جس طرح میں نے تم کو آزمائش میں ڈالا اور دیکھوں گا کیسا عمل کرتے ہیں ؟ ... پس اپنے فرشتوں میں سے چنوں دو کو – انہوں نے ہاروت و ماروت کو چنا ان سے کہا زمین پر ہبوط کرو اور تم پر عہد ہے نہ شرک کرنا نہ زنا اور نہ خیانت پس وہ زمین پر اترے اور ان پر شہوانیت القی کی گئی اور الزہرا کو بھی اترا یا ایک حسین عورت کی شکل میں اور ان کا دیکھنا ہوا

سیارہ الزھراء یا

Venus

کو الْحَمْرَاءُ کہا گیا ہے یعنی سرخی مائل اور اس کو ایک عورت کہا گیا ہے جو مجسم ہوئی اور فرشتوں ہاروت و ماروت کی آزمائش بنی خبر دی گئی کہ فرشتے انسانوں سے جلتے تھے اس تاک میں رہتے کہ اللہ تعالی کے سامنے ثابت کر سکیں کہ ہم نے جو پہلے کہا تھا کہ یہ انسان فسادی ہے اس کو صحیح ثابت کر سکیں – اس پر اللہ نے کہا کہ تم فرشتوں سے خود دو کو چنوں اور پھر وہ فرشتے کیا آزمائش بنتے وہ خود الزہرا پر عاشق ہو گئے

کتاب العلل از ابن ابی حاتم میں ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے اس روایت پر سوال کیا

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ معاذ بن خالد العَسْقلاني عَنْ زُهَير (1) بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ جُبَير (2) ، عَنْ نَافِعٍ، عن عبد الله بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّه سَمِعَ النبيَّ (ص) يقول: إِنَّ آدَمَ [لَمَّا] (3) أَهْبَطَهُ (4) اللهُ إِلَى الأَرْضِ، قَالَتِ المَلائِكَةُ: أَيْ رَبِّ! {أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لاَ تَعْلَمُونَ} (5) ، قَالُوا: رَبَّنَا، نَحْنُ أَطْوَعُ لَكَ مِنْ بَنِي آدَمَ ... وذكَرَ الحديثَ: قِصَّةَ (6) هاروتَ وماروتَ؟

قَالَ أَبِي: هذا حديثٌ مُنكَرٌ

میرے باپ نے کہا یہ منکر ہے

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر کے ج 10، ص 3242-3241 پر ایک واقعہ نقل کرتے ہیں

قَوْلُهُ تَعَالَى: وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ

18355 – وَبِسَنَدٍ قَوِيٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَرَادَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلامُ أَنْ يَدْخُلَ الْخَلاءَ فَأَعْطَى الْجَرَادَةَ خَاتَمَهُ وَكَانَتِ امْرَأَتُهُ، وَكَانَتْ أَحَبَّ نِسَائِهِ إِلَيْهِ فَجَاءَ الشَّيْطَانُ فِي صُورَةِ سُلَيْمَانَ فَقَالَ لَهَا: هَاتِي خَاتَمِي فَأَعْطَتْهُ فَلَمَّا لَبِسَهُ دَانَتْ لَهُ الْجِنُّ وَالْإِنْسُ وَالشَّيَاطِينُ، فَلَمَّا خَرَجَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلامُ مِنَ الْخَلَاءِ قال لها: هَاتِي خَاتَمِي فَقَالَتْ: قَدْ أَعْطَيْتُهُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَنَا سُلَيْمَانُ قَالَتْ: كَذَبْتَ لَسْتَ سُلَيْمَانَ فَجَعَلَ لَا يَأْتِي أَحَدًا يَقُولُ: أَنَا سُلَيْمَانُ إِلا كَذَّبَهُ حَتَّى جَعَلَ الصِّبْيَانُ يَرْمُونَهُ بِالْحِجَارَةِ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَامَ الشَّيْطَانُ يَحْكُمُ بَيْنَ النَّاسِ.

فَلَمَّا أَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَرُدَّ عَلَى سليمان عليه السلام سلطانه أَلْقَى فِي قُلُوبِ النَّاسِ إِنْكَارَ ذَلِكَ الشَّيْطَانِ فَأَرْسَلُوا إِلَى نِسَاءِ «1» سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالُوا لهن أيكون

من سلیمان شيء؟ قلنا: نَعَمْ إِنَّهُ يَأْتِينَا وَنَحْنُ حُيَّضٌ، وَمَا كَانَ يَأْتِينَا قَبْلَ ذَلِكَ
قوی سند کے ساتھ ابن عباس سے نقل کیا گیا ہے کہ جب سلیمان علیہ السلام بیت الخلاء میں جاتے، اپنی انگوٹھی جرادہ کو دیتے، جو کہ ان کی بیوی تھی، اور سب سے عزیز تھی۔ شیطان حضرت سلیمان کی صورت میں اس کے پاس آیا، اور کہا کہ مجھے میری انگوٹھی دو۔ تو اس نے دے دی۔ جب اس نے پہن لی، تو سب جن و انس و شیطان اس کے قابو میں آ گئے۔ جب سلیمان علیہ السلام نکلے، تو اس سے کہا کہ مجھے انگوٹھی دو۔ اس نے کہا کہ وہ تو میں سلیمان کو دے چکی ہوں۔ آپ نے کہا کہ میں سلیمان ہوں۔ اس نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، تم سلیمان نہیں۔ پس اس کے بعد ایسا کوئی نہیں تھا کہ جس سے انہوں نے کہا ہو کہ میں سلیمان ہوں، اور ان کی تکذیب نہ کی گئی ہو۔ یہاں تک کہ بچوں نے انہیں پتھروں سے مارا۔ جب انہوں نے یہ دیکھا تو سمجھ گئے کہ یہ اللہ کا امر ہے۔ شیطان لوگوں میں حکومت کرنے لگا- جب اللہ نے اس بات کا ارادہ کیا کہ حضرت سلیمان کو ان کی سلطنت واپس کی جائے تو انہوں نے لوگوں کے دلوں میں القا کیا کہ اس شیطان کا انکار کریں۔ پس وہ ان کی بیویوں کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کہ آپ کو سلیمان میں کوئی چیز نظر آئی؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! اب وہ ہمارے پاس حیض کے دونوں میں بھی آتے ہیں، جب کہ پہلے ایسا نہیں تھا۔

یہاں اس پر قوی سند لکھا ہوا ہے راقم کہتا ہے

تفسیر ابن حاتم ۹۰۰ صفحات کی کتاب ہے اس میں کسی بھی روایت پر سند قوی یا ضعیف یا صحیح نہیں ملتا

یہ واحد روایت 18355 ہے جس پر وَبِسَنَدٍ قَوِيٍ سند قوی ملتا ہے لیکن حیرت ہے

کہ اس کی سند ابن ابی حاتم نے نہیں دی
لگتا ہے اس میں تصرف و تحریف ہوئی ہے جب سند ہے ہی نہیں تو قوی کیسے ہوئی؟
اس کی سند ہے
ومن أنكرها أيضًا ما قال ابن أبي حاتم: حدثنا علي بن حسين، قال: حدثنا محمد بن العلاء وعثمان بن أبي شيبة وعلي بن محمد، قال: حدثنا أبو معاوية، قال: أخبرنا الأعمش، عن المنهال بن عمرو، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس -رضي الله عنهما- في قوله – تعال ى-: {وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ}، قال: أراد سليمان -عليه الصلاة والسلام- أن يدخل الخلاء وكذا وكذا؛ ذكر الرواية التي سبق ذكرها
اس کی سند میں المنهال بن عمرو ہے جو ضعیف ہے
چوتھی صدی کے ہی ابن حبان اس روایت کو صحیح ابن حبان المتوفی ٣٥٤ ھ میں نقل کرتے ہیں
أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكير عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (إِنَّ آدَمَ ـ لَمَّا أُهْبِطَ إِلَى الْأَرْضِ ـ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: أَيْ رَبِّ! {أَتَجْعَلُ فِيهَا مِنْ يُفسد فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بحَمْدِكَ ونُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ} [البقرة: 30] قَالُوا: رَبَّنَا نَحْنُ أَطْوَعُ لَكَ مِنْ بَنِي آدَمَ قَالَ اللَّهُ لِمَلَائِكَتِهِ: هَلُمُّوا مَلَكَيْنِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَنَنْظُرَ كَيْفَ يَعْمَلَانِ قَالُوا: رَبَّنَا هَارُوتُ وَمَارُوتُ قَالَ: فَاهْبِطَا إِلَى الْأَرْضِ قَالَ: فَمُثِّلَتْ لَهُمُ الزُّهْرَةُ امْرَأَةً مِنْ أَحْسَنِ الْبَشَرِ فَجَاءَاهَا فَسَأَلَاهَا نَفْسَهَا فَقَالَتْ: لَا وَاللَّهِ حَتَّى تكَلِّما بِهَذِهِ الْكَلِمَةِ مِنَ الْإِشْرَاكِ قَالَا:

وَاللَّهِ لَا نُشْرِكُ بِاللَّهِ أَبَدًا فَذَهَبَتْ عَنْهُمَا ثُمَّ رَجَعَتْ بِصَبِيٍّ تَحْمِلُه فَسَأَلَاهَا نَفْسَهَا فَقَالَتْ: لَا وَاللَّهِ حَتَّى تَقْتُلَا هَذَا الصَّبِيَّ فَقَالَا: لَا وَاللَّهِ لَا نَقْتُلُهُ أَبَدًا فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ بِقَدَحٍ مِنْ خَمْرٍ تَحْمِلُه فَسَأَلَاهَا نَفْسَهَا فَقَالَتْ: لَا وَاللَّهِ حَتَّى تَشْرَبَا هَذَا الْخَمْرَ فَشَرِبَا فَسَكِرَا فَوَقَعَا عَلَيْهَا وَقَتَلَا الصَّبِيَّ فَلَمَّا أَفَاقَا قَالَتِ الْمَرْأَةُ: وَاللَّهِ مَا تركتُما مِنْ شَيْءٍ أَثِيمًا إِلَّا فَعَلْتُمَاهُ حِينَ سَكِرْتُما فخُيِّرا ـ عِنْدَ ذَلِكَ ـ بَيْنَ عَذَابِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الآخرة فاختارا عذاب الدنيا)

قَالَ أَبُو حَاتِمٍ: الزُّهرة ـ هَذِهِ ـ: امْرَأَةٌ كَانَتْ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ، لَا أَنَّهَا الزُّهرة الَّتِي هِيَ فِي السَّمَاءِ، الَّتِي هِيَ مِنَ الخُنَّسِ.

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمایا: جب آدم کا زمین کی طرف ہبوط ہوا فرشتوں نے کہا اے رب کیا اس کو خلیفہ کیا ہے کہ اس میں فساد کرے اور خون بہائے اور ہم آپ کی تعریف کرتے ہیں اور تقدس کرتے ہیں ؟ فرمایا : میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے – فرشتوں نے کہا ہمارے رب ہم انسانوں سے بڑھ کر آپ کے اطاعت گزار ہیں اللہ تعالی نے فرشتوں سے کہا : فرشتوں کو لو پس دیکھیں یہ کیا عمل کرتے ہیں- فرشتوں نے کہا : آے رب ہاروت و ماروت ہیں- حکم الہی ہوا : زمین کی طرف ہبوط کرو – وہاں الزہرا انسانوں میں سے ایک حسن عورت ان کو ورغلائے گی پس وہ ان فرشتوں کے پاس گئی اور نفس کے بارے میں سوال کیا (یعنی زنا کی ہاروت و ماروت نے ترغیب دی) اور بولی : نہیں اللہ کی قسم میں نہیں کروں گی یہاں تک کہ تم شرکیہ کلمات ادا کرو – ہاروت و ماروت نے کہا و اللہ ہم یہ کلمات نہیں بولیں گے پس وہ لوٹ گئی ایک لڑکے کے ساتھ اور واپس انہوں نے نفس کا سوال کیا وہ بولی میں اس لڑکے کو مار ڈالوں گی فرشتوں نے کہا نہیں

مارو وہ لوٹ گئی پھر آئی ایک قدح لے کر شراب کا اس پر سوال کیا فرشتوں نے کہا ہم نہیں پییں گے یہاں تک کہ وہ پی گئے پس وہ واقعہ ہوا (زنا) اور لڑکے کو قتل کیا – جب افاقہ ہوا عورت بولی اللہ کی قسم میں نے تم کو کہیں کا نہ چھوڑا گناہ میں کوئی چیز نہیں جو تم نہ کر بیٹھے ہو اور تم نے نہیں کیا جب تک شراب نہ پی لی ... تم نے دنیا و آخرت میں سے دنیا کا عذاب چنا

ابو حاتم ابن حبان نے کہا الزہرہ یہ اس دور میں عورت تھی وہ وہ نہیں جو آسمان میں ہے جو الخنس ہے

ابن حبان نے اس روایت کو صحیح میں لکھا اس میں اختلاف صرف یہ کیا کہ الزہرہ کو ایک مسجم عورت کی بجائے ایک حقیقی عورت کہا

البدء والتاريخ از المطهر بن طاهر المقدسي (المتوفى: نحو 355هـ) قصة هاروت وماروت، اختلفوا المسلمون [1] فيه اختلافا كثيرا

القدسی نے تاریخ میں لکھا کہ مسلمانوں کا اس پر اختلاف ہے

یعنی ابن ابی حاتم اس کو منکر کہتے ہیں اور ابن حبان صحیح

العلل دارقطنی از امام دارقطنی المتوفی ٣٨٥ ھ میں ہے

وَسُئِلَ عَنْ حَدِيثِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى الله عليه وسلم: أن آدم لما أهبطه الله إلى الأرض قالت الملائكة: أي رب: {أتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء} ، قالوا: ربنا، نحن أطوع لك من بني آدم، قال الله للملائكة: هلموا ملكين ... فذكر قصة هاروت وماروت.

فقال: اختلف فيه على نافع:

فرواه موسى بن جبير، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَخَالَفَهُ مُوسَى بْنُ عقبة، فرواه عن نافع، عن ابن عمر، عن كعب الأحبار، من

رواية الثوري، عن موسى بن عقبة.

وقال إبراهيم بن طهمان: عن موسى بن عقبة، عن سالم، عن أبيه، عن كعب.

دارقطنی نے العلل میں اس کی اسناد نقل کیں لیکن رد نہیں کیا

پانچویں صدی ہجری

امام حاکم المتوفی ٤٠٥ ھ مستدرک میں اس قصہ کو صحیح کہتے ہیں

آٹھویں صدی ہجری

الذہبی سیر میں لکھتے ہیں

قُلْتُ: وَلِمُجَاهِدٍ أَقْوَالٌ وَغَرَائِبُ فِي العِلْمِ وَالتَّفْسِيْرِ تُسْتَنْكَرُ، وَبَلَغَنَا: أَنَّهُ ذَهَبَ إِلَى بَابِلَ، وَطَلَبَ مِنْ مُتَوَلِّيْهَا أَنْ يُوْقِفَهُ عَلَى هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ.

میں کہتا ہوں : مجاہد کے اقوال اور علم و تفسیر میں غریب باتیں ہیں جن کا انکار کیا جاتا ہے اور ہم تک پہنچا ہے کہ یہ بابل گئے اور وہاں کے متولی سے کہا کہ ہاروت و ماروت سے ملاو

لیکن الذہبی مستدرک حاکم کی تلخیص میں ہاروت و ماروت کے اس قصہ کو صحیح کہتے ہیں

أَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا الْعَنْبَرِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ، أَنْبَأَ إِسْحَاقُ، أَنْبَأَ حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ الرَّازِيُّ وَكَانَ ثِقَةً، ثنا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ} [البقرة: 102] الْآيَةُ. قَالَ: " إِنَّ النَّاسَ بَعْدَ آدَمَ وَقَعُوا فِي

الشِّرْكِ اتَّخذُوا هَذِهِ الْأَصْنَامَ، وَعَبَدُوا غَيْرَ اللَّهِ، قَالَ: فَجَعَلَتِ الْمَلَائِكَةُ يَدْعُونَ عَلَيْهِمْ وَيَقُولُونَ: رَبَّنَا خَلَقْتَ عِبَادَكَ فَأَحْسَنْتَ خَلْقَهُمْ، وَرَزَقْتَهُمْ فَأَحْسَنْتَ رِزْقَهُمْ، فَعَصَوْكَ وَعَبَدُوا غَيْرَكَ اللَّهُمَّ اللَّهُمَّ يَدْعُونَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لَهُمُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: إِنَّهُمْ فِي غَيْبٍ فَجَعَلُوا لَا يَعْذُرُونَهُمْ " فَقَالَ: اخْتَارُوا مِنْكُمُ اثْنَيْنِ أُهْبِطُهُمَا إِلَى الْأَرْضِ، فَآمُرُهُمَا وَأَنْهَاهُمَا " فَاخْتَارُوا هَارُوتَ وَمَارُوتَ – قَالَ: وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ فِيهِمَا – وَقَالَ فِيهِ: فَلَمَّا شَرِبَا الْخَمْرَ وَانْتَشَيَا وَقَعَا بِالْمَرْأَةِ وَقَتَلَا النَّفْسَ، فَكَثُرَ اللَّغَطُ فِيمَا بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ الْمَلَائِكَةِ فَنَظَرُوا إِلَيْهِمَا وَمَا يَعْمَلَانِ فَفِي ذَلِكَ أُنْزِلَتْ {وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ، وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ} [الشورى: 5] الْآيَةُ. قَالَ: فَجَعَلَ بَعْدَ ذَلِكَ الْمَلَائِكَةُ يَعْذُرُونَ أَهْلَ الْأَرْضِ وَيَدْعُونَ لَهُمْ «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ»

[التعليق – من تلخيص الذهبي] 3655 – صحيح

نویں صدی ہجری

ہیثمی المتوفی ۸۰۷ ہجری کتاب مجمع الزوائد میں لکھتے ہیں

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ – رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا – قَالَ: اسْمُ الْمَلَكَيْنِ اللَّذَيْنِ يَأْتِيَانِ فِي الْقَبْرِ مُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ، وَكَانَ اسْمُ هَارُوتَ وَمَارُوتَ – وَهُمَا فِي السَّمَاءِ – عَزَرًا وَعَزِيزًا .. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

اس کی اسناد حسن ہیں

ابن حجر المتوفي ۸۵۲ هجري فتح الباری میں کہتے ہیں

قال الحافظ: وقصة هاروت وماروت جاءت بسند حسن من حديث ابن عمر في مسند أحمد

اور ہاروت و ماروت کا قصہ حسن سند سے مسند احمد میں ہے ابن عمر کی سند سے

دسویں صدی ہجری

التخریج الصغیر والتحبیر الکبیر ابن المِبْرَد الحنبلي (المتوفى: 909 هـ)

حديث: "هَارُوتَ وَمَارُوتَ" الإمام أحمد، وابن حبان، بسند صحيح.

ابن المِبْرَد کے مطابق مسند احمد اور صحیح ابن حبان میں اس کی سند صحیح ہے

الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة از عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911هـ)

قصة هاروت وماروت. وفي مسند أحمد، وصحح ابن حبان من حديث ابن عمر بسند صحيح.

قلت: لها طرق عديدة استوعبتها في التفسير المسند، وفي تخريج أحاديث الشفاء، انتهى.

قصہ ہاروت و ماروت کا یہ مسند احمد صحیح ابن حبان میں ہے صحیح سند سے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی

میں السیوطي کہتا ہوں اس کے بہت سے طرق مسند احمد کی تفسیر میں ہے اور احادیث کتاب الشفاء کی تخریج میں

كتاب تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة المؤلف: نور الدين، علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن ابن عراق الكناني (المتوفى: 963هـ)

"وَمن طَرِيقه (خطّ) من حَدِيث ابْن عمر، وَفِيه قصَّة لنافع مَعَ ابْن عمر وَلَا يَصح،

فِيهِ الْفرج بن فضَالة، وسنيد ضعفه أَبُو دَاوُد وَالنَّسَائِيّ (تعقبه) الْحَافِظ ابْن حجر فِي الْقَوْل المسدد فَقَالَ: أخرجه أَحْمد فِي مُسْنده وَابْن حبَان فِي صَحِيحه من وَجه آخر، وَله طرق كَثِيرَة جمعتها فِي جُزْء مُفْرد يكَاد الْوَاقِف عَلَيْهَا لكثرتها وَقُوَّة مخارج أَكْثَرهَا يقطع بِوُقُوع هَذِه الْقِصَّة، انْتهى قَالَ السُّيُوطِيّ: وجمعت أَنا طرقها فِي التَّفْسِير الْمسند وَفِي التَّفْسِير الْمَأْثُور فَجَاءَت نيفا وَعشْرين طَرِيقا مَا بَين مَرْفُوع وَمَوْقُوف، وَلِحَدِيث ابْن عمر بِخُصُوصِهِ طرق مُتعَدِّدَة.

اور جو طرق حدیث ابن عمر کا ہے اور اس میں نافع کا ابن عمر کے ساتھ کا قصہ ہے صحیح نہیں ہے اس میں فرج بن فضالہ ہے اور سنید ہے جس کی تضعیف کی ہے ابو داود نے اور نسائی نے اس کا تعقب کیا ہے ابن حجر نے کتاب القول لمسدد میں اور کہا ہے اس کی تخریج کی ہے احمد نے مسند میں ابن حبان نے صحیح میں دوسرے طرق سے اور اس کے کثیر طرق ہیں جو سب مل کر ایک جز بن جاتے ہیں اور واقف جان جاتا ہے اس کثرت پر اور مخارج کی قوت پر … السُّيُوطِيّ نے کہا اور میں نے جمع کر دیا ہے اس کے طرق تفسیر میں اور … خاص کر ابن عمر کی حدیث کے تو بہت طرق ہیں

تذکرة الموضوعات میں محمد طاهر بن علي الصديقي الهندي الفَتَّنِي (المتوفى: 986هـ) لکھتے ہیں

قِصَّةُ هَارُوتَ وَمَارُوتَ مَعَ الزَّهْرَةِ وَهُبُوطِهِ إِلَى الأَرْضِ امْرَأَةً حَسَنَةً حِينَ طَغَتِ الْمَلائِكَةُ وَشُرْبِهِمَا الْخَمْرَ وقتلهما النَّفس وزناهما» عَن ابْن عمر رَفعه وَفِيه مُوسَى ابْن جُبَير مُخْتَلف فِيهِ وَلَكِن قد توبع، وَلأبي نعيم عَن عَليّ قَالَ «لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّهْرَةَ وَقَالَ إِنَّهَا فتنت الْملكَيْنِ» وَقيل الصَّحِيح وَقفه على كَعْب وَكَذَا قَالَ الْبَيْهَقِيّ، وَفِي الْوَجِيز قصتهما فِي الْفرج بن فضَالة: ضَعِيف قلت

قَالَ ابْن حجر لَهَا طرق كَثِيرَة يقطع بوقوعها لقُوَّة مخارجها.

قصہ ہاروت و ماروت کا الزہرا کے ساتھ اور ان کا زمین پر ہبوط کرنا ایک حسین عورت کے ساتھ اور فرشتوں کا بغاوت کرنا اور شراب پینا اور قتل نفس کرنا اور زنا کرنا جو ابن عمر سے مروی ہے ان تک جاتا ہے اور اس میں موسی بن جبیر ہے مختلف فیہ ہے لیکن اس کی متابعت کی ہے ابو نعیم نے علی کی روایت سے کہ اللہ کی لعنت ہو الزہرا پر اور کہا اس نے فرشتوں کو آزمائش میں ڈالا اور کہا ہے صحیح ہے کعب پر موقوف ہے اور اسی طرح کہا ہے البیہقی نے اور فرج کے قصہ پر کہا ضعیف ہے میں کہتا ہوں ابن حجر نے کہا ہے کہ اس کے طرق بہت سے ہیں

ابن کثیر نے تفسیر میں لکھا

ابن کثیر نے بھی اپنی تفسیر، ج 7، ص 59-60 میں درج کیا ہے۔ سند کے بارے میں انہوں نے بھی یہی کہا ہے کہ

إسناده إلى ابن عباس رضي الله عنهما قَوِيٌّ، وَلَكِنَّ الظَّاهِرَ أَنَّهُ إِنَّمَا تَلَقَّاهُ ابْنُ عباس رضي الله عنهما إِنْ صَحَّ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَفِيهِمْ طائفة لا يعتقدون نبوة سليمان عليه الصلاة والسلام فَالظَّاهِرُ أَنَّهُمْ يَكْذِبُونَ عَلَيْهِ، وَلِهَذَا كَانَ فِي هذا السِّيَاقِ مُنْكَرَاتٌ مِنْ أَشَدِّهَا ذِكْرُ النِّسَاءِ فَإِنَّ المشهور عن مجاهد وغير واحد من أئمة السلف أَنَّ ذَلِكَ الْجِنِّيَّ لَمْ يُسَلَّطْ عَلَى نِسَاءِ سليمان بل عصمهن الله عز وجل منه تشريفا وتكريما لنبيه عليه السلام. وَقَدْ رُوِيَتْ هَذِهِ الْقِصَّةُ مُطَوَّلَةً عَنْ جَمَاعَةٍ من السلف رضي الله عنهم كَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ وَجَمَاعَةٍ آخَرِينَ وَكُلُّهَا مُتَلَقَّاةٌ مِنْ قَصَصِ أَهْلِ الْكِتَابِ، والله سبحانه وتعالى أعلم بالصواب.

اس کی سند ابن عباس تک قوی ہے۔ لیکن بظاہر یہ ان کو اہل کتاب سے ملی

جسے انہوں نے صحیح مانا۔ جب کہ ان میں ایک گروہ تھا جو کہ حضرت سلیمان کی نبوت کا منکر تھا۔ اور بظاہر ان کی تکذیب کرتا تھا۔ اور اس میں شدید منکر باتیں ہیں خاص کر بیویوں والی۔ اور مجاھد اور دیگر ائمہ سے مشہور ہے کہ جن ان کی بیویوں پر مسلط نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اللہ نے ان کی عصمت رکھی اور شرف و تکریم بخشا۔ اور یہ واقعہ سلف میں ایک جماعت نے نقل کیا جیسا کہ سعید بن مسیت، زید بن اسلم، اور بعد کی ایک جماعت نے بھی جن کو یہ اہل کتاب کے قصوں سے ملا

راقم کہتا ہے ابن کثیر کا قول باطل ہے یہ کام ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نہیں کہ اہل کتاب سے روایت کریں بلکہ اس میں جرح منہال بن عمرو پر ہے

چودھویں صدی ہجری

کتاب التحرير والتنوير از محمد الطاهر بن محمد بن محمد الطاهر بن عاشور التونسي (المتوفى : 1393هـ) کے مطابق

وَلِأَهْلِ الْقِصَصِ هُنَا قِصَّةٌ خُرَافِيَّةٌ مِنْ مَوْضُوعَاتِ الْيَهُودِ فِي خُرَافَاتِهِمُ الْحَدِيثَةِ اعْتَادَ بَعْضُ الْمُفَسِّرِينَ ذِكْرَهَا مِنْهُمُ ابْنُ عَطِيَّةَ وَالْبَيْضَاوِيُّ وَأَشَارَ الْمُحَقِّقُونَ مِثْلُ الْبَيْضَاوِيِّ وَالْفَخْرِ وَابْنِ كَثِيرٍ وَالْقُرْطُبِيِّ وَابْنِ عَرَفَةَ إِلَى كَذِبِهَا وَأَنَّهَا مِنْ مَرْوِيَّاتِ كَعْبِ الْأَحْبَارِ وَقَدْ وَهِمَ فِيهَا بَعْضُ الْمُتَسَاهِلِينَ فِي الْحَدِيثِ فَنَسَبُوا رِوَايَتَهَا عَنِ النَّبِيءِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ بِأَسَانِيدَ وَاهِيَةٍ وَالْعَجَبُ لِلْإِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى كَيْفَ أَخْرَجَهَا مُسْنَدَةً لِلنَّبِيءِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَعَلَّهَا مَدْسُوسَةٌ عَلَى الْإِمَامِ أَحْمَدَ أَوْ أَنَّهُ غَرَّهُ فِيهَا ظَاهِرُ حَالِ رُوَاتِهَا مَعَ أَنَّ فِيهِمْ مُوسَى بْنَ جُبَيْرٍ وَهُوَ مُتَكَلَّمٌ فِيهِ

اور اہل قصص کے لئے اس میں بہت سے یہودیوں کے گھڑے ہوئے قصے ہیں جس سے مفسرین دھوکہ کھا گئے ان میں ابن عطیہ اور بیضاوی ہیں اور محققین مثلا بیضاوی اور فخر الرازی اورابن کثیر اور قرطبی اور ابن عرفہ نے ان کے کذب کی طرف اشارہ کیا ہے جو بے شک کعب الاحبار کی مرویات ہیں اور اس میں وہم ہے بعض متساھلین کا حدیث کے لئے تو انہوں نے ان قصوں کو رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا ہے یا بعض اصحاب رسول کی طرف واہیات اسناد کے ساتھ اور عجیب بات ہے کہ امام احمد بن حنبل الله رحم کرے نے ان کو کیسے مسند میں لکھا اور ہو سکتا ہے وہ بہک گئے ہوں اس کے ظاہر حال پر اس میں موسی بن جبیر ہے اور متکلم فیہ ہے

یہ بھی لکھتے ہیں

وَ (هَارُوتَ وَمَارُوتَ) بَدَلٌ مِنَ (الْمَلَكَيْنِ) وَهُمَا اسْمَانِ كَلْدَانِيَّانِ دَخَلَهُمَا تَغْيِيرُ التَّعْرِيفِ لِإِجْرَائِهِمَا عَلَى خِفَّةِ الْأَوْزَانِ الْعَرَبِيَّةِ، وَالظَّاهِرُ أَنَّ هَارُوتَ مُعَرَّبُ (هَارُوكَا) وَهُوَ اسْمُ الْقَمَرِ عِنْدَ الْكَلْدَانِيِّينَ وَأَنَّ مَارُوتَ مُعَرَّبُ (مَا رُوداخَ) وَهُوَ اسْمُ الْمُشْتَرِي عِنْدَهُمْ وَكَانُوا يَعُدُّونَ الْكَوَاكِبَ السَّيَّارَةَ مِنَ الْمَعْبُودَاتِ الْمُقَدَّسَةِ الَّتِي هِيَ دُونَ الْآلِهَةِ لَا سِيَّمَا الْقَمَرِ فَإِنَّهُ أَشَدُّ الْكَوَاكِبِ تَأْثِيرًا عِنْدَهُمْ فِي هَذَا الْعَالَمِ وَهُوَ رَمْزُ الْأُنْثَى، وَكَذَلِكَ الْمُشْتَرِي فَهُوَ أَشْرَفُ الْكَوَاكِبِ السَّبْعَةِ عِنْدَهُمْ وَلَعَلَّهُ كَانَ رَمْزَ الذَّكَرِ عِنْدَهُمْ كَمَا كَانَ بَعْلٌ عِنْدَ الْكَنْعَانِيِّينَ الْفِنِيقِيِّينَ.

اور ہاروت و ماروت فرشتوں کا بدل ہیں اور یہ نام کلدانی کے ہیں ان کو شامل کیا گیا ہے تبدیل کر کے عربیوزن پر اور ظاہر ہے ہاروت معرب ہے ہاروکا کا جو چاند کا نام ہے کلدانیوں کے نزدیک اور ماروت معرب ہے ماروداخ کا جو مشتری کا نام ہے ان کے ہاں – اور یہ کواکب کو مقدس معبودات میں شمار کرتے تھے خاص

طور پر چاند کو کیونکہ یہ کواکب میں سب سے بڑھ کر تاثیر رکھتا ہے ان کے نزدیک تمام عالم میں اور یہ رمز ہے مونث پر اور اسی طرح مشتری سات کواکب میں سب سے با عزت ہے جو اشارہ ہے مذکر پر ان کے نزدیک جیسا کہ بعل تھا فونشیون اور کنعآنیوں کے نزدیک

صحیح ابن حبان کی تعلیق میں شعیب الأرنؤوط لکھتے ہیں

قلت: وقول الحافظ ابن حجر في "القول المسدد" 40-41 بأن: للحديث طرقاً كثيرة جمعتها في جزء مفرد يكاد الواقف عليه أن يقطع بوقوع هذه القصة لكثرة الطرق الواردة فيها وقوَّة مخارج أكثرها، خطأ مبين منه -رحمه الله- ردَّه عليه العلامة أحمد شاكر -رحمه الله- في تعليقه على "المسند" (6178) فقال: أمَّا هذا الذي جزم به الحافظ بصحة وقوع هذه القصة صحة قريبة من القطع لكثرة طرقها وقوة مخارج أكثرها، فلا، فإنها كلها طرق معلولة أو واهية إلى مخالفتها الواضحة للعقل، لا من جهة عصمة الملائكة القطعية فقط، بل من ناحية أن الكوكب الذي نراه صغيراً في عين الناظر قد يكون حجمه أضعاف حجم الكرة الأرضية بالآلاف المؤلفة من الأضعاف، فأنَّى يكون جسم المرأة الصغير إلى هذه الأجرام الفلكية الهائلة!

شعیب الأرنؤوط نے ابن حجر کی تصحیح کو ایک غلطی قرار دیا اور احمد شاکر نے بھی ابن حجر کی رائے کو رد کیا

عصر حاضر کے علماء

ایک عالم کا کہنا ہے

جیسا کہ ہم نے پڑھا کہ جادو حرام ہے اور اس کی وجہ ا س میں شرک کی علت

کا ہونا ہے ۔ ظاہر ہے اللہ تعالی اپنے فرشتوں کے ذریعے اس قسم کا کوئی علم کیسے اتار سکتے ہیں جس میں شرک کی آلائش ہو۔ میری رائے کے تحت ہاروت و ماروت پر اتارا گیا علم پیراسائکلوجی کے جائز علوم میں سے ایک تھا ۔ البتہ اس کا استعمال منفی و مثبت دونوں طریقوں سے کیا جاسکتا تھا۔ جیسا کہ اسی آیت میں ہے:

غرض لوگ ان سے (ایسا) سحر سیکھتے، جس سے میاں بیوی میں جدائی ڈال دیں۔ اور خدا کے حکم کے سوا وہ اس (سحر) سے کسی کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے تھے ۔ اور کچھ ایسے سیکھتے جو ان کو نقصان ہی پہنچاتے اور فائدہ کچھ نہ دیتے ۔(البقرہ ۲:۱۰۲)

اس آیت میں ہے کہ اس علم سے فائدہ بھی پہنچ سکتا تھا اور نقصان بھی ۔ لیکن انہوں نے صرف نقصان پہنچایا جس میں سرفہرست میاں بیوی میں جدائی تھی۔ اس کی وجہ بھی کچھ علما کے نزدیک یہ تھی کہ بنی اسرائل کو اس دور میں غیر یہودی عورت سے شادی کرنا ممنوع تھا۔ اس وقت خواتین کی کمی تھی اس لَئے لوگ جدائی ڈلواکر اس کی عورت کو اپنی بیوی بنانا چاہتے تھے۔ تو بہر حال وہ علم کسی طور شرکیہ یا ممنوع علم نہ تھا بلکہ اپنی اصل میں جائز تھا۔ اس کے منفی استعمال کی مذمت کی گئی ہے۔ یعنی وہ علم اپنی ذات میں حرام نہیں بلکہ آزمائش تھا ۔ البتہ اس کا منفی استعمال اسے حرام بنا رہا تھا

راقم کہتا ہے

ہر علم من جانب اللہ ہے اور اس کی تاثر بھی من جانب اللہ ہے سحر اللہ نے اتارا جو ایک عمل ہے جو راقم کے علم کے مطابق اسماء الحسنی سے شروع ہوتا ہے

اور شرک پر منتج ہوتا ہے اس پر یہود کی قدیم کتب سحر دیکھی جا سکتی ہیں یہاں ان کی تفصیل نہیں دی جا سکتی کہ یہ کیا ہے کیونکہ یہ پھر سحر سکھانے کے مترادف ہو سکتا ہے

لیکن یہ علم شرکیہ عمل پر لے کر جاتا ہے اور علم نجوم اس کی قبیل سے ہے اسی لئے حدیث میں علم نجوم سے دور رہنے کے لئے کہا گیا ہے

جادو سحر آج تک یہودی کرتے ہیں مسلمان کرتے ہیں اور اس کا مخزن اگر کوئی اور ہوتا تو قرآن میں صاف آتا اس کو مبہم نہ رکھا جاتا

دوم ساحر کو علم ہوتا ہے کہ وہ شرک کر رہا ہے اور ایک ممنوع عمل ہے اسی لئے جب موسی کا عصا ساحروں کا جادو توڑتا ہے تو وہ کہتے ہیں

إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَى

ہم اپنے رب پر ایمان لائے کہ وہ ہمارے گناہوں کی مغفرت کر دے اور ہم کو (اے فرعون) تم نے جادو پر مجبور کیا

اہل حدیث علماء کے جاہلانہ ترجمے

غیر مقلد عالم ثنا اللہ امرتسری تفسیر میں ترجمہ کرتے ہیں

تفسیر ثنائی — ۸۳ — سورۃ البقرۃ

يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ، وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ،

اور لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور نہ اتارا گیا تھا دو فرشتوں پر (شہر) بابل میں

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ، فَيَتَعَلَّمُوْنَ

اور وہ کسی کو جادو نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو خود مبتلا ہیں پس تو کافر مت ہو پھر بھی لوگ سیکھتے

مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ، وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ

ان سے وہ کلمات جن کی وجہ سے خاوند بیوی میں جدائی ڈالتے اور وہ کسی کو سوائے اذن خدا کے ضرر نہ

اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ، وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ،

دے سکتے تھے اور لوگ وہی چیز سیکھتے جو ان کو ضرر دے اور نفع نہ بخشے

اور لوگوں کو جادو کے کلمات واہیات سکھاتے تھے اور طرح طرح سے عوام کو ورغلاتے۔ یہ بھی مشہور کرتے کہ یہ کلمات جادوگری کے آسمانی علم جبرائیل میکائیل دونوں فرشتوں پر شہر بابل میں اترا تھا حالانکہ نہ اتارا گیا تھا ان دو فرشتوں پر (شہر) بابل میں اور نہ کوئی آسمانی علم تھا بلکہ محض ان ہاروت ماروت کی چالبازی تھی اس سے غرض ان کی صرف وثوق جتلانا تھا جب ہی تو ان کی یہ عادت تھی کہ زبانی جمع خرچ بہت کچھ کرتے اور کسی کو جادو نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ میاں ہم تو خود بڑے بدکردار بلا میں پھنسے ہوئے مبتلا ہیں پس تو بھی مثل ہمارے ایسی باتیں سیکھنے سے کافر مت ہو اس کہنے سے ان کا جاہلوں میں اور بھی زیادہ رسوخ پیدا ہوتا اور عوام میں مشہور ہو جاتا کہ سائیں صاحب بڑے منکسر المزاج ہیں جیسا کہ فی زمانہ دغاباز پیروں کا کام ہے پھر بھی لوگ ان سے متنفر نہ ہوتے بلکہ سیکھتے ان سے وہ کلمات جن کی وجہ سے خاوند بیوی میں جدائی ڈالتے اور اس کے عوض میں زانیوں سے کچھ کماتے اور خدا کا غضب اپنے پر لیتے۔ یہ مت سمجھو کہ ان کے منہ میں کوئی خوبی تھی یا قلم میں کوئی تاثیر تھی کہ جس کو چاہیں نقصان اور مضرت پہنچائیں بلکہ ان کے کلمات بھی مثل ادویہ کے تھے جب ہی تو کسی کو سوا اذن خدا کے ضرر نہ دے سکتے تھے چونکہ قانون خداوندی جاری ہے کہ ہر فعل انسانی پر اس کے مناسب اثر پیدا کر دیتا ہے اگر کوئی سرد پانی پیتا ہے تو اسے ٹھنڈک بخشتا ہے زہر کھاتا ہے تو اس کی جان بھی ضائع ہو جاتی ہے اسی طرح ان کے جادو کا حال تھا کہ وہ ان کے حق میں مثل زہر کے مضر تھا لیکن وہ بہت خوشی سے اس کا استعمال کرتے اور خدا تعالیٰ اپنی عادت جاریہ کے موافق اس پر آثار بھی ویسے ہی مرتب کر دیتا مگر وہ لوگ اس بھید کو نہ سمجھتے اور وہی چیز سیکھتے جو ان کو ہر طرح سے جسمانی اور روحانی ضرر دے اور کسی طرح سے نفع نہ بخشے تعجب ہے کہ یہ لوگ اس زمانہ کے مدعیان علم بھی ان کے پیچھے ہو لیے ہیں۔

یہ تو عقائد کا حال ہے اعمال کا تو پوچھئے ہی نہیں تمام عمر دنیاوی کام کریں گے علوم مروجہ جن سے صرف چند روزہ دنیاوی گذارہ مقصود ہو سیکھیں گے بلا سے کبھی آٹھویں روز ہی قرآن کی دو آیتیں پڑھ لیں الی اللہ المشتکی والیہ المآب والرجعی افسوس ہم نے بدقسمتی سے یہ سب کچھ دیکھنا تھا۔

غیر مقلدین کے شیخ عرب و عجم محمد بدیع الدین راشدی نے اس پر باقاعدہ

کتاب لکھی ہے

http://kitabosunnat.com/kutub-library/qissa-haroot-o-maroot-aur-jadoo-ki-haqiqat

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ڐ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

"اور وہ (بنی اسرائیل) اس چیز کے پیچھے لگے جس کو سلیمان علیہ السلام کے دورِ بادشاہی میں شیطان پڑھتے رہے اور وہ کفر سلیمان علیہ السلام نے نہیں کیا، بلکہ شیطانوں (ہاروت اور ماروت) نے کیا کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے، حالانکہ یہ حکم بابل (شہر) میں دو فرشتوں پر نازل نہیں کیا گیا تھا، اور وہ دونوں ہاروت و ماروت کسی کو بھی جادو نہیں سکھاتے جب تک کہ ان کو یہ نہ کہتے تھے کہ ہم تو خود اس کفر میں مبتلا ہیں، پھر تم کافر نہ بنو، پھر ان دونوں سے لوگ ایسا علم سیکھتے جس کے سبب مرد اور اس کی بیوی کے درمیاں، جدائی کرتے تھے اور وہ اس سے کسی کو بھی اللہ کے حکم کے سوا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، اور وہ ایسا علم سیکھتے رہے جو ان کو نہ نقصان دیتا نہ فائدہ دیتا، بلا شک وہ بھی

33

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان چکے تھے کہ جو شخص اس علم کو خریدے گا، یا حاصل کرے گا تو اس کے لئے آخرت میں کوئی (اجر کا) حصہ نہیں ہے، اگر یہ جانتے ہوتے تو یہ کام جو انہوں نے اپنی جانوں کے بدلے خرید کیا ہے وہ بہت برا ہے اور اگر وہ ایمان لے آتے اور پرہیزگار بنتے تو اللہ کے ہاں ان کے لیے بہت اچھا بدلہ ہے۔ کاش! کہ وہ جانتے ہوتے۔" [1]

یہ غلطی عربی بولنے والے قرطبی نے بھی کی اور قرآن میں معنوی تحریف کی-

اس کتاب میں محمد بدیع الدین راشدی نے قرطبی کا حوالہ دیا

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ:

وَفِي الْكَلَامِ تَقْدِيمٌ وَتَأْخِيرٌ، اَلتَّقْدِيرُ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ بَدَلٌ مِنَ الشَّيٰطِيْنِ فِيْ قَوْلِهٖ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا هٰذَا اَوْلٰى مَا حَمَلَتْ

1. سورۃ البقرہ۔ آیت:۹۸ 2. سورۃ طٰہٰ۔ آیت:۱۲۳ 3. سورۃ البقرہ۔ آیت:۳۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ الْاٰيَةُ مِنَ التَّأْوِيْلِ وَاَصَحُّ مَاقِيْلَ فِيْهَا وَلَا يُلْتَفَتُ اِلٰى سِوَاهُ وَالسِّحْرُ مِنْ اِسْتِخْرَاجِ الشَّيَاطِيْنِ لِلَطَافَةِ جَوْهَرِهِمْ وَدِقَّةِ اَفْهَامِهِمْ."

"کلام میں تھوڑی تقدیم وتاخیر ہے۔ یعنی عبارت اس طرح ہوگی کہ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ ۔ یعنی نہ سلیمان علیہ السلام نے کفر کیا نہ یہ حکم دو فرشتوں پر نازل کیا گیا۔ بلکہ شہر بابل میں دو شیطانوں نے کفر کیا کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ اس صورت میں ہاروت و ماروت شیطان سے بدل ہوں گے۔ جو عام طور پر تفسیر کی جاتی ہے کہ ملائکہ وغیرہ نے جادو کی تعلیم دی اس کی بنسبت یہ تفسیر زیادہ بہتر اور صحیح ہے۔ یہ تفسیر توجہ دینے کے لائق نہیں، کیونکہ جادو تو شیطان کا کام ہے، اس لئے کسی صالح بندے کا تو یہ کام ہو ہی نہیں سکتا۔ چہ جائیکہ اعلیٰ و اشرف مخلوق ملائکہ کی طرف ایسے قبیح کام کی نسبت کی جائے۔" [1]

یہاں غیر مقلدین کے شیخ عرب و عجم راشدی اور ثناء اللہ کا ترجمہ دیکھا جا سکتا ہے کہ کس قدر لغت عرب سے لا علم ہیں

سوال ہے کہ یہ ترجمے عربیت کے کن اصولوں کی بنیاد پر کیے گئے ہیں ؟

بابل کا مذہب

بابل میں مردوک

Marduk

کی پوجا ہوتی تھی – بابلی زبان میں مردوک کو

Marutuk

ماروتک

بولا جاتا تھا

Frymer-Kensky, Tikva (2005). Jones, Lindsay, ed. *Marduk*. Encyclopedia of religion **8** (2 ed.). New York. pp. 5702–5703. ISBN 0-02-865741-1.

https://en.wikipedia.org/wiki/Marduk

بعض مغربی محققین اس بات تک پہنچے ہیں کہ یہ بابلی دیوتا اصلا فرشتے تھے تصاویر میں بھی اس کو پروں کے ساتھ دکھایا جاتا ہے

جادوگروں نے اس قصے میں سیارہ الزہرا یعنی وینس ، چاند اور مشتری کا اثر تمثیلی انداز میں سکھایا ہے کہ یہ چاند اور مشتری کا جادو الزہرا کی موجودگی میں بڑھ جاتا ہے – چاند کی بہت اہمیت ہے کیونکہ اس کی ۲۷ منزلیں ہیں جن میں چاند گھٹتا اور بڑھتا ہے اور عبرانی کے بھی ۲۷ حروف ہیں لہذا کلمات شرکیہ کو ان سے ملا کر اخذ کیا جاتا تھا

In general, though not always, the zodiac is divided into 27 or 28 segments relative to fixed stars – one for each day of the lunar

month, which is 27.3 days long

https://en.wikipedia.org/wiki/Lunar_mansion

بابل کی اسیری سے پہلے بنی اسرائیل جو عبرانی استمال کرتے تھے اس کو

Palaeo-Hebrew alphabet

کہا جاتا ہے جس میں ۲۲ حروف تھے جو ابجد حروف کہلاتے ہیں
یہود کے مطابق بابل کی اسیری میں کسی موقع پر ان کی زبان تبدیل ہوئی جس میں اشوری اور بابلی زبان سے حروف لئے گئے
بائیس حروف کو ۲۷ میں بدلنے کے پیچھے کیا چاند کی ۲۷ منازل تھیں ؟ راقم کے نزدیک اس کا جواب ہمارے اسلامی جادو یا سحر کی کتب میں ہے

باب۳ :بابل کی غلامی کے بعد شیطان کا تصور

یہودیوں کی کتب میں شیطان کا تصور محدود ہے – اس کو ایک فرشتہ سمجھا جاتا ہے – لفظ شیطان توریت میں نہیں ہے – موجودہ یہود کے بعض فرقوں کے نزدیک نفس امارہ کو ہی شیطان سے ملا دیا گیا ہے اور شیطان بطور ایک الگ ذات کوئی وجود نہیں رکھتا- یہود کے دیگر فرقوں کے نزدیک شیطان فرشتہ ہے اور یہود کے نزدیک اللہ کا دشمن نہیں بلکہ اللہ کا مدد گار ہے - اگر آپ توریت کا تقابل قرآن سے کریں تو انکشاف ہو گا کہ آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ، توریت میں موجود نہیں بلکہ ایک سانپ کو مثبت شخصیت کے طور پر دکھایا گیا ہے اللہ تعالی نے انسان کو تخلیق کیا اس کو شجر علم سے – دور رکھا لیکن سانپ چاہتا تھا کہ انسان علم حاصل کرے لہذا اس کو شجر علم کی حقیقت بتا دی - گویا اللہ علم نہیں دینا چاہتا تھا شیطان یا سانپ نے انسان کی علم حاصل کرنے میں مدد کی اور اس کو شجر ممنوعہ کی حقیقت بتا دی اس کے بر خلاف قرآن میں ہے کہ اللہ تعالی نے تخلیق آدم کے بعد ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور ان کو اسماء کا علم فرشتوں سے زیادہ تھا- یعنی توریت میں شیطان کو سانپ کر دیا اور شجر ممنوعہ کو شجر علم کر دیا اور اسی سانپ کو جنت میں بھی پہنچا دیا - تصویروں میں اس علم کو سیب کی صورت دکھایا جاتا ہے جو سانپ نے حوا علیہ السلام کو دیا اور انھوں نے آدم

علیہ السلام کو- زمانہ حال ہی میں ایک مشہور کمپنی نے اس سیب کواپنا لوگو بھی بنا لیا ہے

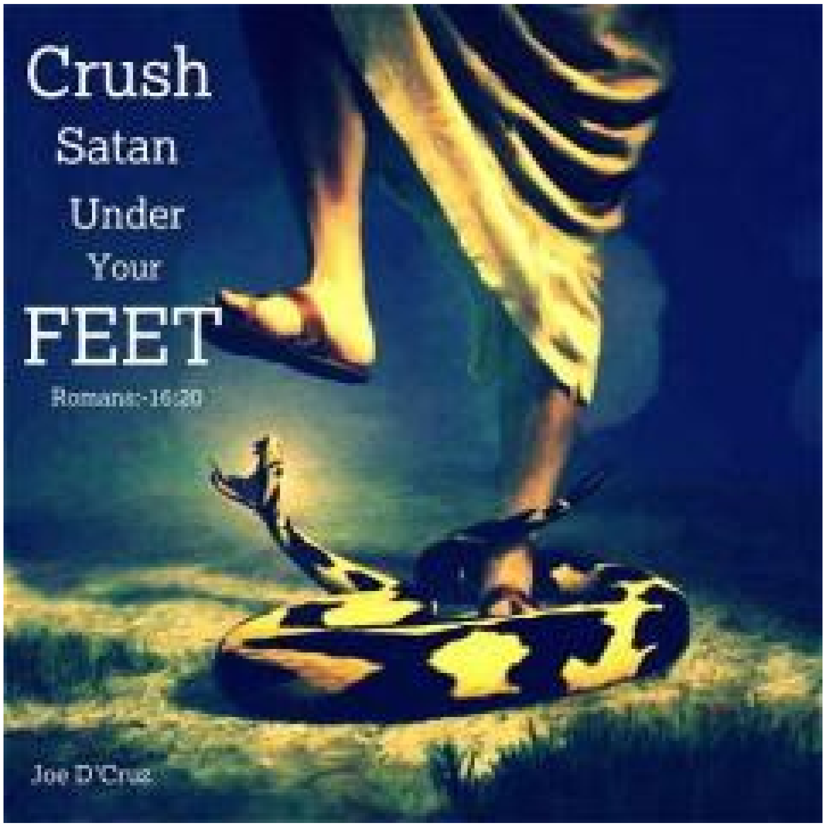

عزازیل کے لئے نذر و نیاز

توریت کی کتاب الاستثنا کے باب ١٦ کی آیات ہیں

ہارون کو بنی اسرائیلیوں کے لئے دو بکرے گناہ کی قربانی کے طور پر اور ایک مینڈھا جلانے کی قربانی کے لئے لینا چاہئے ۔

اس لئے ہارون ایک بیل کو اپنے گناہ کی قربانی کے لئے اپنے اور اپنے خاندان کے کفّارے کے لئے قربانی کے طور پر پیش کرے گا ۔

اُس کے بعد ہارون دو بکرے کو لیگا اور اسے خیمۂ اجتماع کے دروازے پر خدا وند کے سامنے لائے گا ۔

پھر ہارون دونوں بکروں کے لئے قرعہ ~ ڈ الے گا ۔ ایک خدا وند کے لئے اور دوسرے عزازیل کے لئے

” تب ہارون قرعہ ڈال کر چُنے گئے بکرے کو خدا وند کے لئے گناہ کی قربانی کے طور پر قربانی دیگا ۔

لیکن قرعہ ڈال کر عزازیل کے لئے چُنا گیا بکرا خدا وند کے سامنے زندہ لایا جانا چاہئے ۔ تب یہ بکرا ریگستان میں عزازیل کے پاس کفّارہ دینے کے لئے بھیجا جائے گا ۔

تب ہارون اپنے لائے ہوئے بیل کو گناہ کی قربانی کے طور سے چڑھا ئے گا ۔ اس طرح سے ہارون اپنے اور اپنے خاندان کے لئے کفّارہ ادا کریگا ۔ ہارون بیل کو اپنے لئے گناہ کی قربانی کے طور پر ذبح کرے گا ۔

عزازیل کے لئے بیابان میں بکرا چھوڑا جائے گا جو غیر اللہ کی نذر ہے اور اس کی تہمت ہارون علیہ السلام پر لگائی جا رہی ہے - بعض اہل کتاب عزازیل کا ترجمہ کر دیتے ہیں اور اس کو کفارہ کا بکرا کہتے ہیں[2]

– اس بکرے کا انتخاب دوسرے ہیکل کے دور میں اقلام پھینک کر کیا جاتا تھا – تلمود کے مطابق اس بکرے کو پہاڑ پر لے جایا جاتا اور پھر کھائی میں دھکیل دیا جاتا تھا

اس طرح یہ عزازیل کی عبادت ہوئی- یہاں اس مقام پر یہ وضاحت نہیں کہ عزازیل سے شیطان ہی مراد ہے- اس کی بنیاد پرشیطان کی منظر کشی ایسے پیروں سے کی جاتی جس میں بکرے کے پیر دکھائے جاتے ہیں

بعض دیگر یہودی کتب میں شیطان کا لفظ موجود ہے

شیطان اور امام مسجد الاقصی کی مخالفت

کتاب زکریا باب ۳ میں ہے کہ شیطان نے امام القدس کی مخالفت کی – یہ زکریا جن کو نبی کہا جاتا ہے ، دوسرے ہیکل کے دور کے ہیں اور عزیر مخالف ہیں ان کا ہی قتل مقدس اور قربان گاہ کے درمیان ہوا جن کا ذکر انجیل متی میں ہے[3]- یہ قرآن کے زکریا علیہ السلام نہیں جو مریم علیہ السلام کے کفیل تھے آیات ہیں

اِس کے بعد رب نے مجھے رویا میں امامِ اعظم یشوع کو دکھایا۔ وہ رب کے فرشتے کے سامنے کھڑے تھے ، اور شیطان ان پر الزام لگانے کے لئے اُس کے دائیں ہاتھ کھڑا ہو گیا تھا۔

رب نے شیطان سے فرمایا، ”اے شیطان، رب تجھے ملامت کرتا ہے! رب جس نے یروشلم کو چن لیا وہ تجھے ڈانٹتا ہے! یہ آدمی تو بال بال بچ گیا ہے، اُس لکڑی کی طرح جو بھڑکتی آگ میں سے چھین لی گئی ہے۔

شیطان ایک مخبر ہے جو اللہ کو زمین کی خبر کرتا ہے

ایک کتاب جو ایوب علیہ السلام سے منسوب ہے اس کی آیت ہے

اللہ نے شیطان سے پوچھا تو کہاں سے آ رہا ہے ؟ شیطان نے کہا زمین کی سیر سے ہر کام جو اس میں ہو اس کو دیکھتا ہوں

یہود کے نزدیک شیطان کا مقصد یہود کی آزمائش ہے لیکن اس کا نتیجہ ان کے حق میں ہوتا ہے یعنی یہود اللہ کی نگاہ میں سر خرو ہوتے ہیں

یسعیاہ نبی (جن کا دور پہلے ہیکل کا کہا جاتا ہے اور عیسیٰ سے ۸ صدیاں قبل گزرے ہیں) کی کتاب میں ہے

یسعیاه ٤٥ باب ٧ کی آیت ہے
میں ہی خالق نور و ظلمات ہوں اور میں ہی وہ ذات ہوں جو برباد کرتی ہے
اس آیت سے بعض نصرانی علماء استخراج کرتے ہیں کہ اس میں ظلمت سے مراد شیطان ہے
موجودہ علماء یہود و نصاری کہتے ہیں کہ یسعیاہ کی کتاب تین حصوں میں لکھی گئی ہے پہلے ہیکل کی تباہی سے پہلے اوربعد تک اس پر کام ہوا ہے

یہود کے تصور شیطان، قرآن سے الگ کیوں ہے ؟

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیطان کا وہ تصور جو قرآن میں ہے اور وہی حق ہے تو اس کو توریت میں کیوں تبدیل کیوں کیا گیا اور لفظ شیطان سرے سے توریت موجود ہی نہیں؟
اس کی وجہ یہ تھی کہ بنی اسرائیل کو فارس کے لوگوں نے واپس یروشلم بھیجا تھا تاکہ وہ واپس مسجد سلیمان بنا لیں- فارس کے مذھب میں اہرمن و یزداں کا تصور تھا- جس میں اہرمن کو خدائے شر کہا جاتا تھا لہٰذا اگر توریت جیسی اہم کتاب ، جس کو عزیر اور نحمیاہ لکھوا رہے تھے، میں سے شیطان کا ذکر ہوتا تو اس کو اہرمن سمجھا جاتا لہذا شیطان کا لفظ ہی نکال دیا گیا اور شیطان سانپ بن گیا
اس کے اثرات اردو زبان میں بھی ہیں آج بھی مشیت یزدانی کا لفظ بولا جاتا ہے- یزداں جو آتش پرستوں کا خدائے خیر تھا
دوسرے ہیکل کے دور میں یہود کا اختلاف بڑھا اور ان میں سامرہ کا فرقہ نکلا اور شیطان کے تصور میں تبدیلی آئی

نصرانیوں پر یہودی گمراہی کے اثرات

نصرانی مذہب میں شیطان کا تصور بہت بڑا ہے لوگوں کو دنیا میں بادشاہ بنواتا ہے (انجیل لوقا) انسان میں جانور میں حلول کر جاتا ہے (انجیل متی، لوقا ، مرقس)- انجیل یوحنا میں شیطان کا جسد میں داخل ہونا نہیں بیان کیا گیا – شیطان ایک فرشتہ ہی ہے جو جنت کا سانپ تھا ۔ بہرحال اناجیل اربع اور پال کی کتب میں شیطان کا تصور موجود ہے اور اس کو ایک طاقت ور کردار دیا گیا ہے

اسلام میں شیطان پر تصور و عقیدہ

اسلام کا تصور ہے کہ شیطان جن ہے جو اللہ کا باغی ہے اور وہ نفس امارہ نہیں اور فرشتہ بھی نہیں- اس کا مقصد انسان کو گمراہ کرنا ہے اور علم دینا اس کا کام نہیں اللہ کا ہے- لہذا ہر طرح کا علم چاہے خیر کا ہو یا شر کا اللہ ہی کی جانب سے ہے لیکن اس کا مقصد انسان کی آزمائش ہے - قرآن کہتا ہے کہ بابل میں یہود سحر کا علم حاصل کرتے تھے جو ان کی آزمائش تھا آیات ہیں

واتبعوا ما تتلو الشياطين على ملك سليمان وما كفر سليمان ولكن الشياطين كفروا يعلمون الناس السحر وما أنزل على الملكين ببابل هاروت وماروت وما يعلمان من أحد حتى يقولا إنما نحن فتنة فلا تكفر فيتعلمون منهما ما يفرقون به بين المرء وزوجه وما هم بضارين به من أحد إلا بإذن الله ويتعلمون ما يضرهم ولا ينفعهم ولقد علموا لمن اشتراه ما له في الآخرة من خلاق ولبئس ما شروابه أنفسهم لو كانوا

یعلمون
اور (یہود) لگے اس (علم) کے پیچھے جو شیطان مملکت سلیمان کے حوالے سے پڑھتے تھے اور سلیمان نے تو کفر نہیں کیا، بلکہ شیاطین نے کفر کیا جو لوگوں کو سحر سکھاتے تھے اور جو بابل میں فرشتوں ہاروت وماروت پر نازل ہوا تھا تو (وہ بھی) اس میں سے کسی کو نہ سکھاتے تھے حتی کہ کہتے ہم فتنہ ہیں، کفر مت کر! لیکن وہ (یہودی) پھر بھی سیکھتے، تاکہ مرد و عورت میں علیحدگی کرائیں اور وہ کوئی نقصان نہیں کر سکتے تھے الا یہ کہ اللہ کا اذن ہو- اور وہ ان سے (سحر) سیکھتے جو نہ فائدہ دے سکتا تھا نہ نقصان- اوروہ جانتے تھے کہ وہ کیا خرید رہے ہیں، آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہو گا اور بہت برا سودا کیا اگر ان کو پتا ہوتا

سحر کا علم ان کو فرشتوں ہاروت وماروت سے ملا تھا لیکن ان کو پتا تھا کہ یہ فتنہ ہے لیکن اپنی سابقہ حرکتوں کو توجیہ دینے کے لئے انہوں نے تمام علوم کا مخزن چاہے (شرک و سحر ہی کیوں نہ ہو) سانپ کو قراردیا کیونکہ یہ سب اس شجر علم میں چھپا تھا جو جنت عدن کے بیچوں بیچ تھا- لہذا اہل کتاب میں الجھاؤ پیدا ہو گیا کہ ایک طرف تو سانپ توریت کے مطابق علم دے رہا ہے دوسری طرف انجیل میں یہی سانپ شیطان بن کر لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے ان میں حلول کر رہا ہے

یہود میں سانپ یا ڈریگن پرستی

سانپ سے یہود کی محبت بھی عجیب رہی کتاب گنتی باب ۲۱ کے مطابق اللہ تعالی بنی اسرائیل پر ناراض ہوا جبکہ وہ مصر سے باہر دشت میں تھے

پیتل کا سانپ

4 ہور پہاڑ سے روانہ ہو کر وہ بحرِ قلزم کی طرف چل
دیئے تاکہ ادوم کے ملک میں سے گزرنا نہ پڑے۔ لیکن
چلتے چلتے لوگ بے صبر ہو گئے۔ 5 وہ رب اور موسیٰ کے
خلاف باتیں کرنے لگے، ''آپ ہمیں مصر سے نکال کر
ریگستان میں مرنے کے لئے کیوں لے آئے ہیں؟ یہاں
نہ روٹی دست یاب ہے نہ پانی۔ ہمیں اِس گھٹیا قسم کی
خوراک سے گھن آتی ہے۔''
6 تب رب نے اُن کے درمیان زہریلے سانپ بھیج
دیئے جن کے کاٹنے سے بہت سے لوگ مر گئے۔ 7 پھر
لوگ موسیٰ کے پاس آئے۔ اُنہوں نے کہا، ''ہم نے
رب اور آپ کے خلاف باتیں کرتے ہوئے گناہ کیا۔
ہماری سفارش کریں کہ رب ہم سے سانپ دُور کر دے۔''
موسیٰ نے اُن کے لئے دعا کی 8 تو رب نے موسیٰ
سے کہا، ''ایک سانپ بنا کر اُسے کھمبے سے لٹکا دے۔ جو
بھی ڈسا گیا ہو وہ اُسے دیکھ کر بچ جائے گا۔'' 9 چنانچہ
موسیٰ نے پیتل کا ایک سانپ بنایا اور کھمبا کھڑا کر کے
سانپ کو اُس سے لٹکا دیا۔ اور ایسا ہوا کہ جسے بھی ڈسا گیا
تھا وہ پیتل کے سانپ پر نظر کر کے بچ گیا۔

موسی علیہ السلام پر بت بنانے کی یہ تہمت تو لگی ہی سانپ میں کوئی نہ کوئی چکر ضرور ہے یہ بات بھی دماغ میں ڈال دی گئی - اس مورت کی پوجا بھی ہونے لگی کتاب سلاطین دوم باب ۱۸ میں ہے

یہوداہ کا بادشاہ حزقیاہ

18 اسرائیل کے بادشاہ ہوسیع بن ایلہ کی حکومت کے تیسرے سال میں حزقیاہ بن آخز یہوداہ کا بادشاہ بنا۔ 2 اُس وقت اُس کی عمر 25 سال تھی، اور وہ یروشلم میں رہ کر 29 سال حکومت کرتا رہا۔ اُس کی ماں ابی بنت زکریاہ تھی۔
3 اپنے باپ داؤد کی طرح اُس نے ایسا کام کیا جو رب کو پسند تھا۔ 4 اُس نے اونچی جگہوں کے مندروں کو گرا دیا، پتھر کے اُن ستونوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جن کی پوجا کی جاتی تھی اور یسیرت دیوی کے کھمبوں کو کاٹ ڈالا۔ پیتل کا جو سانپ موسیٰ نے بنایا تھا اُسے بھی بادشاہ نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، کیونکہ اسرائیلی اُن ایام تک اُس کے سامنے بخور جلاتے آتے تھے۔ (سانپ نحشتان کہلاتا تھا۔)

اسی سانپ کو عیسی کی تاثر مسیحائی سے بھی ملا دیا گیا اور طب کا نشان سمجھا جاتا ہے

-

اسکلپئوس ایک یونانی خدا تھا جس کے ہاتھ میں ایک لاٹھی پر سانپ لپٹا ہوا تھا
اس کو طب کا خدا سمجھا جاتا تھا اسی نشان کو اپنایا گیا ہے -
دو سانپ ایک لاٹھی پر اور اپس میں لپٹے ہوئے یونانی دیوتا ہرمس کا نشان ہے اس
کو آج کل لیں دیں یا بزنس کا نشان کہا جاتا

ڈریگن بھی ایک تخیلاتی مخلوق ہے جو زمیں اور اگ سے نکلا ہے یہ کچھ اور نہیں اڑنے والا اژدھا یا سانپ ہے کیونکہ ابلیس اڑتا ہے اور اس کو سانپ بھی کہا جاتا ہے اور تقریبا ساری دنیا میں اس کو ایک زمانے میں کسی نہ کسی مقام پر پوجا جاتا تھا - کہا جاتا ہے کہ یہ مخلوق معدوم ہے لیکن آج تک ڈراموں اور فلموں میں اس کو مثبت انداز میں دکھایا جاتا ہے - ڈریگن اصل میں ابلیس ہی کی شکل ہے جس کو اس کے شائقین مثبت انداز میں پیش کرتے ہیں - اب

اس تصور کا اختتام بہت ممکن ہے ایسے ہو کہ ایک دابّہ الارض زمیں کا جانور نکلے اور شرک کی بجائے الوہیت کا علم دے

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ

پس جب ان پر ہمارا قول واقع ہو گا ہم ان کے لئے زمین سے جانور نکالیں گے جو کلام کرے گا کہ لوگ ہماری آیات پرایمان نہیں لاتے

شوکانی اور قرطبی ابن عبّاس سے منسوب ایک قول نقل کرتے ہیں کہ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ سے مراد

أنها الثعبان المشرف على جدار الكعبة

ایک عظیم اژدھا ہو گا جو کعبہ کی دیوار سے نکلے گا

لیکن یہ آخری وقت ہو گا

اب اس کے بعد کوئی نیکی نہ رہے گی اور کوئی ایمان قبول نہ ہو گا

باب٤ :سانپ مقرب بارگاہ الہی؟

اہل کتاب نے اپنے ایک نبی یسعیاہ کے نام پر ایک کتاب گھڑی جس کو کتاب یسعیاہ کہا جاتا ہے - اس کتاب کے باب ٦ کی آیات ہیں

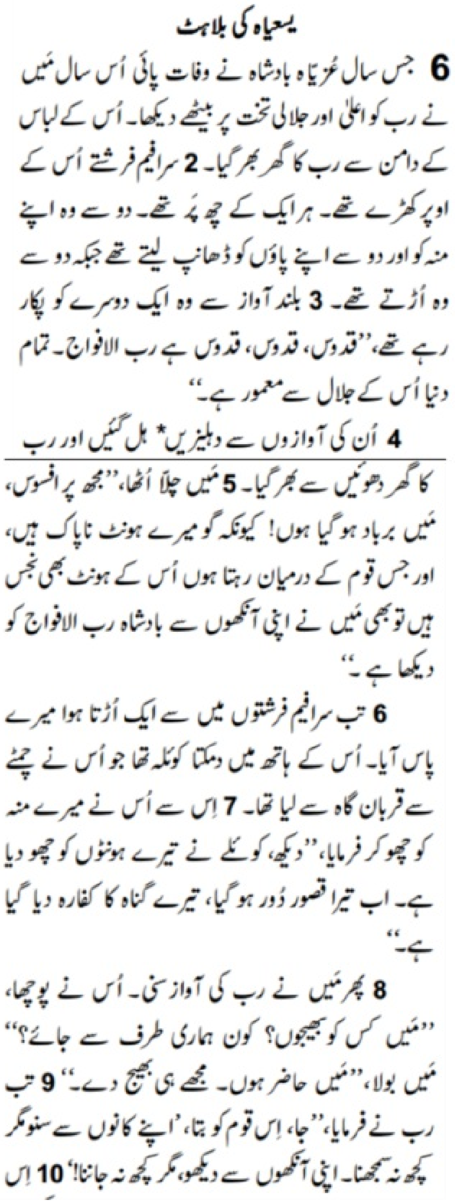

یسعیاہ کی بلاہٹ

6 جس سال عُزیّاہ بادشاہ نے وفات پائی اُس سال مَیں
نے رب کو اعلیٰ اور جلالی تخت پر بیٹھے دیکھا۔ اُس کے لباس
کے دامن سے رب کا گھر بھر گیا۔ **2** سرافیم فرشتے اُس کے
اوپر کھڑے تھے۔ ہر ایک کے چھ پَر تھے۔ دو سے وہ اپنے
منہ کو اور دو سے اپنے پاؤں کو ڈھانپ لیتے تھے جبکہ دو سے
وہ اُڑتے تھے۔ **3** بلند آواز سے وہ ایک دوسرے کو پکار
رہے تھے، ”قدوس، قدوس، قدوس ہے رب الافواج۔ تمام
دنیا اُس کے جلال سے معمور ہے۔“
4 اُن کی آوازوں سے دہلیزیں* ہل گئیں اور رب
کا گھر دھوئیں سے بھر گیا۔ **5** مَیں چلّا اُٹھا، ”مجھ پر افسوس،
مَیں برباد ہو گیا ہوں! کیونکہ گو میرے ہونٹ ناپاک ہیں،
اور جس قوم کے درمیان رہتا ہوں اُس کے ہونٹ بھی نجس
ہیں تو بھی مَیں نے اپنی آنکھوں سے بادشاہ رب الافواج کو
دیکھا ہے۔“
6 تب سرافیم فرشتوں میں سے ایک اُڑتا ہوا میرے
پاس آیا۔ اُس کے ہاتھ میں دہکتا کوئلہ تھا جو اُس نے چمٹے
سے قربان گاہ سے لیا تھا۔ **7** اِس سے اُس نے میرے منہ
کو چھو کر فرمایا، ”دیکھ، کوئلے نے تیرے ہونٹوں کو چھو دیا
ہے۔ اب تیرا قصور دُور ہو گیا، تیرے گناہ کا کفارہ دیا گیا
ہے۔“
8 پھر مَیں نے رب کی آواز سنی۔ اُس نے پوچھا،
”مَیں کس کو بھیجوں؟ کون ہماری طرف سے جائے؟“
مَیں بولا، ”مَیں حاضر ہوں۔ مجھے ہی بھیج دے۔“ **9** تب
رب نے فرمایا، ”جا، اِس قوم کو بتا، ’اپنے کانوں سے سنو مگر
کچھ نہ سمجھنا۔ اپنی آنکھوں سے دیکھو، مگر کچھ نہ جاننا!‘ **10** اِس

سرافیم سے مراد سانپ ہیں -

Hebrew Strong Dictionary

کے مطابق[4]

saraph, saw-rawf´; from 8313; burning, i.e. (figuratively) שָׂרָף poisonous (serpent); specifically, a saraph or symbolical creature .(from their copper color):–fiery (serpent), seraph

سرف ... بھڑکتا ہوا ، زہریلا .. خاص طور ہے سرف یا ایک مخلوق جو تانبے جیسی ہو – جلتا ہوا سانپ

یہود کی ایک قدیم کتاب

Book of Enoch

میں باب ۲۰ بھی اس کا ذکر ہے

Hence they took Enoch into the seventh heaven

1 And those two men lifted me up thence on to the seventh heaven, and I saw there a very great light, and fiery troops of great archangels (2), incorporeal forces, and dominions, orders and governments, cherubim and seraphim, thrones and many-eyed ones, nine regiments, the Ioanit stations of light, and I became afraid, and began to tremble with great terror, and those men took me, and led me after them, and said to me:

2Have courage, Enoch, do not fear, and showed me the Lord

from afar, sitting on His very high throne. For what is there on the tenth heaven, since the Lord dwells there?

پس وہ انوخ (ادریس علیہ السلام) کو لے گئے ساتویں آسمان پر اور ان دو آدمیوں نے مجھ (انوخ) کو اٹھایا اور وہاں میں نے ایک عظیم نور دیکھا اور اور ملائکہ ملا الاعلی کی آتشی افواج، روحانی قوتیں ، احکام و حکم ، کروبیں اور سرافیم، تخت اور بہت آنکھوں والے … اور میں خوف زدہ ہوا اور لڑکھڑا گیا دہشت سے اور وہ مجھ کو لے گئے اور کہا ہمت کرو انوخ ، ڈرو مت اور اللہ تعالی کو دور سے دکھایا اپنے عظیم عرش پر تھا- (انوخ نے سوال کیا) یہ دسویں آسمان پر کیا ہے کہ اللہ وہاں ہوتا ہے ؟

کتاب انوخ کا متن حبشی زبان میں ملا ہے جہاں سرافیم کے مقام پر لکھا

Ikisat (Ethiopic: አክይስት – "serpents", "dragons

اکسات حبشی میں سانپ ہے[5]

توریت کے مطابق بنی اسرئیل کی دشت میں سر کشی کی بنا پر ایک وقت اللہ تعالی نے سانپ ان پر چھوڑ دیے

Num. 21:6 Then the LORD sent fiery serpents among the people, and they bit the people, so that many people of Israel died.

اور اللہ نے ان پر آتشی سانپ چھوڑ دیے

عبرانی میں سرافیم کو سانپ اور فرشتہ کہا جاتا ہے چونکہ اہل کتاب ابلیس کو

ایک فرشتہ یا

Fallen Angel

کہتے ہیں

لہذا مسلمانوں میں ابلیس کو سانپ سے ملانے یا جنات کو سانپ قرار دینے کا نظریہ ا گیا اور تفسیروں میں بیان ہوا

ہندو مت میں عرش کے گرد سانپ

ہندو مت کے مطابق ان کے تین بڑے اصنام میں سے ایک آسمان میں ہے جس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے گرد سانپ لپٹا ہوا ہے جس کو انانتا شیشا یا ادی شیشا کہتے ہیں

Ananta Shesha, Adishesha “first Shesha”

یعنی کسی دور قدیم میں عرش رحمن کے گرد سانپوں کا تصور موجود تھا جس کو اہل کتاب اور ہندو دونوں بیان کرتے تھے

اسلام میں عرش کے گرد سانپ

اس قسم کی روایات اسلام میں بھی ہیں جن کو محدثین روایت کرتے ہیں –
اس روایت کو عبد الله بن أحمد "السنة" (1081) میں باپ امام احمد سے روایت کرتے ہیں الدينوري كتاب "المجالسة" (2578) میں علي بن المديني سے اور أبو الشيخ كتاب "العظمة" (197) میں روایت کرتے ہیں
طبرانی كتاب المُعْجَمُ الكَبِير میں روایت کرتے ہیں

حدثنا محمَّد بن إسحاق بن راهُوْيَه، ثنا أبي ، أبنا معاذ ابن هشام، حدثني أبي (هشام الدستوائي) عن قَتادة، عن كَثير بن أبي كثير البصرى ، عن أبي عِياض (عمرو بن الأسود العنسي) ، عن عبد الله بن عَمرو، قال: إن العَرْشَ لَيُطَوَّق بحيَّةٍ، وإن الوَحْيَ ليُنَزَّلُ
في السَّلاسِلِ

أبي عِياض نے کہا کہ عبد الله بن عمرو رضی الله عنہ نے کہا: عرش کے گرد ایک سانپ کنڈلی مارے ہوئے ہے اور الوحی زنجیروں سے نازل ہوتی ہے

كتاب السنہ میں ہے

حَدَّثَنِي أَبِي، نا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، بِمَكَّةَ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «إِنَّ الْعَرْشَ لَمُطَوَّقٌ بِحَيَّةٍ، وَإِنَّ الْوَحْيَ لَيَنْزِلُ فِي السَّلَاسِلِ

كتاب العظمة از أبو محمد عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان الأنصاري المعروف بأبي الشيخ الأصبهاني (المتوفى: 369هـ) میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ:

حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي عِيَاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: «إِنَّ الْعَرْشَ مُطَوَّقٌ بِحَيَّةٍ، وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ فِي السَّلَاسِلِ»

کتاب مختصر العلو میں البانی کہتے ہیں

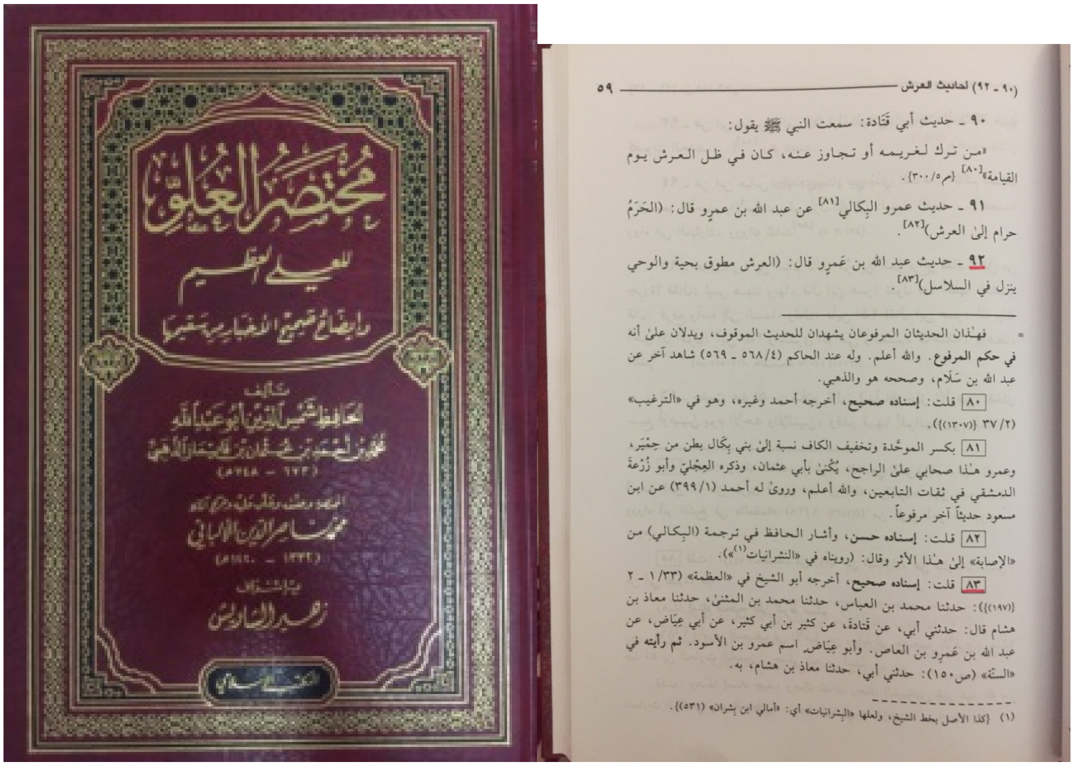

(٩٠ ـ ٩٢) احاديث العرش ٥٩

٩٠ ـ حديث أبي قَتَادة: سمعت النبي ﷺ يقول:

«من ترك لغريمه أو تجاوز عنه، كان في ظل العرش يوم القيامة»[٨٠] {م/٥/٣٠٠}.

٩١ ـ حديث عمرو البِكالي[٨١] عن عبد الله بن عمرٍو قال: (الحَرَمُ حرام إلىٰ العرش)[٨٢].

٩٢ ـ حديث عبد الله بن عَمرٍو قال: (العرش مطوق بحية والوحي ينزل في السلاسل)[٨٣].

= فهٰذان الحديثان المرفوعان يشهدان للحديث الموقوف، ويدلان علىٰ أنه في حكم المرفوع. والله أعلم. وله عند الحاكم (٤/٥٦٨ ـ ٥٦٩) شاهد آخر عن عبد الله بن سَلَام، وصححه هو والذهبي.

٨٠ قلت: **إسناده صحيح**، أخرجه أحمد وغيره، وهو في «الترغيب» (٢/٣٧ {(١٣٠٧)}).

٨١ بكسر الموحَّدة وتخفيف الكاف نسبة إلىٰ بني بِكَال بطن من حِمْيَر، وعمرو هٰذا صحابي علىٰ الراجح، يُكْنىٰ بأبي عثمان، وذكره العِجْليّ وأبو زُرْعَة الدمشقي في ثقات التابعين، والله أعلم، وروىٰ له أحمد (١/٣٩٩) عن ابن مسعود حديثاً آخر مرفوعاً.

٨٢ قلت: **إسناده حسن**، وأشار الحافظ في ترجمة (البِكالي) من «الإصابة» إلىٰ هٰذا الأثر وقال: (رويناه في «النشرانيات[١]»).

٨٣ قلت: **إسناده صحيح**، أخرجه أبو الشيخ في «العظمة» (١/٣٣ ـ ٢ {(١٩٧)}): حدثنا محمد بن العباس، حدثنا محمد بن المثنىٰ، حدثنا معاذ بن هشام قال: حدثني أبي، عن قَتادةَ، عن كثير بن أبي كثير، عن أبي عِيَاض، عن عبد الله بن عَمرِو بن العاص. وأبو عِيَاض اسم عمرو بن الأسود. ثم رأيته في «السنّة» (ص١٥٠): حدثني أبي، حدثنا معاذ بن هشام، به.

(١) {كذا الأصل بخط الشيخ، ولعلها «البِشرانيات» أي: «أمالي ابن بِشران» (٥٣١)}.

قلت: إسناده صحيح، أخرجه أبو الشيخ في "العظمة" "33 /1-2" حدثنا محمد ابن العباس حدثنا محمد بن المثنى حدثنا معاذ بن هشام قال: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ كثير بن أبي كثير عن أبي عياض عن عبد الله بن عمرو بن العاص. وأبو عياض اسم عمرو بن الأسود ثم رأيته في السنة" "ص150": حدثني أبي حدثنا أبي حدثنا معاذ بن هشام به.

میں البانی کہتا ہوں اس کی اسناد صحیح ہیں اس کی تخریج ابو شیخ نے کتاب العظمة" "33 /1-2" حدثنا محمد ابن العباس حدثنا محمد بن المثنى حدثنا معاذ

بن هشام قال: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ كثير بن أبي كثير عن أبي عياض عن عبد الله بن عمرو بن العاص. وأبو عياض اسم عمرو بن الأسود میں کی ہے پھر میں نے اس کو دیکھا السنہ میں ص ۱۵۰ پر بھی کہ حدثني أبي حدثنا أبي حدثنا معاذ بن هشام به.

مجمع الزوائد (8/135) میں الهیثمی اس روایت پر کہتے ہیں

رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح غير كثير بن أبي كثير ، وهو ثقة

اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اس کے رجال صحیح کے ہیں سوائے کثیر بن ابی کثیر کے جو ثقہ ہیں

بعض علماءِ نے غلو میں یہ موقف اختیار کیا ہوا ہے کہ صحیح بخاری و مسلم کے تمام راوی ثقہ ہیں ان پر جرح مردود ہے – الهیثمی اسی گروہ کے ہیں جو روایت پر کہہ دیتے ہیں کہ راوی صحیح والے ہیں- اس طرح یہ غلو چلا آ رہا ہے

أبو الشيخ العظمة (4/1298) میں روایت کرتے ہیں

حدثنا محمد بن أبي زرعة ثنا هشام بن عمار ثنا عبد الله بن يزيد ثنا شعيب بن أبي حمزة عن عبد الأعلى بن أبي عمرة عن عبادة بن نسي عن عبد الرحمن بن غنم عن معاذ بن جبل عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : المجرة التي في السماء عرق الحية التي تحت العرش .

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ کہکشاں آسمان میں ایک سانپ کی رال ہے جو عرش کے نیچے ہے

الهیثمی مجمع الزوائد (8/135) میں کہتے ہیں

وفيه عبد الأعلى بن أبي عمرة ولم أعرفه ، وبقية رجاله ثقات

اس میں عبد الأعلى بن أبي عمرة ہے جس کو میں نہیں جانتا اور باقی تمام ثقہ

ہیں

امام العقیلی کتاب الضعفاء الکبیر (3/60) میں اس روایت کو بیان کرتے ہیں کہ یمن بھیجتے وقت رسول اللہ نے معاذ بن جبل کو کہا کہ اہل کتاب سانپ پر سوال کریں تو یہ کہنا سند ہے

حدثنا حجاج بن عمران ثنا سليمان بن داود الشاذكونى ثنا هشام بن يوسف ثنا أبو بكر بن عبد الله بن أبي سبرة عن عمرو بن أبى عمرو عن الوليد بن أبي الوليد عن عبد الأعلى بن حكيم عن معاذ بن جبل قال : لما بعثني النبي صلى الله عليه وسلم إلى اليمن فذكره مثله .

اس روایت کو امام عقیلی نے غیر محفوظ قرار دیا ہے

کتاب المنار المنیف میں ابن قیم کہتے ہیں

أَنْ يَكُونَ الْحَدِيثُ بَاطِلا فِي نَفْسِهِ فَيَدُلُ بُطْلانِهِ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ كَلامِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. كَحَدِيثِ "الْمَجَرَّةُ الَّتِي فِي السَّمَاءِ مِنْ عِرْقِ الأَفْعَى الَّتِي تَحْتَ العرش

اور بعض احادیث ایسی باطل ہوتی ہیں کہ ان کا بطلان دلیل ہوتا ہے کہ کلام نبوی ہو ہی نہیں سکتا جیسے حدیث کہ کہکشاں آسمان میں ایک سانپ کی رال ہے جو عرش کے نیچے ہے

صرف روایت کو رد کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا وقتی دب جاتا ہے لیکن کچھ عرصے بعد یہ بات عوام پھر بیان کرنے لگ جاتے ہیں – اس روایت کو تو رد کر دیا گیا کہ کہکشاں کسی سانپ کی رال ہے لیکن یہ قول کہ عرش کے گرد سانپ لپٹا ہے آج تک علماء مانتے چلے ا رہے ہیں اور اسقول کو موقوف صحابی پر صحیح مانتے ہیں اور چونکہ اصحاب رسول عدول ہیں اس روایت کی اس

غیبی خبر کی کوئی اور تاویل نہیں رہتی، سوائے اس کے کہ اس کو قول نبوی قرار دیا جائے

راقم البتہ اس کا سرے سے ہی انکار کرتا ہے کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ایسا کوئی کلام کیا ہو گا

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منسوب اس قول کی سند میں كَثِير بن أَبي كَثِير البَصْرِيّ مولى عَبْد الرَّحْمَنِ بْن سَمُرَةَ الْقُرَشِيّ ہے- اس راوی پر امام عقیلی نے کلام کیا ہے اور نسائی نے سنن النسائي 6/147 اس کی ایک روایت کو منکر قرار دیا ہے اور بیہقی نے السنن الكبرى 7/349 میں کہا ہے

وكثير هذا لم يثبت من معرفته ما يوجب قبول روايته

اور یہ کثیر معرفت حدیث میں مظبوط نہیں کہ اس کی روایت کو قبول کیا جائے

یہاں تک کہ ابن حزم نے اس کو مجھول قرار دیا ہے

غیر مقلد عالم البانی اس موقوف قول کو صحیح السند کہتے ہیں اور عبد اللہ بن عمرو پر الإسرائيليات روایت کرنے کا الزام لگاتے ہیں

کتاب موسوعة العلامة الإمام مجدد العصر محمد ناصر الدين الألباني میں البانی کے سوالات پر جوابات کا مجموعہ ہے

السائل: السؤال قد سألتك إياه في التلفون، الذي هو قلت لك حديث: (العرش مطوق بحية، والوحي ينزل بالسلاسل) ذكرت لي أني أرجع أرى هل

هو حديث .... في «مختصر العلو» أنت قلت: حديث عبد الله بن عمرو أو قال حديث عبد الله بن عمر، وعلقت عليه فقلت: وإسناده صحيح عن عبد الله بن عمرو، وقلت: إسناده صحيح، فهل هو في حكم المرفوع إلى رسول الله – صلى الله عليه وآله وسلم –

بهذا الإسناد؟

الشيخ: ما عندي جواب غير ما سمعته، إن كان مصرحاً برفعه فهو كذلك، وإن كان غير مصرح فهو

موقوف.

مداخلة: لا ما هو مصرح فهل يعني إذا كان موقوفاً كيف النظر إلى الحديث، هل نقول: أن العرش مطوق بحية؟

الشيخ: لا، ما نقول، وأظن أجبتكم يوم كان الجواب، يعني: لك، هو كان جواباً متكرراً لغيرك؛ أقوال الصحابة إذا صحت عنهم لِتكون في منزلة الأحاديث المرفوعة إلى الرسول عليه السلام يجب أن تكون أولاً: مما لا يقال بالرأي وبالاجتهاد، هذه النقطة بالذات هناك مجال للاختلاف بين العلماء والفقهاء في بعض ما يتفرع من هذا الشرط، وهو أن يكون قول الصحابي أو الحديث الموقوف على الصحابي مما لا يقال بالرأي، ممكن يصير فيه اختلاف، مثلاً: إذا جاء حديثٌ ما فيه النهي عن شيء، هل هذا في حكم المرفوع أم لا، فمن يظن أن النهي عن الشيء لا يمكن أن يكون بالاجتهاد يقول: حكمه حكم المرفوع، ومن يظن مثلي أنا أنه يمكن للصحابي ولمن جاء من بعدهم من الأئمة أن يجتهد وينهى عن شيء ويكون في اجتهاده مخطئاً فيجب إذاً: أن يكون الحديث الموقوف على الصحابي الذي يراد أن نقول: إنه في حكم المرفوع يجب أنه لا يحيط به أي شك في أنه في حكم المرفوع، ومتى يكون ذلك؟ حين لا مجال أن يقال بمجرد الرأي والاجتهاد، هذا الشرط الأول.

والشرط الثاني، أو قبل ما أقول الشرط الثاني: الشرط الأول يعود في الحقيقة إلى أمر غيبي، وهو من معانيه التحريم والتحليل، لكن هذا الأمر الغيبي ينقسم قسمين: قسم يتعلق بالشريعة الإسلامية، وقسم يتعلق بما قبل الشريعة من الشرائع المنسوخة، فلكي يكون الحديث الموقوف في حكم المرفوع ينبغي أن يكون متعلقاً بالشريعة الإسلامية وليس متعلقاً بما قبلها، لماذا؟

هنا بيت القصيد، لأنه يمكن أن يكون من الإسرائيليات، والتاريخ الذي يتعلق بما قبل الرسول عليه السلام ... معناه من بدء الخلق إلى ما قبل الرسول عليه السلام وبعثته هو من هذا القبيل.

فإذا جاءنا حديث يتحدث عما في السماوات من عجائب ومخلوقات، وهو لا يمكن أن يقال جزماً بالرأي والاجتهاد فيتبادر إلى الذهن إذاً هذا في حكم المرفوع، لكن لا، ممكن أن يكون هذا من الإسرائيليات التي تلقاها هذا الصحابي من بعض الذين أسلموا من اليهود والنصارى، ولذلك فينبغي أن يكون الحديث الموقوف والذي يراد أن نجعله في حكم المرفوع ما يوحي بأنه ليس له علاقة بالشرائع السابقة.

فهذا الحديث عن عبد الله بن عمرو يمكن أن يكون من الأمور الإسرائيلية التي تتحدث عما في السماء من العجائب، ومن خلق الملائكة، لكن الذي ثابت ... الآن عكس ذاك تماماً، يشعر الإنسان فوراً أن هذا لا يمكن أن يكون من الإسرائيليات، فهو إذاً موقوف في حكم المرفوع ولا مناص، ما هو؟

الحديث المعروف والمروي عن ابن عباس بالسند الصحيح، قال رضي الله عنه: نزل القرآن إلى بيت العزة في السماء الدنيا جملة واحدة، ثم نزل أنجماً حسب الحوادث، فهو إذاً: يتحدث عن القرآن وليس عن التوراة والإنجيل، فلو كان حديثه هذا الموقوف عن التوراة والإنجيل ورد الاحتمال السابق، فيقال: لا نستطيع أن نقول هو في حكم المرفوع، لكن ما دام يتعلق بالقرآن وأحكام القرآن وكل ما يتعلق به لا يمكن أن يتحدث عنه بشيء غيبي إلا ويكون الراوي قد تلقاه من الرسول عليه السلام، لأنه كون القرآن نزل جملة هذا غيب من أين يعرف ابن عباس تلقاه من بعض الإسرائيليات هذا مستحيل، ونزل إلى بيت العزة في السماء الدنيا تفصيل دقيق [لا يمكن] للعقل البشري أن يصل إليه، لذلك هذا الحديث يتعامل العلماء معه كما لو كان قد صرح ابن عباس فيه برفعه إلى النبي – صلى الله عليه وآله وسلم -.

باختصار: إن الأحاديث الموقوفة ليس من السهل أبداً أن يحكم عليها بحكم المرفوع إلا بدراسة دقيقة ودقيقة جداً، وذلك لا يستطيعه إلا كبار أهل العلم.

سؤال: جزاك الله خير يا شيخنا.

الشيخ: وإياك بارك الله فيك.

مداخلة: هذه فائدة فريدة عضوا عليها بالنواجذ والأضراس والثنايا.

الشيخ: جزاك الله خيراً.

"الهدى والنور" (255/ 56: 07: 00).

سائل : یہ سوال ہے جو ٹیلی فون پر اپ سے کیا تھا حدیث جو میں نے اپ سے ذکر تھا کہ عرش پر سانپ لپٹا ہے اور الوحی زنجیروں سے نازل ہوتی ہے اپ نے ذکر کیا کہ میں پھر سوال کروں تو کیا یہ حدیث صحیح ہے جو مختصر العلو میں ہے حدیث عبداللہ بن عمرو جس پر تعلیق میں کہا اس کی اسناد صحیح ہیں اور (وہاں اپ نے کہا) میں (البانی) کہتا ہوں اسناد صحیح ہیں – تو کیا یہ مرفوع قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں اتا ہے اس اسناد سے ؟

البانی : میرا جواب اس سے الگ ہے جو اپ نے سنا اگر رفع کی صراحت ہے تو ایسا ہے ورنہ یہ موقوف ہے

مداخلة: نہیں یہ صراحت نہیں ہے تو اگر یہ موقوف ہے تو ہم حدیث کو کیسا دیکھیں؟ کیا ہم کہیں کہ عرش کے گرد سانپ لپٹا ہے؟

البانی : نہیں ، ہم یہ نہیں بول سکتے اور میرا گمان ہے کہ اس روز جو میں نے جواب دیا تھا وہ اپ کے لئے تھا ، یہ جواب مکرر ہے دوسروں کے لئے – ایسے اقوال جو اصحاب رسول کے ہوں اور ان کی

صحت معلوم ہو تو ان کا مقام حدیث مرفوع جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک جاتی ہو جیسا ہے اگر اول: جو انہوں نے کہا وہ رائے نہ ہو اجتہاد نہ ہو – اس بات پر علماء و فقہاء کا اختلاف ہوتا ہے کہ اس کے مشتقات میں یہ شرط ہے اور وہ یہ کہ ہو سکتا ہے قول صحابی یا حدیث موقوف ، رائے سے نہ کہی گئی بات ہو – اس امکان کی بنا پر اس میں اختلاف ہوتا ہے مثلا جب حدیث میں کسی چیز کی ممانعت کا ذکر ہو ، تو کیا یہ حکم مرفوع ہے یا نہیں ؟ پس جو (علماء) گمان کرتے ہیں کہ یہ نہی ہے وہ اس کو اجتہاد نہیں لیتے اور کہتے ہیں یہ حکم مرفوع حکم ہے اور بعض میرے جیسے (علماء) یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کہ یہ صحابی کا قول ہو اور جو ان کا جو کے بعد ائمہ آئے ہیں کہ وہ اجتہاد کریں کسی چیز سے منع کریں یا اجتہاد میں غلطی کریں ..... پس یہ پہلی شرط ہے – اور شرط اول (کے تحت حدیث) حقیقت سے امر غیبی تک جاتی ہے اور اپنے معنی میں حلال و حرام پر ہو گی – لیکن اس امر غیبی میں دو قسمیں ہیں- ایک کا تعلق شریعت سے ہے اور ایک کا منسوخ شریعتوں سے- پس میرے نزدیک حدیث موقوف جو ہے وہ حدیث مرفوع کے حکم پر ہے تو اس میں شریعت اسلامی کا ذکر ہونا چاہیے اور اس سے قبل کی باتوں (اہل کتاب کی شریعت) پر نہیں – کیوں ؟ کیونکہ یہ نکتہ ہے کہ ہو سکتا ہے یہ الإسرائیلیات میں سے ہو اور اس تاریخ سے متعلق جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذری .. اس معنوں میں ہے مخلوق کا شروع ہونا سے لے کر بعثت نبوی تک کا دور- پس جب کوئی حدیث ہو جس میں آسمانوں کے عجائب و مخلوقات کا ذکر ہو اور یہ امکان نہ رہے کہ یہ بات اجتہاد یا رائے کی ہے تو ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہ حکم مرفوع میں سے ہے لیکن نہیں ممکن ہے یہ الإسرائیلیات میں سے ہو جو ان اصحاب رسول نے بیان کیے جو یہود و نصاری میں سے ایمان لائے اس وجہ سے یہ حدیث موقوف ہونی چاہیے اور اس کا تعلق سابقہ شریعت سے نہیں ہونا چاہیے

پس یہ حدیث جو عبد اللہ بن عمرو سے ہے ممکن ہے یہ الإسرائیلیات میں سے ہو جس میں آسمان کے عجائبات کا ذکر ہے اور ملائکہ کی تخلیق لیکن جو ثابت ہے ... ابھی وہ اس سے مکمل الٹ ہے – انسان فورا جان جاتا ہے کہ یہ الإسرائیلیات میں سے نہیں ہو سکتی- پس حدیث موقوف، مرفوع کے حکم میں ہو اور قابل رد نہ ہو ، تو پھر کیا ہے ؟

ایک معروف حدیث ابن عباس سے صحیح سند سے ہے اپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن بیت العزہ سے آسمان دنیا پر ایک بار نازل ہوا پھر حسب حوادث تھوڑا تھوڑا نازل ہوا پس جب یہ قرآن کے بارے میں ہے التوراة والإنجيل کے بارے میں نہیں ہے تو یہ حدیث موقوف ہے التوراة والإنجيل کے لئے اور اس پر وہی

احتمال اتا ہے پس کہا جاتا ہے ہم اس کو حکم مرفوع نہیں کہیں گے لیکن جب تک یہ قرآن سے متعلق ہو اور احکام قرآن سے متعلق ہو اس وقت تک ... قصہ مختصر احادیث موقوف میں یہ کبھی بھی آسان نہ ہو گا کہ ان پر حکم مرفوع لگایا جائے سوائے ان کی تحقیق دقیق کے اور بہت دقیق تحقیق کے اور اس پر سوائے کبار علماء کے کوئی قادر نہیں ہیں

اس تمام بحث کے چیدہ نکات ہیں کہ البانی کے نزدیک عبد الله بن عمرو رضی الله عنہ کی حدیث موقوف صحیح ہے – اپ غور کریں یہ روایت عرش کی خبر ہے اوراس کا سابقہ شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے – یہ غیبی خبر ہے جس میرائے کا دخل نہیں ہے لیکن البانی کے گلے میں اٹک گئی ہے کیونکہ وہ اس کو صحیح کہہ چکے تھے اب یہ بھی نہیں کہتے کہ لوگ بولیں کہ عرش پر سانپ لپٹا ہے کیونکہ ممکن ہے یہ الإسرائیلیات میں سے ہو

اصل میں غیر مقلدین علماء کافی دنوں سے عبد الله بن عمرو رضی الله عنہ کے حوالے سے یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ یہ الإسرائیلیات روایت کرتے تھے ؟

ابن کثیر نے اپنی کتابوں میں کئی مقامات پر عبد الله بن عمرو کی روایت بیان کی اور مذاق اڑانے والے انداز میں کہا

لَعَلَّهُ مِنَ الزَّامِلَتَيْنِ اللَّتَيْنِ أَصَابَهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو يَوْمَ الْيَرْمُوكِ مِنْ كُتُبِ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَكَانَ يُحَدِّثُ مِنْهُمَا أَشْيَاءَ غَرَائِبَ.

لگتا ہے ان اونٹنیوں والی کتب جو اہل کتاب میں سے تھیں جو ان کے ہاتھ لگیں یوم یرموک میں پس اس سے غریب چیزیں روایت کرتے تھے

اس طرح سات بار اس قول کا اعادہ کیا اور افسوس ایک بار بھی سند میں مجہولین اور ضعیف راویوں پر روایت کا بار نہ ڈالا[6]

بھول جانے والے، غلطی کرنے والے یا اختلاط کا شکار راویوں کی بنیاد پر ہم یہ مان رہے ہیں کہ اصحاب رسول روایت کرنے میں اور اجتہاد میں غلطیاں کرتے تھے مثلا حواب کے کتوں والی روایت جو ایک مختلط قیس بن ابی حازم کی روایت کردہ ہے اس کی بنیاد پر ام المومنین رضی الله عنہا کی اجتہادی خطا کا ذکر ہوتا رہتا ہے – یعنی ہم یہ مان گئے کہ راوی غلطی نہیں کر سکتا اصحاب رسول کر سکتے ہیں – یہ کہاں کا انصاف ہے

جھمیوں کے رد میں محدثین پر ایک جنوں سوار تھا کہ کسی طرح عرش کو ایک ٹھوس چیز ثابت کریں لہذا وہ جوش میں اس قسم کی روایات جمع کر رہے تھے یہی وجہ ہے کہ یہ روایت امام احمد کے بیٹے کی کتاب السنہ میں بھی ملتی ہے اور عرش سے متعلق محدثین کی کتابوں میں بھی لیکن وہ یہ بھول گئے کہ یہ الإسرائیلیات میں سے ہیں اور اس طرح انہوں نے اپنا مقدمہ خود کمزور کیا اور معتزلہ کو عوامی پذیرائی ملی

باب ۵ :لکیریں علم رمل اور محدثین

صحیح مسلم میں ہے

ابوجعفر، محمد بن صباح، ابوبکر بن ابی شیبہ، اسماعیل بن ابراہیم، حجاج صواف، یحیی بن ابی کثیر، ہلال بن ابی میمونہ، عطاء بن یسار، معاویہ ابن حکم سلمی (رض) سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اسی دوران جماعت میں سے ایک آدمی کو چھینک آئی تو میں نے (یَرحَمُکَ اللہ) کہہ دیا تو لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کردیا میں نے کہا کاش کہ میری ماں مجھ پر رو چکی ہوتی تم مجھے کیوں گھور رہے ہو یہ سن کر وہ لوگ اپنی رانوں پر اپنے ہاتھ مارنے لگے پھر جب میں نے دیکھا کہ وہ لوگ مجھے خاموش کرانا چاہتے ہیں تو میں خاموش ہوگیا جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نماز سے فارغ ہوگئے میرا باپ اور میری ماں آپ (صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم) پر قربان میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پہلے نہ ہی آپ کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بہتر کوئی سکھانے والا دیکھا اللہ کی قسم نہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے جھڑکا اور نہ ہی مجھے مارا اور نہ ہی مجھے گالی دی پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ نماز میں لوگوں سے باتیں کرنی درست نہیں بلکہ نماز میں تو تسبیح اور تکبیر اور قرآن کی تلاوت کرنی چاہئے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں نے زمانہ جاہلیت پایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی دولت سے نوازا ہے ہم میں سے

کچھ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تم ان کے پاس نہ جاؤ میں نے عرض کیا ہم میں سے کچھ لوگ برا شگون لیتے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اس کو وہ لوگ اپنیدل میں پاتے ہیں تم اسطرح نہ کرو پھر میں نے عرض کیا ہم میں سے
کچھ لوگ لکیریں کھینچتے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا انبیا کرام میں سے ایک نبی بھی لکیریں کھیچتے تھے تو جس آدمی کا لکیر کھینچھنا اس کے مطابق ہو وہ صحیح ہے۔

متن میں ہے
كان نبيٌّ من الأنبياء يَخُطُّ، فمَن وافَقَ خطَّه فذاك
نبیوں میں ایک نبی لکیریں کھینچتے تھے پس جس کی لکیر ان کی جیسی ہوئیں تو وہ وہی ہے

یہ روایت صحیح مسلم میں ہے اور اس علم کو علم رمل (ریت کا علم) کہا جاتا ہے یعنی علم رمل انبیاء کے علوم میں سے ہے

انگریزی میں اس کو

Geomancy

کہا جاتا ہے

یہاں نبی کو ایک علم دیا گیا ہے جو وہ لکیریں بنا کر حاصل کرتا ہے اور روایت میں نبی کا تقابل عمل کہانت سے کرایا گیا ہے کہ گزشتہ انبیاء میں سے کسی کو ایسا علم دیا گیا تھا

لکیروں کا مقصد

لکیر کھینچنے کا مقصد کیا ہے ؟ ظاہر ہے یہ غیب کو جاننا تھا

سنن ابو داود ۳۹۰۷ میں ہے

باب فِي الْخَطِّ وَزَجْرِ الطَّيْرِ باب: رمل اور پرندہ اڑا نے کا بیان ۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، حَدَّثَنَا حَيَّانُ، قَالَ غَيْرُ مُسَدَّدٍ، حَيَانُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا قَطَنُ بْنُ قَبِيصَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "الْعِيَافَةُ وَالطِّيَرَةُ وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ"، الطَّرْقُ: الزَّجْرُ، وَالْعِيَافَةُ: الْخَطُّ.

قبیصہ بن وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "رمل، بدشگونی اور پرند اڑانا کفر کی رسموں میں سے ہے" پرندوں کو ڈانٹ کر اڑانا طرق ہے، اور «عیافۃ» وہ لکیریں ہیں جو زمین پر کھینچی جاتی ہیں جسے رمل کہتے ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ عَوْفٌ: "الْعِيَافَةُ زَجْرُ الطَّيْرِ وَالطَّرْقُ

الْخَطُّ يُخَطُّ فِي الْأَرْضِ”. عوف کہتے ہیں «عيافة» سے مراد پرندہ اڑانا ہے اور «طرق» سے مراد وہ لکیریں ہیں جو زمین پر کھینچی جاتی ہیں (اور جسے رمل کہتے ہیں)

نبی کون تھے ؟

محمد بن إسماعيل بن صلاح كأسلافه بالأمير (المتوفى: 1182هـ) نے میں رائے دی ہے
كان نبي من الأنبياء إدريس أو دانيال أو خالد بن سنان.
یہ نبی یا تو ادریس تھے یا دانیال یا خالد بن سنان

شروحات

قال القاضي: أي يضرب خطوطاً كخطوط الرمل فيعرف الأحوال
قاضی عیاض نے کہا وہ لکیر کھینچتے رمل کے جیسے تاکہ احوال جان سکیں

قال الزمخشري (2): كانت العرب تأخذ خشبة وتخط خطوطاً كثيرة على عجل كي يلحقها العدد وتمحوا خطين فإن بقى زوج فهو علامة النجاح أو فرد فعلامة الخيبة
زمخشری کا قول ہے کہ عرب لکڑی لیتے اور ان سے گائے پر لکیر لگاتے بہت سی لکیریں لگاتے جن میں عدد ہوتے اگر وہ بچ جاتی تی یہ نجات کی علامت ہوتی اور نہیں بچتی تو یہ مصیبت کی

مطالع الأنوار على صحاح الآثار از ابن قرقول (المتوفى: 569هـ) میں ہے
وقوله: "كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الأنْبِيَاءِ يَخُطُّ" (6) فسروه بخط الرمل للحساب ومعرفة ما يدل عليه.
رسول کا قول کہ نبیوں میں ایک نبی کی لکیر پس تفسیر کی کہ خط رمل کی حساب اور اس علم کی دلیل کی و معرفت کے طور پر

شَرْحُ صَحِيح مُسْلِمِ میں قاضی عیاض نے لکھا ہے
وقال ابن عباس فى تفسير هذا الحديث : هو الخط الذى يخطه الحازى وهو علم قد تركه الناس
ابن عباس نے اس حدیث کی تفسیر کی ہے کہ یہ خط وہ ہے جو الحازى لگاتا ہے اور یہ علم لوگوں نے ترک کر دیا ہے

لسان العرب میں الحازى پر ہے
هو الذى ينظر فى الأعضاء وفى خيلان الوجه يتكهَّن ويقدر الأشياء بظنه
الحازى وہ ہے جو الأعضاء کو دیکھے ... اور اس پر کہانت کرے

سیوطی کا قول ہے
وَمنا رجال يخطون كَانَ نَبِي من الْأَنْبِيَاء يخط فَمن وَافق فَذَاك قَالَ النَّوَوِيّ الصَّحِيح أَن مَعْنَاهُ من وَافق خطه فَهُوَ مُبَاح لَهُ وَلَكِن لَا طَرِيق لنا إِلَى الْعلم اليقيني بالموافقة فَلَا يُبَاح
نووی نے کہا کہ اس حدیث کا صحیح مطلب ہے کہ جس کی لکیر ان نبی

جیسی ہوئی تو وہ مباح عمل ہے لیکن ہمارے پاس علم یقینی نہیں ہے کہ کہہ سکیں کہ لکیر مواقفت کر گئی ہے

ابن قيم يا العظيم آبادي كا عون المعبود شرح سنن أبي داود میں قول ہے
وَإِنَّمَا قَالَ النبي فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ وَلَمْ يَقُلْ هُوَ حَرَامٌ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کی لکیر ان نبی سے موافقت کر گئی پس آپ نے اس کو حرام قرار نہیں دیا

راقم کے سوالات ہیں

کیا علم غیب اکتسابی علم ہے ؟ کوئی نبی سکھا سکتا ہے ؟ لکیروں سے حاصل ہو سکتا ہے ؟
اس روایت میں اشارتا بیان کیا گیا ہے کہ علم غیب کوئی اکتسابی علم ہے جو لکیروں کو بنانے سے حاصل ہو سکتا ہے اس بنا پر روایت اور اس کی یہ تشریحات قابل قبول نہیں ہیں

اسناد دین ہیں
اس روایت کی دو سندیں ہیں – ایک سند میں مدلس يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ کا عنعنہ ہے

يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ، عَنْ

مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السَّلَمِيِّ،

دوسری سند امام مسلم نے دی
حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ، فَمَنْ وَافَقَ عِلْمَهُ، فَهُوَ عِلْمُهُ "

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نے فرمایا نبیوں میں ایک نبی تھے جس کی لکیر ان کی جیسی ہوئی پس اس نے ان کے علم کی موافقت کی اور وہ جان لے گے
اس سند میں عبد الله بن أبي لبيد ہے – اس کا ذکر امام بخاری نے اپنی کتاب ، الضعفاء الصغیر میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کا جنازہ تک صَفْوَان بن سليم المتوفی 132ھ نے نہیں پڑھا
وَقَالَ الدَّرَاوَرْدِي لم يشْهد صَفْوَان بن سليم جنَازَته وَهُوَ مُحْتَمل

راقم کہتا ہے ایک سند میں مدلس کا عنعنہ ہے اور دوسری سند میں مختلف فیہ راوی ہے لہذا اس کو رد کرنا مناسب ہے

باب ٦ : سحر پر صوفیاء کا کتب یہود سے اکتساب

انسانوں میں بعض علوم مدرسوں اسکولوں میں پڑھائے جاتے ہیں اور ان کی تشہیر کی جاتی ہے لیکن بعض علوم ہر شخص کو نہیں سکھائے جا سکتے ان کو چھپا کر رکھا جاتا ہے اور ان کی تشہیر نہیں کی جاتی- مروجہ علوم کا تو اکثر کو علم ہے لیکن یہاں ہم جس علم کا ذکر کر رہے جو چھپا کر رکھا جاتا ہے اس کو سحر یا جادو کہتے ہیں

سحر کا تعلق ایک الگ سوچ سے ہے مثلا مذھب کا فریضہ و مقصد کیا ہے - ایک مسلمان یا یہودی یا نصرانی کہے گا ان سوالات کا جواب دینا

کیا جنت و جہنم ہیں

کیا مرنے کے بعد زندگی ہے

روح کیا ہے

بہشت میں کیسے پہنچا جائے

وغیرہ وغیرہ

لیکن انسانوں میں سے ایک دوسری قسم کے نزدیک یہ سوالات ذاتی نوعیت کے

ہیں-

یہودی سحر میں سب سے پہلا سوال ہے کہ اس وقت کا سوچیں جب کوئی نہیں صرف رب تعالی ہے نہ کائنات ہے نہ سیارے ہیں نہ ستاروں کے مدار ہیں نہ فرشتے نہ جنات – نہ آدم نہ عرش اور نہ اس کے نیچے پانی ہے صرف ایک ذات ہے

اب تخلیق کس طرح ہوئی؟ کہاں سے عدم میں کوئی چیز بنے گی؟

اس عالم کے لئے ایک اسلامی روایت میں ہے کہ الله نے قلم تخلیق کیا اور کہا لکھو

یہ روایت ہمارے اسلامی تصوف میں بیان ہوتی ہے اور نقل و روایت پسند علماء بھی اس کو بیان کر کے صحیح قرار دیتے ہیں

لیکن یہ نہیں ہو سکتا- قلم کس چیز کا بنا تھا؟ ابھی تو نہ لکڑی ہے نہ پلاسٹک ہے نہ سیاہی ہے – یہودی تصوف میں کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے الله تعالی نے حروف خلق کیے- اس طرح یہودی تصوف ہمارے اسلامی تصوف سے زیادہ عمیق و دقیق ہے اور کیوں نہ ہو نقل کیا کبھی اصل سے بڑھ کر ہوئی ہے- جب یہ حروف کلام الله کی بنے تو تخلیق ہوتی گئی ان حروف کے ملنے سے عرش اس کے نیچے پانی ، آسمان کے مدار ، سیارے ، کہکشائیں خلق ہوتی گئیں راقم کے علم میں نہیں کہ تخلیق کیسے ہوئی- یہاں صرف اپ کو سمجھانے کے لئے کہ جادو کیسے شروع ہوا یہ لکھا گیا ہے – اب دوسری شق ہے کہ اگر یہ حروف مل گئے اور تخلیق ہوئی تو پھر ان حروف میں قوت ہوئی- اور ہم تک جو کلام الله پہنچا ہے وہ بھی قوت والا ہوا کیونکہ یہ تو ہے ہی کلام الله – فلسفہ کی شق ہے چیز اور اس کی صفت ایک ہی ہیں لہذا کلام الله جو صفت الله

ہے اس میں قوت من جانب اللہ ہے
یہود نے دیکھا کہ زمین پر سب سے زیادہ اثر چاند کا ہے – اس کی وجہ سے سمندر کی لہروں میں ارتعاش پیدا ہوتا ہے لہذا حروف کو یہودی متصوفین نے چاند کی منازل سے ملا دیا – اس کے اصل میں ۲۲ حروف تھے ان کو ۲۸ کر دیا گیا

علم ابجد کی مسلمانوں میں پذیرائی

سن ۳۳٤ ق م میں سکندر نے مشرق میں شام و فلسطین کو فتح کیا. اس کے نتجے میں یوناني أفکار و فلسفے کا یہودیت پر گہرا اثر ہوا. اب یہودی تصوف میں یونانی کلچر شامل ہوا . فلو جدیاس [7] تصوف میں کافی دلچسپی رکھتے تھے . یہاں یہودیوں نے اسوپسفی [8]
کو اپنے تصوف میں رائج کیا ، تاکہ کائنات کے سربستہ رازوں کو جانا جا سکے اس کو انہوں نے گیمٹریا کا نام دیا. گیمٹریا [9] کا سب سے پہلے استمال بھی فلو کے ہاں ہی ملتا ہے جس کا تعلّق دوسرے ہیکل کے دور سے ہے
مسلمان بھی اس ڈور میں پیچھے نہیں رہے انہوں نے بھی اسی طرح کا ایک طریقہ ایجادکیا جس کو ابجد، علم الاعداد یا علم جفر [10] کہا جاتا ہے. عبدللہ بن سنان کہتے ہیں کہ امام جعفر الصادق سے اولاد حسن کی کاروائیوں کا ذکر ہوا جو وہ بنو امیہ کے خلاف کر رہے تھے. امام الصادق نے کہا کہ ہمارے پاس
صحيفة طولها سبعون ذراعا بذراع رسول الله صلى الله عليه وآله وإملائه من فلق فيه وخط علي بيمينه
علی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ستر ہاتھ لمبا پرچہ ہے جسکو اللہ کے نبی نے علی کو

لکھوایا تھا

امام تھوڑی دیر خاموش رہے پھر گویا ہونے

وإن عندنا الجفر وما يدريهم ما الجفر ؟ قال قلت وما الجفر ؟ قال : وعاء من أدم فيه علم النبيين والوصيين ، وعلم العلماء الذين مضوا من بني إسرائيل

ہمارے پاس جفر ہے. کیا ان کیا پتا کہ جفر کیا ہے؟ میں نے پوچھا امام یہ کیا ہے. امام علیہ السلام بولے: یہ کھال کا بنا ہوا ایک پرچہ ہے جس میں سابقہ انبیاء اور انکے وصیوں کا علم ہے. یہ بنی اسرائیل کے گزرے ہونے علماء کا علم ہے[11]

کتاب التفسیر و المفسرون از الذھبی میں ایک شاعر ابی العلآ المعری کا شعر لکھا ہے کہ

لقد عجبوا لأهل البيت لما أروهم علمهم فى مسك جفر

ومرآة المنجم وهى صغرى أرته كل عامرة وقفر

میں اہل بیت سے حیران ہوا جب انہوں نے جفر کو چھو کرعلم کا بیان کیا

اور مرآۃ المنجم اس میں ادنی ہے جو ہر آباد ودرویش کے لئے کارگر ہے

حروف کا اسرار

محدثین اپس میں غیر محسوس انداز میں وہ روایات صحیح کہہ رہے تھے جن کو بیان کرنے سے سلف امت یعنی امام مالک منع کرتے تھے یعنی روایت کہ اللہ نے آدم کو صورت رحمان پر پیدا کیا

کتاب قوت القلوب از أبو طالب المكي میں ہے

وهجر الإمام أحمد بن حنبل رحمه الله تعالى أبا ثور صاحب الشافعي لما سئل عن معنى قول النبي: إن اللّه تعالى خلق آدم على صورته قال: إن الهاء عائدة على آدم فغضب وقال: ويله وأي صورة كانت لآدم يخلقه عليها؟ ويله يقول إن اللّه تعالى خلق على مثال فأي شيء يعمل في الحديث المفسر إن الله تعالى خلق آدم على صورة الرحمن، فبلغ ذلك أبا ثور فجاءه واعتذر وحلف أنه ما قلت عن اعتقاد وإنما هو رأي رأيته والقول ما قلت وهو مذهبي

اور امام احمد بن حنبل نے ابو ثور صاحب الشافعی کی تفسیر پر اختلاف کیا جب ابو ثور سے قول نبوی پر سوال ہوا کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت خلق کیا ؟ أبا ثور صاحب الشافعي نے کہا اس میں الهاء کی ضمیر آدم کی طرف ہے- پس احمد کو غصہ آیا اور کہا : افسوس آدم کے لئے پھر کیا صورت پر تھی جس پر ان کی تخلیق ہوئی؟ تو کس چیز (صورت) پر تخلیق آدم میں عمل ہوا (پھر) حدیث میں تفسیر آ گئی ہے کہ اللہ تعالی نے آدم کو صورت رحمان پر خلق کیا- پس جب یہ بات ابو ثور کو پہنچی وہ آئے اور عذر پیش کیا اور قسم لی کہ انہوں نے رائے سے کلام کیا تھا ، نہ کہ اعتقاد سے اور ان کا قول بھی وہی ہے جو احمد کا ہے اور یہی (اب) ان کا مذہب ہے

ابوبکر الشبلی (المتوفی ٨٦٤ ھ) کہتے ہیں

اللہ نے جب حروف خلق کیے تو اس نے ان کا راز پوشیدہ رہنے دیا اور جب آدم کو خلق کیا تو انکو اس کے اسرار سے اگاہ کیا لیکن کسی فرشتے کو یہ نہ پتا چل سکے[12]

ساتویں صدی ہجری میں انہی اجزاء کو شیخ صوفیاء محی الدین ابن العربی المتوفی ٦٣٨ ھ جن کو شیخ اکبر کہا جاتا ہے انہوں نے اس پر کتاب الفتوحات

المکیہ میں حدیث إن الله خلق آدم على صورة الرحمن کے حوالہ سے لکھا ج ۱ ص ۷۸ : ورد في الحديث إضافة الصورة إلى الله في الصحيح وغيره مثل حديث عكرمة قال عليه السلام " رأيت ربي في صورة شاب الحديث " هذا حال من النبي صلى الله عليه وسلم وهو في كلام العرب معلوم متعارف وكذلك قوله عليه السلام " إن الله خلق آدم على صورته اعلم أن المثلية الواردة في القرآن لغوية لا عقلية

اور الصحيح میں حدیث میں آیا ہے صورت کی اضافت الله کی طرف ہے اور دیگر میں بھی جیسے عکرمہ کی حدیث ہے کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو جوان کی صورت دیکھا یہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے حال بیان کیا جو کلام عرب معلوم ہے اور متعارف ہے اور اسی طرح اپ کا قول ہے بے شک الله نے آدم کو اپنی صورت خلق کیا - جان لو کہ مثالین جو قرآن میں ہیں وہ لغوی ہیں عقلی نہیں ہیں

ج ۱ ص ۹ : من الخبر الثابت عن النبي صلى الله عليه وسلم أن الله خلق آدم على صورته من حيث إعادة الضمير على الله ويؤيد هذا النظر الرواية الأخرى وهي قوله عليه السلام على صورة الرحمن وهذه الرواية وإن لم تصح من طريق أهل النقل فهي صحيحة من طريق الكشف

نبی صلی الله علیہ وسلم سے خبر ثابت ہے کہ الله نے آدم کو اپنی صورت خلق کیا اس وجہ سے کہ اس میں ضمیر پلٹتی ہے الله کی طرف اور اس کی تائید ایک دوسری روایت سے بھی ہے جس میں ہے صورت الرحمان پر خلق کیا اور یہ وہ روایت ہے اور اگر یہ اہل نقل کے نزدیک سندا صحیح نہ بھی ہو تو یہ صحیح ہوئی ہے کشف سے

پھر ابن عربی حروف کے اسرار پر بات کرتے ہیں
ج ٣ ص ٥١ : فقوله للشئ كن بحرفين الكاف والنون بمنزلة اليدين في خلق آدم
اللہ کا قول کہ کن کہتا ہے اس میں دو حرف ہیں ک اور ن یہ آدم کی تخلیق میں ہاتھوں کی طرح ہیں
ج ٤ ص ٤٩ : وورد في الصحيح أن الله خلق آدم على صورته وهو الإنسان الكامل
اور الصحیح میں آیا ہے کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا اور وہ الانسان الکامل تھے
ج ١ ص ٣٣ : ولهذا قال إن الله خلق آدم على صورة الرحمن فنطقت بالثناء على موجدها فقالت لام ياء هاء حاء طاء فأظهرت نطقاً ما خفي خطاً لأن الألف التي في طه وحم وطس موجودة نطقاً خفيت
اور اس وجہ سے اللہ نے آدم کو اپنی صورت خلق کیا پس اپنی موجودات کی تعریف بولی پس کہا
ل ی ھ ح ط پس اس سے ظاہر ہوا گویائی ظاہر ہوئی
پھر ابن عربی نے اس کتاب میں حروف کو عالموں سے ملایا
عالم الجبروت عند أبي طالب المكي ونسميه نحن عالم العظمة وهو الهاء والهمزة
العالم الأعلى وهو عالم الملكوت وهو الحاء والخاء والعين والغين
العالم الوسط وهو عالم الجبروت عندنا وعند أكثر أصحابنا وهو التاء والثاء والجيم والدال والذال والراء والزاي والظاء والكاف واللام والنون والصاد والضاد والقاف والسين والشين والياء
عالم الامتزاج بين عالم الجبروت الوسط وبين عالم الملكوت وهو الكاف والقاف
العالم الأسفل وهو عالم الملك والشهادة وهو الباء والميم والواو

یعنی ابن عربی نے حدیث سے وہ وہ ثابت کر دیا کہ خالق و مخلوق کے بیچ کی حدیں سمٹنے لگیں
اس طرح انسان الکامل کا تصور بن گیا

کتاب شمس المعارف الکبری

شهاب الدين أحمد بن علي بن يوسف البوني المالكي جو بونة (عنابة) شهر میں الجزائر میں سنة 520 ھ میں پیدا ہوئے اور القاهرة سنة 622 ھ میں وفات ہوئی - ان کے اور ابن عربی کے صوفی شیخ ایک ہی تھے – البونی کا ذکر برصغیر میں خواص ہی جانتے ہیں البتہ تیونس اور مراکش میں یہ بہت مشہور ہیں – موصوف کتاب شمس المعارف الکبری کے مولف ہیں جو بہت سے اسلامی ملکوں میں ممنوع ہے – کتاب اصل میں اسلامی سحر پر مبنی ہے جس میں حروف کو چاند کی منزلوں سے ملایا گیا ہے –
کتاب کتاب شمس المعارف الکبری تعویذ بنانے والے علماء کے لئے کنجی کی حثیت رکھتی ہے – اس کو چھپایا جاتا ہے کیونکہ اس میں حروف کو اعداد سے جوڑا گیا ہے جو اصل میں یہود سے ملا ہے- البونی کی کتاب میں سب سے اہم ایک دائرہ ہے جس کو انگریزی میں
Al-Boni Circle
کہا جاتا ہے اس میں حروف کو چاند اور برجوں سے ملایا گیا ہے

اوپر   بیت الفا یہودی معبد کی تصویر ہے جو قبل مسیح کا ہے اس کو حال میں دریافت کیا گیا ہے
اس میں ۱۲ برجوں کے ساتھ عبرانی میں الفاظ لکھے ہیں جو اصل میں برجوں کے نام ہیں – کچھ اسی قسم کی تصویر تبت میں بدھ مت کی عبادت گاہوں میں بھی ملتی ہے نیچے تصویر میں چاند کی منازل بھی ہیں

یہود نے ۱۲ برجوں کو ۱۲ قبائل سے جوڑا تھا جس کا ذکر آج بھی ہوتا ہے- بہر حال البونی نے اس کو عربی میں کر دیا- راقم نے عبرانی یعنی یہودی سرکل کو البونی کے سرکل سے ملا کر یہاں پیش کیا ہے

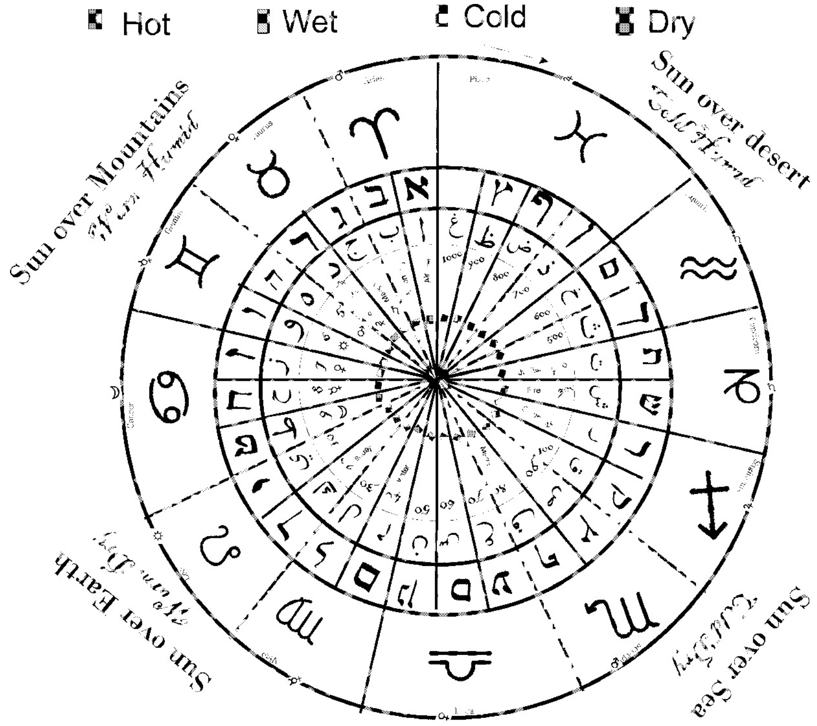

البونی کا دائرۂ اصل میں عبرانی حروف ابجد پر مبنی ہے کیونکہ یہ اب ج د ہے جو اصل میں عبرانی کے حروف کی ترتیب ہے- سب سے باہر کے دائرۂ میں ۱۲ برج ہیں اور ان کا موسموں پر اثر کا ذکر ہے

البونی اسماء الحسنی کو اسی دائرۂ کی مدد حروف میں بدلتا ہے اور پھر اس سے تعویذ بناتا تھا جس میں حروف ایک موقعہ پر نہیں لکھے جاتے بلکہ چاند کی منازل سے مطابقت کرتے ہوئے حروف دن و رات میں لکھے جاتے ہیں جس میں وقت لگتا ہے – اسکو تعویذ لکھنے کا عمل کہا جاتا ہے جو ظاہر ہے ایک روز کا کام نہیں ہوتا

کتاب الاجنس

یہ کتاب عربی میں ہے - اصف بن برخیاہ[13] سے منسوب ہے لیکن یہ بھی اصلا

کسی یہودی کتاب کی شکل ہے اس میں موجود ہے کہ ایک فرشتہ مطظروں کا نام بار بار لکھا جاتا ہے - یہودی صوفیاء کے مطابق مطظروں اللہ کا فرشتہ خاص ہے اور یہ کشف میں اشارات دیتا ہے- اس کتاب کے مطابق عصا موسی پر بھی کلمات لکھے تھے

یہ تمام تذکرہ یہاں ان لوگوں کا رد کرنے کے لئے کیا گیا ہے جو کہتے ہیں جادو صرف کلمات خبیثہ ہوتے ہیں جبکہ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ یہ اصل میں اسماء الحسنی پر بھی ہوتا ہے

باب۷ :سحر سے متعلق چند سوال و جواب

سوال

کیا جادو کا وجود ہے کیا جادو اثر رکھتا ہے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر ہوا تھا جیسا کہ کہ اک روایت میں آتا ہے کہ اک یہودی جادوگر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا تھا ۔۔۔کیا بابل شہر میں ہاروت و ماروت کو فرشتوں نے جادو کا علم سکھایا تھا جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر 102 کا ترجمہ کیا جاتا ہے برائے مہربانی رہنمائی فرما دیں

جواب

جادو وجود رکھتا ہے اس کا ذکر قرآن میں ہے کہ جادوگروں نے فرعون کے حکم پر ایک سحر عظیم تیار کیا اس سے مجمع کو مبہوت کر دیا ان کو لاٹھیاں رسیاں چلتی ہوئی محسوس ہوئیں - اسی طرح بابل میں فرشتوں کو بنی اسرائیل کی آزمائش کے لئے بھیجا انہوں نے ان کو وہاں جادو سکھایا سورہ بقرہ میں جیسا ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا ذکر صحیحین میں ہے لیکن یہ وقتی تھا

جادو گر اگر جادو کر رہا ہے تو اس میں تاثیر کس کے حکم سے ہے کہ اس جادو سے کسی کو رسی اڑتی محسوس ہو ؟ اللہ نے جو خلق کیا اس میں شر بھی رکھا ہے یاد رہے

من شر ما خلق
اس کے شر سے جو الله نے خلق کیا
جب الله نے خلق کیا تو اس میں شر بھی خلق کر دیا؟ سحر جادو اسی شر میں سے ہے
مثلا ہر شخص کاہن نہیں بن سکتا لیکن بعض لوگ جو شر کے قریب خلق ہوتے ہیں ان میں قدرتی اس کی استعداد ہوتی ہے کہ کاہن بن جاتے ہیں شیطان کا القا انے لگتا ہے روایات میں ابن صیاد کا ذکر ہے جو اسی نوع کا ایک مسلمان تھا
جادو اسی قبیل کا ایک علم ہے اس میں اسماء الہی کو استعمال کر کے الله تعالی کے ناموں کو اعداد سے جوڑا جاتا ہے پھر اس کو نجوم کے مداروں سے اور پھر چاند کی منازل سے – یہ سب کرنے کے بعد اس میں تاثیر من جانب الله اتی ہے لیکن چونکہ یہ ممنوع عمل ہے اس کو شیطانی عمل کہا جاتا ہے لیکن یہ ضرروی نہیں کہ اس میں شیطان کا نام لیا جائے یا اس کو پکارا جائے

سوال :
سوال ۔۔۔بھائی کچھ لوگوں سے جادو کے متعلق بحث ہوئی تو ان کا کہنا ہے کہ قرآن میں اللہ فرماتا ہے اور ہم فرشتوں کو نازل نہیں کرتے مگر حق کے ساتھ تو جادو، تو شر ہے حق نہیں ہے اور ہاروت و ماروت فرشتے نہیں تھے بلکہ اس قوم کے سردار تھے تو کیا اللہ فرشتوں کے ذریعے شر یعنی جادو سکھائے گا براہ کرم اس کے بارے میں رہنمائی فرما دیں جذاک اللہ خیرا
جواب
بات سیاق و سباق میں سمجھی جاتی ہے

سورہ الحجر میں ہے
مَا نُنَزِّلُ الْمَلائِكَةَ إِلاَّ بِالحَقِّ وَمَا كَانُواْ إِذًا مُّنظَرِينَ (8) إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

ہم فرشتوں کو صرف حق کے ساتھ نازل کرتے ہیں اور ہم چھوٹ نہیں دیتے اور ہم نے اس نصیحت کو نازل کیا ہے اور ہم اس کی حفاظت کریں گے

مشرکین کا کہنا تھا کہ قرآن اگر رسول اللہ پر نازل ہوا تو ہم پر بھی کیا جائے اس پر کہا گیا کہ اگر ایسا ہوا تو یہ آخری منظر ہو گا کہ فرشتے عذاب کے ساتھ ہوں گے

حق عربی میں سچ اور حقیقت سب کے لئے استعمال ہوتا ہے – ایک کام جب اللہ کا حکم ہو تو اس وقت وہی حق ہوتا ہے مثلا اللہ کے سوا کسی کو غیر کو سجدہ کرنا حق نہیں لیکن اللہ خود حکم کرے کہ آدم کو سجدہ کرو تو یہی حق بن جاتا ہے

معصوم کا قتل منع ہے لیکن اللہ حکم کرے کہ اس کو قتل کیا جائے تو یہی حق بن جاتا ہے خضر کو اس پر عمل کرنا پڑتا ہے

اللہ نے فرشتوں کو حسین مردوں کی صورت قوم لوط کے پاس بھیجا لوط ان کو اپنے گھر میں مہمان کر رہے تھے اور قوم کا مجمع لگ گیا کہ ان کو حوالے کیا جائے

فرشتے مردوں کی صورت کیوں بھیجے گئے؟

اللہ نے بتایا کہ فرشتے سحر کے ساتھ نازل ہوئے جو اللہ کا اس وقت کا حکم تھا اور وہی حق تھا

جادو شر انسانوں کے لئے ہے فرشتوں کے لئے یہ شر نہیں ہے فرشتے جادو کا علم

لے کر اترے
جادو کیسے کرتے ہیں ؟ جتنے لوگ اس پر کلام کرتے ہیں ان کو خود نہیں پتا کہ جادو کیسے کرتے ہیں ؟ راقم کہتا ہے
پہلے جا کر جادو سمجھیں کہ کیا ہے پھر کلام کریں
ایک علم ہے اس میں تاثیر کس کے حکم سے ہے ؟ اگر اللہ نے جادو میں تاثیر نہیں پیدا کی تو پھر اس میں کہاں سے آئی؟
جادو میں "ہمیشہ" شرک یا کلمات خبیثہ نہیں ہوتا بلکہ خالص اسما الحسنی سے بھی جادو ہو جاتا ہے
اسما الحسنی کو اعداد میں تبدیل کرنا اللہ کے ناموں میں الحاد ہے جو کفر ہے
اسی لئے ہاروت و ماروت کہتے کفر مت کرو
راقم اسی لئے ٧٨٦ کو جادو کہتا ہے[14]
جو خالص اللہ کے نام سے شروع ہونے والے کلمات ہوں لیکن ان کو اعداد میں بدلنا الحاد ہے
جب موسی کا عصا ساحروں کا جادو توڑتا ہے تو وہ کہتے ہیں
إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَى
ہم اپنے رب پر ایمان لائے کہ وہ ہمارے گناہوں کی مغفرت کر دے اور ہم کو (اے فرعون) تم نے جادو پر مجبور کیا اور اللہ ہی خیر و باقی رہنے والا ہے
جادو گروں کو مجبور کیا گیا کہ جادو کریں؟ سوچیں کہ وہ خود اس کام کو نہیں کرنا چاہ رہے تھے لیکن فرعون کے عذاب کا سوچ کر مجبورا انہوں نے کیا اور وہ بھی سحر عظیم بن گیا
کیا جادو مداری کا کھیل ہے ؟ نہیں اگر ایسا ہوتا تو اس کو اللہ خود سحر عظیم

نہیں کہتا

قَالَ أَلْقُوا فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاس وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيم

اس سے مجمع مبہوت نہیں ہوتا

اس سے لوگوں کے دل میں خوف پیدا نہیں ہوتا

ہاروت و ماروت سردار تھے کس نے خبر دی ؟

آیات میں جو آیا ہے ان کو ویسا مان لیں پھر سمجھیں کہ کیا کہا گیا نہ کہ اس طرح کلام اللہ کی اپنی پسند سے " تصحیح " کریں

سوال

کہتے ہیں ہاروت و ماروت عبرانی نسل سے تھے ہاروت ماروت طالوت جالوت ------ہاروت و ماروت فرشتے تھے اس کی کیا دلیل ہے

جواب

ہاروت و ماروت فرشتے تھے یہ صاف صاف قرآن میں ہی لکھا ہے یہی اس کی دلیل ہے

فرشتوں کے نام کیا کیا ہیں ہم کو مکمل علم نہیں قرآن میں جبریل ہے میکائیل ہے لیکن اسرافیل نہیں ہے عزرائیل نہیں ہے یہ ہم کو اسرائیلایات سے ملے ہیں کہ یہ بھی فرشتوں کے نام تھے

طالوت یا جالوت عبرانی کے الفاظ نہیں ہیں – کیا جالوت عبرانی نسل ہے ؟

نہیں یہ تو کنعانی تھا -عبرانی تو بنی اسرائیلی تھے جو جالوت سے لڑ رہے تھے یہ نام عبرانی کیسے ہو گیا؟

اسی سے ثابت ہوا کہ دور قدیم میں مشرق وسطی میں ناموں میں غیر عبرانی زبانوں میں بھی اسم ت پر ختم ہوتا تھا

بنو اسرائیل کو جب غلام بنا کر بابل لے گئے تو وہاں اللہ نے دو فرشتے ان پر بھیجے ان کے نام وہاں بابل میں ہاروت و ماروت تھے جو بابل کی زبان معلوم ہوتی ہے – یہ فرشتے اپنی اصل صورت پر نہیں انسان بن کر گئے تھے تو ظاہر ہے وہاں بازار میں ان کے نام وہی تھے جو لوگ سن کر قبول کر لیں ان کو شک نہ ہو کہ یہ دو کون ہیں

خیال رہے کہ ناموں کو عبرانی یا عربی میں جب لکھا گیا ہے تو وہ اصل سے ممکن ہے ہٹ گئے ہوں مثلا کیا ابراہیم عربی کا لفظ ہے یا عبرانی کا ؟ نہ تو یہ عربی ہو سکتا ہے نہ عبرانی کیونکہ ابراہیم نہ عرب تھے نہ عبرانی تھے وہ تو بابل کے تھے

اسی طرح لوط بھی عربی یا عبرانی کا لفظ نہیں ہو سکتا یہ بھی قدیم بابل کا نام ہو گا کیونکہ لوط علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام پر وہاں ایمان لائے تھے

کہنے کا مقصد ہے کہ نام بدل بھی سکتے ہیں ایک زبان سے دوسری میں جاتے ان میں تبدیلی ہو سکتی ہے

اللہ نے عیسیٰ کو خبر دی کہ ایک نبی احمد نام کا آئے گا یہ سریانی میں تھا لیکن عربی میں یہی احمد بدل کر محمد ہو گیا

قرآن نے اس واقعہ کا ذکر کیوں کیا ؟ یقینا مدینہ کے یہود اپس میں اس میں جھگڑ رہے ہوں گے کہ ہاروت و ماروت کون تھے تبھی اس کی وضاحت کی گئی کہ فرشتے تھے ورنہ جادو کا وجود تو بابل کی اسیری سے بھی پہلے کا ہے

– دنیا میں اس وقت بھی مصر میں جادو معروف تھا

یہود کے نزدیک جو جادو کو پسند کرتے ہیں یہ علم چونکہ من جانب اللہ بھی آیا ہے لہذا مدینہ کے یہود اس کے جواز کے فتوی دے رہے ہوں گے – اللہ تعالی نے ان کا در کیا کہ یہ فرشتوں سے آیا لیکن اس کا مقصد وہاں آزمائش تھا تبھی وہ کہتے کفر مت کر

ورنہ کیا بابل میں اللہ کی عبادت ہوتی تھی وہ تو تھا ہی بت پرست مقام وہاں کوئی سردار کیوں کہتا کفر مت کر

سوال

مخالف جواب دیتا، ہے کہ کاہن کو آسمان کی خبر ملتی ہے یہ کس نے کہہ دیا اور جادو میں کونسے اسباب استعمال کیے جاتے ہیں کیا اک کنگی کے ذریعے جادو کیا جا سکتا ہے

جواب

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: سَأَلَ أُنَاسٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْكُهَّانِ فَقَالَ: إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِشَيْءٍ، فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنْ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيُقَرْقِرُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ كَقَرْقَرَةِ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُونَ فِيهِ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ۔ (بخاری، رقم ۷۵۶۱)

”عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے فرمایا:یہ لوگ کچھ بھی نہیں ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول وہ (بعض اوقات) ایسی باتیں بیان

کر دیتے ہیں جو سچ ہو جاتی ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بات سچی ہوتی ہے، جسے کسی جن نے (فرشتے سے) اچکا ہوتا ہے اور پھر وہ اُس بات کو مرغی کی طرح کٹ کٹ کر کے اپنے (کاہن) دوستوں کے کان میں ڈال دیتا ہے اور یہ لوگ اس میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں سے بیان کرتے ہیں

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْكُهَّانَ كَانُوا يُحَدِّثُونَنَا بِالشَّيْءِ فَنَجِدُهُ حَقًّا قَالَ تِلْکَ الْكَلِمَةُ الْحَقُّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقْذِفُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ وَيَزِيدُ فِيهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ

عبد بن حمید عبدالرزاق، معمر، زہری، یحیی بن عروہ بن زبیر، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کاہن ہمیں بعض چیزیں بیان کرتے تھے جنہیں ہم ویسا ہی پاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایک سچی بات ہوتی ہے جس کو کوئی جن اچک لیتا ہے پھر اسے اپنے ولی کے کان میں ڈال دیتا ہے اور وہ کاہن اس میں سو جھوٹ کی زیادتی کر دیتا ہے۔

/http://www.hadithurdu.com/02/2-3-1319

سوال

حدیث کے الفاظ وہ بات سچی ہوتی ہے، جسے کسی جن نے (فرشتے سے) اچکا ہوتا ہے کا کیا مطلب ہے ؟

سورہ الجن

وَاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا (8)

اور ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو ہم نے اسے سخت پہروں اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا۔
وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا (9)
اور ہم اس کے ٹھکانوں (آسمانوں) میں سننے کے لیے بیٹھا کرتے تھے، پس جو کوئی اب کان دھرتا ہے تو وہ اپنے لیے ایک انگارہ تاک لگائے ہوئے پاتا ہے۔
اس میں آیت کے الفاظ اور ہم اس کے ٹھکانوں (آسمانوں) میں سننے کے لیے بیٹھا کرتے تھے کا کیا مطلب ہے ؟
اللہ تعالی کتاب اللہ میں کہتے ہیں
﴿ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ (221) تَنَزَّلُ عَلَى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ (222) يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ
کیا ہم تم کو خبر دیں کہ شیاطین کس پر نازل ہوتے ہیں ؟ نازل ہوتے ہیں ہر گناہ گار جھوٹے پر جو سنتے ہیں اس میں بات ملاتے اور اکثر جھوٹے ہیں
آیت کے الفاظ نازل ہوتے ہیں جھوٹے پر کا کیا مطلب ہے ؟

جواب

حدثنا محمد بن المثنى ، حدثنا سالم بن نوح ، عن الجريري ، عن ابي نضرة ، عن ابي سعيد ، قال: لقيه رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو بكر وعمر في بعض طرق المدينة، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: " اتشهد اني رسول الله؟، فقال هو: اتشهد اني رسول الله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " آمنت بالله وملائكته وكتبه، ما ترى؟ "، قال: ارى عرشا على الماء، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " ترى عرش إبليس على البحر، وما ترى؟ "، قال: ارى صادقين وكاذبا او كاذبين، وصادقا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " لبس عليه دعوه "،

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ابن صیاد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ملے مدینہ کی بعض راہوں میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: ”کیا تو گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟“ ابن صیاد نے کہا: تم گواہی دیتے ہو اس بات کی کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر، بھلا تجھ کو کیا دکھائی دیتا ہے؟“ وہ بولا: میں ایک تخت دیکھتا ہوں پانی پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ تو ابلیس کا تخت ہے سمندر پر اور کیا دیکھتا ہے؟“ وہ بولا: دو سچے میرے پاس آتے ہیں اور ایک جھوٹا یا دو جھوٹے اور ایک سچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”چھوڑو اس کو، اس کو شک ہے اپنے باب میں۔“ (کہ وہ سچا ہے یا نہیں)۔

سوال

ابن صیاد نے کہا ایک سچا اتا ہے اور اس کو جنت کی مٹی کی صحیح خبر ملی اسی طرح ابلیس کے تخت کی- کس طرح؟

بال تو صرف اشارات ہیں اسباب نہیں ہیں- کیا فرعون کے جادو گروں نے جب جادو کیا ان کے پاس بھی لوگوں کے بالوں کی کنگھی تھی؟

جواب

لوگوں کی نگاہ پر بھی جادو ہوا

قَالَ أَلْقُوا ۖ فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ

اشارات یعنی بال ناخن یا کھال یا ہڈی ہو یا نہ ہو جادو میں شیطان کی مدد

حاصل کی جاتی ہے جس طرح کہانت میں شیطان مدد کرتا ہے

سوال :
مخالف جواب دیتا ہے کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ جادو کی شروعات سلیمان علیہ السلام کے دور میں ہوئی اور فرشتوں نے جادو کا علم لایا تو اس کی نفی اس بات سے ہوتی ہے کہ جادو موسیٰ علیہ السلام کے دور میں بھی تھا اور موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ سلیمان علیہ السلام سے پہلے کا تھا

جواب
ان "مخالف" کو یہ مغالطہ ہوا ہے کہ راقم الحروف یہ منوانا چاہ رہا ہے کہ جادو سلیمان علیہ السلام کے دور سے شروع ہوا
جادو کا وجود تو موسی علیہ السلام کے دور سے ہے
اور چلو
کفر ٹوٹا خدا کر کے
یہ یہ تو مان گئے کہ جادو تھا-
قرآن میں بھی ایسا یہود کا ذکر کے کہا گیا
واتبعوا ما تتلو الشياطين على ملك سليمان وما كفر سليمان ولكن الشياطين كفروا يعلمون الناس السحر وما أنزل على الملكين ببابل هاروت وماروت وما يعلمان من أحد حتى يقولا إنما نحن فتنة فلا تكفر فيتعلمون منهما ما يفرقون به بين المرء وزوجه وما هم بضارين به من أحد إلا بإذن الله ويتعلمون ما يضرهم ولا ينفعهم ولقد علموا لمن اشتراه ما له في الآخرة من خلاق ولبئس ما شروابه أنفسهم لو كانوا يعلمون

اور (یہود) لگے اس (علم) کے پیچھے جو شیطان مملکت سلیمان کے حوالے سے پڑھتے تھے اور سلیمان نے تو کفر نہیں کیا، بلکہ شیاطین نے کفر کیا جو لوگوں کو سحر سکھاتے تھے اور جو بابل میں فرشتوں هاروت وماروت پر نازل ہوا تھا تو (وہ بھی) اس میں سے کسی کو نہ سکھاتے تھے حتی کہ کہتے ہم فتنہ ہیں، کفر مت کر! لیکن وہ (یہودی) پھر بھی سیکھتے، تاکہ مرد و عورت میں علیحدگی کرائیں اور وہ کوئی نقصان نہیں کر سکتے تھے الا یہ کہ الله کا اذن ہو- اور وہ ان سے (سحر) سیکھتے جو نہ فائدہ دے سکتا تھا نہ نقصان- اوروہ جانتے تھے کہ وہ کیا خرید رہے ہیں، آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہو گا اور بہت برا سودا کیا اگر ان کو پتا ہوتا

راقم کے نزدیک اس کی تفسیر یہ ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد حشر اول تک ہزار سال ہیں اس دوران بنی اسرائیل میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ سلیمان ایک جادو گر تھے یہ بات یہود نے اپنی تاریخ کی کتب میں لکھ دی- پھر قرآن حشر اول کے بعد بابل کی غلامی کا ذکر کرتا ہے کہ جس سلیمان کو یہ جادو گر کہتے تھے اسی جادو میں یہ خود مبتلا ہو گئے

اور الله تعالی نے اس کا رد کیا کہ سلیمان کوئی جادو گر کافر تھے قرآن میں ایسا کہیں نہیں ہے کہ جادو کی شروعات سلیمان علیہ السلام کے دور سے ہوئی بات یہ ہو رہی ہے کہ موسی علیہ السلام کے دور میں بھی مصری جادو کرتے تھے اور مصری مذھب سارا تھا ہی سحر جیسا فرعون نے کہا

لعلنا نتبع السحرة إن كانوا هم الغالبين

ھم جادو گروں کی اتباع کریں اگر یہ غالب آ جائیں

مصری مذھب کوئی ابراہیمی مذھب نہ تھا لہذا ان کا جادو سراسر کلمات

شیطانی پر مشتمل تھا

اس کے علاوہ مصر میں مذہب کی اصل تعلیمات خفیہ رکھی جاتی تھیں- ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ اصلا مصری دھرم کیا تھا اس کی کھوج میں یونانی رہے اور آج تک مغربی محققین اس پر تحقیق ہی کر رہے ہیں لیکن کسی متفقہ نتیجہ پر نہیں پہنچے ہیں

اس کے برعکس وہ جادو جو بابل میں ہاروت و ماروت سکھا رہے تھے اس میں اسماء الحسنی کو استعمال کیا گیا – یہ دعوی راقم کا ہے کیونکہ راقم یہودی و اسلامی سحر کی کتب دیکھ چکا ہے اور سمجھ چکا ہے کہ اسماءِ الحسنی سے بھی جادو کیا جاتا تھا اور ہے

یہود میں آج بھی جادو کو نا پسند بھی کیا جاتا ہے جو ان کے احبار ہیں لیکن ان کے متصوفین میں جادو کو قبول کیا جاتا ہے ہم تک جو روایات پہنچی ہیں جن کا اس بلاگ میں ذکر ہے وہ اصلا اس یہودی صوفیوں کی ہیں اور کعب الاحبار کا ان کو بیان کرنا اشارہ کر رہا ہے کہ کعب الاحبار حبر امت کے لقب سے جو شخص تھا یا تو یہ کوئی سطحی سوچ کا رجل تھا یا یہ بھی کوئی باطنی صوفی قسم کا شخص تھا جس نے ان روایات کو بلا جرح بیان کر کے امت میں پھیلا دیا لہذا اگر "مخالف" کو کچھ سمجھ میں آیا ہو تو راقم اس بلاگ میں یہودی تصوف کا رد کر رہا ہے کہ اس کی جڑیں بابل میں ہیں لیکن جادو کوئی شعبدہ بازی نہیں اس سے آگے کی چیز ہے

سوال

بھائی جو احادیث ہیں جادوگروں کے متعلق ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جادوگر کو جہاں دیکھو تلوار سے قتل کر ڈالو اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اس حکم کو جاری رکھا اور ان کے دور میں تین جادوگر قتل کیے گئے ان روایات کی کیا حیثیت ہے برائے مہربانی رہنمائی فرما دیں

جواب

ان روایات کو البانی نے ضعیف قرار دیا ہے

(ضعيف – الضعيفة 1446، المشكاة 3551 / التحقيق الثاني (ضعيف الجامع الصغير 2699))

امام ترمذی نے بھی اس کے تحت لکھا ہے

والصحيح عن جندب موقوف

صحیح جندب رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے

ساحر کو قتل کیا جائے گا امام مالک کا قول ہے

امام شافعی کا کہنا ہے

قال الشافعي: إنما يقتل الساحر إذا كان يعمل من سحره ما يبلغ الكفر، فإذا عمل عملا دون الكفر فلم ير عليه قتلا.

اگر ساحر وہ عمل کرے جو کفر ہو تو قتل کیا جائے گا ورنہ نہیں

سوال :

صحیح بخاری میں بجالہ بن عبدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا جادوگر مرد ہو یا عورت قتل کر دو اس روایت کی کیا حیثیت ہے

جواب

ایک روایت ہے کہ اپنی وفات سے دو سال قبل عمر نے اپنے گورنر جَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ التميمي کو حکم دیے جو الأَحْنَفِ بن قيس کے چچا تھے- جن کو کاتب گورنر نے پڑھا جس کا نام بَجَالَة ابن عَبَدَةَ التميمي العنبري البصري تھا

تین حکم تھے

جادو گر کو قتل کر دو

مجوس کے محرم کو الگ کر دو

الزَّمْزَمَةِ کھانے سے منع کیا

بَجَالَة کے بقول تین جادو گر اس حکم پر قتل ہوئے

یہ روایت مصنف عبد الرزاق، مسند احمد میں ہے

الإصابة في تمييز الصحابة از ابن حجر میں ہے کہ جز بن معاویہ کے لئے لکھا

قال أبو عمر: كان عامل عمر على الأهواز . وقيل: له صحبة، ولا يصح.

قلت: وقد تقدم غير مرة أنهم كانوا لا يؤمرون في ذلك الزمان إلا الصحابة.

واقدی نے کہا یہ عمر کا الأهواز پر گورنر تھا اور کہا جاتا ہے صحابی ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے

ابن حجر نے کہا میں کہتا ہوں اس دور میں گورنر صرف اصحاب رسول کو کیا جاتا تھا

امام شافعی کے نزدیک اس نام کا عمر کا کوئی گورنر نہ تھا

امام بخاری نے اس کو صحیح میں ح ٣١٥٦ پر نقل کیا لیکن جادو گر کے قتل والی بات نہیں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرًا، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ

جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، وَعَمْرِو بْنِ أَوْسٍ فَحَدَّثَهُمَا بَجَالَةُ، – سَنَةَ سَبْعِينَ، عَامَ حَجَّ مُصْعَبُ بْنُ الزُّبَيْرِ بِأَهْلِ الْبَصْرَةِ عِنْدَ دَرَجِ زَمْزَمَ -، قَالَ: كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَمِّ الأَحْنَفِ، فَأَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ، فَرِّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ المَجُوسِ، وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ الجِزْيَةَ مِنَ المَجُوسِ،

اس میں مجوس سے جزیہ لینے کا ذکر ہے جادو گر کے قتل کی کوئی حدیث صحیح بخاری و مسلم میں نہیں کیونکہ امام مسلم نے بجالہ کی حدیث نہیں لی اور امام بخاری نے مجوس سے جزیہ لینے والی لکھی ہے اس کی جادو والی حدیث نہیں لکھی

بجالہ کون تھا؟

كتاب إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطاي کے مطابق

في كتاب «المعرفة» لأبي بكر البيهقي: روى الربيع بن سليمان عن الشافعي أنه قال: بجالة مجهول، ولسنا نحتج بمجهول.

کتاب معرفة السنن والآثار میں بیہقی نے امام شافعی کا قول نقل کیا ہے بجالہ مجھول ہے اور ہمارے لئے نہیں کہ ایک مجہول سے دلیل لیں

اس کے برعکس سنن الکبری بیہقی میں ہے

قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: حَدِيثُ بَجَالَةَ مُتَّصِلٌ ثَابِتٌ , وَإِنَّهُ أَدْرَكَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ , وَكَانَ رَجُلًا فِي زَمَانِهِ كَاتِبًا لِعُمَّالِهِ

شافعی نے کہا حدیث بجالہ متصل ثابت ہے اس نے عمر کو پایا اور ان کے گورنروں کا کاتب تھا

سنن الکبری میں بہیقی نے شافعی کا قول نقل کیا

قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: وَأَمَرَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنْ تُقْتَلَ السُّحَّارُ , وَاللهُ أَعْلَمُ إِنْ

كَانَ السِّحْرُ شِرْكًا , وَكَذَلِكَ أَمْرُ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

عمر رضی اللہ عنہ نے جادوگروں کے قتل کا حکم کیا و اللہ اعلم اگر مشرک ہوں اور یہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا حکم تھا

راقم کہتا ہے امام شافعی کی کتاب الام میں بھی بجالہ کو مجھول کہا گیا ہے

الأم 6: 125 قال: "بجالة رجل مجهول ليس بالمشهور، ولا يعرف أن جزء بن معاوية كان لعمر بن الخطاب عاملا

بیہقی نے کتاب السنن الکبری میں لکھا

وَكَأَنَّ الشَّافِعِيَّ رَحِمَهُ اللهُ لَمْ يَقِفْ عَلَى حَالِ بَجَالَةَ بْنِ عَبْدٍ، وَيُقَالُ: ابْنُ عَبْدَةَ، حِينَ صَنَّفَ كِتَابَ الْحُدُودِ، ثُمَّ وَقَفَ عَلَيْهِ حِينَ صَنَّفَ كِتَابَ الْجِزْيَةِ، إِنْ كَانَ صَنَّفَهُ بَعْدَهُ

شافعی بجالہ کو نہیں جان سکے جب کتاب الحدود لکھی لیکن جن کتاب الجزیہ لکھی تب جان گئے

بیہقی کہتے ہیں

فَتَرَكَهُ مُسْلِمٌ وَأَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي الصَّحِيحِ

اس کو مسلم نے ترک کر دیا اور بخاری نے حدیث لے لی

یعنی امام شافعی کے اقوال میں ان کی ایک ہی کتاب میں تضاد ہے ایک مقام پر بجالہ کو مجھول کہا دوسرے پر معروف

قال الدَّارَقُطْنِيّ: لم يسمع من عمر، وإنما يأخذ من كتابه، وهو حجة في قبول المكاتبة، ورواية الإجازة. «الإلزامات والتتبع» صفحة 291.

دارقطنی نے کہا اس بجالہ کا سماع عمر سے نہیں ہے بلکہ ان کا کاتب تھا اور خطوط کے حوالے سے اس کی بات لی جا سکتی ہے جو اجازہ ہے

اس مسئلہ کو ارتاد کے تحت سمجھا جا سکتا ہے اگر ایک مسلمان شخص جادو کرے جس میں شرک و کفر ہو تو اس کو مرتد سمجھ کر قتل کیا جائے گا لیکن اگر وہ غیر شرکیہ کام کر رہا ہے تو قتل نہ ہو گا – حفصہ رضی الله عنہا نے اپنی باندی کے قتل کا حکم کیا جو ان پر جادو کر رہی تھی لیکن نبی صلی الله علیہ وسلم نے لبید یہودی کے قتل کا حکم نہیں دیا

اسی طرح اہل کتاب کو جادو پر قتل نہیں کیا جائے گا الا یہ کہ اس میں ذمی کے احکام میں کسی حد والے حکم کی خلاف ورزی ہو گئی ہو مثلا کسی کا قتل کیا-

سوال

جادو، کو نا ماننے والوں کا کہنا ہے کہ ہاروت ماروت انسان تھے فرشتے نہیں اور ان کے بارے میں جتنی رویات ہیں جن میں انہیں فرشتہ کہا گیا ہے وہ سب ضعیف ہیں اور سورہ بقرہ کی آیت نمبر 102 میں وما جن مقامات میں آیا ہے. ان میں ما نافیہ ہے موصولہ نہیں اس کی دلیل کے طور پر وہ ابن کثیر قرطبی ابن عباس کی تفاسیر کے حوالہ جات دیتے ہیں

جواب

آیت میں الْمَلَكَيْنِ ہے اس کو کسر لام سے پڑھا جائے (الْمَلِكَيْنِ) تو یہ سردار یا بادشاہ بن جاتا ہے کہ بابل میں دو بادشاہ تھے جو جادو سکھاتے تھے لیکن پھر اس پہلے ما کو موصولہ ماننا ہو گا کہ

اور وہ جو بابل میں دو بادشاہوں ہاروت و ماروت پر نازل کیا گیا (ما نافیہ) اور وہ کسی کو نہ سکھاتے یہاں تک کہ کہتے ہم فتنہ ہیں

کہا جاتا ہے کہ یہ قرات (بکسر اللام الْمَلِكَيْنِ) ابن عباس، والحسن البصری، وأبی الأسود الدؤلي، والضحاك، وابن أبزی کی تھی

لیکن ابن عباس أور عبد الرحمن بن أبزي تک اس کی صحیح سند ابھی تک نہیں ملی-

تفسیر ابن ابی حاتم میں اس کی سند ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَطِيَّةَ فِيمَا كَتَبَ إِلَيَّ حَدَّثَنِي أَبِي ثنا عَمِّي حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلُهُ: وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ فَإِنَّهُ يَقُولُ: لَمْ يُنْزِلِ اللَّهُ السِّحْرَ.

ابن عباس نے کہا الله نے جادو نازل نہیں کیا

لیکن یہ سند سخت ضعیف ہے اس میں عطیہ العوفی ہے

عطیہ العوفی کا اپنا قول تھا

حُدِّثْتُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مُوسَى ثنا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ عَنْ عَطِيَّةَ: وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ قَالَ: مَا أُنْزِلَ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ السِّحْرُ

الله نے جبریل و میکائیل پر جادو نازل نہیں کیا

باقی جو افراد ہیں یہ تابعین ہیں اور ان کی یہ قرات دس مشہور قرات میں سے نہیں

الضحاك خود ضعیف ہے

أبو الأسود ظالم بن عمرو بن سفيان الدؤلي الكناني شیعہ ہیں اور انہوں نے قرآن پر اعراب لگائے تھے لیکن ہم تک جو جمہور کی قرات پہنچی ہے اس میں ان کو فرشتے ہی کہا گیا ہے

عبد الرحمن بن أبزي رضی الله عنہ صحابی ہیں لیکن ان کی تفسیر کی سند ابن ابی حاتم نے دی ہے

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى ثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ ثنا بَكْرُ بْنُ مصَعْبٍ ثنا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبْزَى كَانَ يَقْرَؤُهَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ.
الْحَسَنُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ نے کہا کہ پڑھا کرتے وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ.
اور نہیں نازل ہوا دو داود و سلیمان پر
اس کی سند میں الحسن بن أبی جعفر کو ضعیف الحدیث کہا گیا ہے
قرطبی کا کہنا ہے کہ ابن ابزی نے کہا کہ دو بادشاہوں سے مراد
قَالَ ابْنُ أَبْزَى: وَهُمَا دَاوُدُ وَسُلَيْمَانُ
داود و سلیمان ہیں
یعنی ترجمہ ہوا
اور وہ جو بابل میں دو بادشاہوں ہاروت و ماروت (یعنی داود و سلیمان) پر (ما نافیہ) نہیں نازل کیا گیا (ما نافیہ) اور وہ کسی کو نہ سکھاتے یہاں تک کہ کہتے ہم فتنہ ہیں
نوٹ : اس رائے کو ابن کثیر نے بھی تفسیر میں بیان کیا ہے
قَالَ ابْنُ أَبْزَى: وَهُمَا دَاوُدُ وَسُلَيْمَانُ، قَالَ الْقُرْطُبِيُّ: فَعَلَى هَذَا تَكُونُ مَا نَافِيَةً أَيْضًا
ابن ابزی نے کہا دو سے مراد داود و سلیمان ہیں اور قرطبی نے کہا اس پر ما نافیہ ہو گی
لیکن یہ بات بھی کوئی معقول نہیں داود و سلیمان کی حکومت بابل پر کب تھی؟
یعنی اس آیت میں جو اختلاف قرات تھا اس میں قاری فرشتوں کو بادشاہ کہتے اور پھر ہاروت و ماروت کو داود و سلیمان قرار دیتے تھے

لیکن اس سے بھی قرآن کی آیت کا مفہوم عجیب و غریب ہو جاتا ہے
دوسری طرف وہ مشہور قراتین جو ہم کو ملی ہیں ان میں اس الْمَلَكَيْنِ کو فرشتے ہی لیا گیا ہے بادشاہ نہیں -اپ خود غور کریں کہ ما نافیہ لیں اور ترجمہ کریں
واتبعوا ما تتلو الشياطين على ملك سليمان وما كفر سليمان ولكن الشياطين كفروا يعلمون الناس السحر وما أنزل على الملكين ببابل هاروت وماروت وما يعلمان من أحد حتى يقولا إنما نحن فتنة فلا تكفر
اور (یہود) لگے اس (علم) کے پیچھے جو شیطان مملکت سلیمان کے حوالے سے پڑھتے تھے اور سلیمان نے تو کفر نہیں کیا، بلکہ شیاطین نے کفر کیا جو لوگوں کو سحر سکھاتے تھے اور بابل میں دو فرشتوں ہاروت وماروت پر (کچھ) نازل نہیں ہوا تھا تو (وہ بھی) اس میں سے کسی کو نہ سکھاتے تھے حتی کہ کہتے ہم فتنہ ہیں، کفر مت کر
غور کریں فرشتے سکھاتے اور کہتے کہ کفر مت کر – فرشتوں پر نازل کچھ بھی نہیں ہوا تھا لیکن وہ لوگوں کو کفر بھر بھی سکھا رہے تھے تو یہ باغی فرشتے کون تھے
یہ نظریہ اہل کتاب کا ہے کہ فرشتوں میں باغی ہیں ان کو
Fallen Angels
کہا جاتا ہے
روایات یقینا ضعیف ہیں جو اسرائیلیات میں سے ہیں لیکن ما نافیہ ماننے سے بھی وہی نتیجہ نکل رہا ہے جو اہل کتاب کا فرشتوں کے حوالے سے ہے کہ وہ کفر سکھا رہے تھے
اب جو ما نافیہ مانتے ہیں ان کے آوٹ پٹانک ترجمے دیکھتے ہیں

مولوی بشیر کتاب تنزیل القرآن فی رد سحر الشیطان میں ترجمہ کرتے ہیں

نہ سلیمان نے کفر کیا اور نہ دو فرشتوں پر سحر اتارا گیا بلکہ یہ کافرانہ کام شیاطین یعنی بابل شہر میں ہاروت و ماروت نامی جادو گر کرتے تھے وہ لوگوں کو جادو کی تعلیم دیتے تھے

نوٹ : ہاروت و ماروت دو جادو گر ہیں

غیر مقلد عالم ثنا اللہ امرتسری تفسیر میں ترجمہ کرتے ہیں

اور نہ اتارا گیا دو فرشتوں پر (شہر) بابل میں اور وہ کسی کو جادو نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو خود مبتلا ہیں پس تو کافر مت ہو

نوٹ امرتسری کا کمال دیکھیں – ہاروت و ماروت کا نام ہی ترجمہ سے غائب کر دیا کہتے ہیں نہ ہو گا بانس نہ بجے کی بانسری – مزید کہ فرشتے مبتلا ہیں؟ ایک ہوتا ہے فتنہ میں مبتلا کرنا یہ مکلف مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے دوسرا ہوتا ہے فتنہ نازل کرنا یہ فرشتے بحکم الہی کرتے ہیں

ان دونوں کا امرتسری کو فرق معلوم نہیں اور لگے ترجمہ کرنے

غیر مقلدین کے شیخ عرب و عجم محمد بدیع الدین راشدی نے اس کا ترجمہ کیا ہے

وہ کفر سلیمان نے نہیں کیا بلکہ شیطانوں (ہاروت و ماروت) نے کیا کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے حالانکہ یہ حکم بابل (شہر) میں دو فرشتوں پر نازل نہیں کیا گیا تھا اور وہ دونوں ہاروت و ماروت کسی کو بھی جادو نہیں سکھاتے جب تک کہ ان کو یہ نہ کہتے تھے کہ ہم تو خود اس کفر میں مبتلا ہیں پھر تم کافر نہ بنو

نوٹ: یہاں ہاورت و ماروت کو شیطان قرار دے دیا گیا ہے جو قرآن کی لفظی تحریف ہے پھر تضاد دیکھیں ہاروت و ماروت شیطان ہیں لیکن کسی کو بھی

جادو نہیں سیکھاتے؟

قرطبی نے تفسیر میں لکھا ہے

کلام میں تھوڑی تقدیم و تاخیر ہے یعنی عبارت اس طرح ہو گی کہ وما کفر سلیمان وما انزل علی الملکین و لکن الشیاطین کفروا

نوٹ: راقم کہتا ہے تحریف قرآن کی بدترین مثالوں میں سے ایک ہے

ان ترجموں میں اختلاف ہے اور تضاد بھی ہے ایسا ہونا کتاب اللہ کی شان نہیں ہے – یہ کوئی معمولی فرق نہیں یا الفاظ کے چناو کا فرق نہیں معنی کلام کا فرق ہے یہاں تک کہ منحرفین اس آیت میں الفاظ کو اگے پیچھے کر رہے ہیں تاکہ اپنی پسند کا مفہوم کشید کر سکیں

قرآن کے لئے اللہ تعالی کا فرمان ہے

اس میں باطل نہ آگے سے اتا ہے نہ پیچھے سے

آپ تحریف میں مبتلا نہ ہوں یہ بھی کفر ہے

یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون

انہوں نے کلام اللہ سنا پھر تحریف کی بعد اس کے کہ سمجھا اور وہ جانتے تھے

سوال

بھائی تیسری صدی میں جو معتزلہ نے انکار کیا تھا کہ فرشتوں کی ذریعے جادو نازل نہیں ہوا اور شر کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی جا سکتی تو سوال یہ ہے کہ انہوں نے ملائکہ کے ذریعے جادو کے نازل ہونے سے انکار کیا یا سرے سے جادو ہی کا انکار کیا

جواب

مجوس کے مطابق اس کائنات میں دو متضاد قوتیں کار فرما ہیں ایک اہرمن ہے اور ایک یزداں ہے- یزداں انسان کا ہمدرد ہے وہ شر کا خالق نہیں – اہرمن شر کا خالق ہے

اس مذھب کے اثرات معتزلہ پر ہوئے اور فلسفہ یونان سے بھی یہ متاثر تھے جس میں جو چیز عقل میں نہ آئے وہ غلط تھی لہذا فلاسفہ یونان تخلیق کائنات کے قائل نہیں تھے اور نہ قیامت کے قائل تھے

رومی و یونانی توہم پرست تھے ان میں متھالوجی مذھب تھا اس میں سحر کا وجود بھی تھا لیکن ان کے فلسفی اس کا انکار کرتے ان کے نزدیک نبوت بھی کوئی چیز نہیں تھی بلکہ دماغی خلل تھا

معتزلہ مسلمان تھے لیکن وہ تطبیق کی صورت دیکھتے تھے کہ جہاں تک ہو سکے قرآن و حدیث کی وہ تشریح کی جائے تو فلسفہ سے میل کھا رہی ہو

معتزلہ نے جادو کا سرے سے انکار کیا مثلا الزمخشری تفسیر میں آیت

قَالَ بَلْ أَلْقُوا فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى (66)

پر لکھتے ہیں

يروى أنهم لطخوها بالزئبق فلما ضربت عليها الشمس اضطربت واهتزت، فخيلت ذلك.

روایت کیا ہے کہ انہوں نے ان لاٹھی رسیوں کو مرکری لگا رکھا تھا پس جب سورج کی روشنی پڑی تو اس میں حرکت ہوئی اور یہی تخیل ہوا

موسی علیہ السلام کو اس جادو کا رد کرنے کے لئے کوئی اژدھا درکار نہیں تھا وہ ان رسیوں کو اٹھا کر لوگوں پر پھینک دیتے اور کہتے اس پر تو مرکری لگا رکھا

ہے
ھاروت ماروت کے سلسلے میں زمخشری کہتے ہیں
والذي أنزل عليهما هو علم السحر ابتلاء من اللّٰه للناس
ان پر سحر نازل ہوا تاکہ لوگوں کی آزمائش اللہ تعالی کریں
لیکن ہاروت و ماروت کو بادشاہ قرار دیا
اس طرح جادو کو ایک شعبدہ بازی قرار دے دیا جس کو لوگوں نے سکھایا یا گھڑا – لیکن اس تفسیر میں بہت جھول رہ گیا کیونکہ زمخشری نے کہا سحر نازل ہوا ؟ تو کس نے بادشاہوں پر نازل کیا ؟ کیا شیطان نے القا کیا ؟
ان سوالوں کا کوئی جواب نہیں دیتے
معتزلہ کے بارے میں جو مشہور قول ہے وہ یہی ہے کہ وہ سحر کی تاثیر کا انکار کرتے تھے یعنی سرے سے جادو کا انکار کیا
اور فرشتوں کے بجائے اس کو بادشاہوں پر کہا نازل ہوا

سوال
اس تحریر پر رائے درکار ہے
جادو کا مفصل جائزہ ، جادو کی حقیقت
یہ روایت بخاری شریف سمیت ساری حدیث کی کتابوں میں آئی ھے اور راوی سارے ثقہ ھیں روایت کے لحاظ سے اس پر کوئی بات نہیں کی جا سکتی ،مگر اس پر کچھ سوال وارد ھوتے ھیں جن کا جواب تو کوئی دیتا نہیں، مگر راویوں کے پیچھے چھپنے کی کوشش ضرور کی جاتی ھے ! ایک تھے ھشام ابن عروہ ابن زبیر جنھوں نے اپنی عمر کے آخری ایام میں عراق میں جا کر اس

حدیث کو140ھ میں بیان کیا ان کے ماضی کی اتھارٹی پر امام بخاری نے اس حدیث کو لے لیا اور ان کی آخری کیفیت کو نہیں دیکھا جب کہ وہ سٹھیا گئے تھے – اب امام بخاریؒ کے بعد تو پھر دوسرے محدثین ان کی روایت پر ٹوٹ پڑے،جب کہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ نے جو براہ راست ان کے شاگرد تھے ان دونوں نے ان سے جادو کی حدیث نہیں لی بلکہ امام مالک نے تو صاف کہہ دیا کہ ھشام کی عراقی روایات سے بُو آتی ھے امام ابو حنیفہ کے اصولِ حدیث میں یہ بات طے شدہ ھے اور امام ابوحنیفہ کا حدیث لینے کے معاملے میں رویہ تمام ائمہ سے زیادہ سخت اور منطقی ھے آپ فرماتے ھیں کہ جو واقعہ عقلاً اپنے وقوع پر بہت سارے افراد کا مطالبہ کرتا ھے اس کو کوئی ایک آدھ بندہ روایت کرے تو وہ حدیث مشکوک ھو گی اب آپ غور فرمائیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ھوا 6 ماہ رھا بعض روایات میں ایک سال رھا اور کیفیت یہ بیان کی گئی ھے کہ کان یدورُ و یدورُ لا یدری ما اصابہ او ما بہ آپ چکر پر چکر کاٹتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھ نہ لگتی کہ آپ کو ھوا کیا ھے بعض دفعہ آپ اپنی بیویوں کے پاس نہ گئے ھوتے مگر آپ کو خیال ھوتا کہ آپ گئے تھے اور بعض دفعہ دیگر معاملات میں بھی اس قسم کا مغالطہ لگا

اب سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی 9 بیویوں تھیں اگر یہ معاملہ اس حد تک خراب تھا تو یہ سب بیویوں کی طرف سے آنا چاھئے تھے جب کہ یہ صرف ایک بیوی حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب ھے اگر یہ واقعہ ایسے ھی تھا تو عقل کہتی ھے کہ حضرت عائشہؓ کو سب سے پہلے اپنے والد کو خبردار کرنا چاھیئے تھا کہ آپ کے خلیل کے ساتھ یہ ھو گیا

ھے،یوں یہ تمام صحابہ میں مشہور ھو جانا چاھئے تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو قیامت تھی کوئی معمولی زکام کا واقعہ نہیں تھا نبوت اور وحی داؤ پر لگی ھوئی تھی مگر یہ نہیں ھوا، خیر حضرت عائشہؓ کو دوسرے نمبر پر اپنی سوکنوں کے ساتھ اس کو شیئر کرنا چاھئے تھا اور ان سے بھی تصدیق کرنی تھی کہ کیا ان کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں کوئی غیر معمولی تبدیلی نظر آئی ھے وہ بھی نہیں ھوا ، حضرت عائشہؓ نے ذکر بھی کیا تو صرف ایک بندے سے یعنی اپنے بھانجے عروہ سے عروہ نے بھی اسے چھپائے رکھا اور کسی سے ذکر نہیں کیا سوائے اپنے ایک بیٹے کے وہ بیٹا بھی اسے 70 سال سینے سے لگائے رھا اور جب حضرت عائشہؓ سمیت کوئی صحابی اس کی تصدیق کرنے والا نہ رھا تو 90 سال کی عمر میں عراق جا کر یہ واقعہ بیان کیا اور مدینے والوں کو عراق سے خبر آئی کہ نبیصلی اللہ علیہ وسلم پر جادو بھی ھوا تھا اب اس پر میں اپنی زبان میں تو کچھ نہیں کہتا مگرفقہ حنفی کے امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی احکام القرآن میں اس پر جو تبصرہ کیا ھے اسی پر کفایت کرتا ھوں کہ اس حدیث کو زندیقوں نے گھڑا ھے اللہ انہیں قتل کرے نبیصلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور اس حدیث پر یقین ایک سینے میں جمع نہیں ھو سکتے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ھو گیا ھے تو پھر نبوت پر سوالیہ نشان لگ جاتا ھے اور اگر نبی تھے تو پھر جادو کا امکان تک نہیں افسوس یہ ھے کہ امام ابوحنیفہ کے اس حدیث کو مسترد کر دینے اور امام ابوبکر الجصاص کے انکار کے باوجود ،ماشاء اللہ احناف ھی اسے اولمپک کی مشعل کی طرح لئے دوڑ رھے ھیں ، کیونکہ اس سے ان کی روٹیاں جُڑی ھیں یہ کالے کے مقابلے میں چٹا جادو کر کے کماتے ھیں اور یوں کالے اور چٹے جادو

کے تال میل سے جادو کی سائیکل کے یہ دو پیڈل چل رہے ھیں
یہ ایک بہت بڑا سوال ھے کہ شرک کے یہ اڈے جو زیادہ تر زندیقوں کے قبضے میں ھیں عیسائی جادوگر اور بدقماش عامل اپنی دکانیں اسی حدیث اور ھمارے بزرگوں کے تعاون سے ھی چلا رھے ھیں جہاں نہ صرف ایمان لٹتا ھے بلکہ مال کے ساتھ عصمتیں بھی بھینٹ چڑھتی ھیں ھم آخر لوگوں کو کیسے روکیں اور کیسے یقین دلائیں کے اللہ کے سوا کوئی نفع نقصان نہیں دے سکتا اس صحیح حدیث کو بھی ھم آنکھ میں آنکھ ڈال کر نہیں سنا سکتے کہ سارے زمین والے اور سارے آسمان والے، تیرے پچھلے جو مر گئے وہ بھی جو قیامت تک آنے والے ھیں وہ بھی ملکر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاھئیں تو نہیں پہنچا سکتے ،سوائے اس کے جو اللہ نے رحم مادر میں تیرے مقدر میں لکھ دیا تھا اور اگر یہ سارے تجھے نفع دینا چاھیئں تو رائی کے دانے کے برابر نفع نہیں دے سکتے سوائے اس کے جو رحم مادر میں اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ھے سیاھی خشک ھو گئی ھے اور قلم روک لیا گیا ھے

جواب

اس اقتباس میں مفروضہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا اس کو صرف ھشام بن عروہ نے روایت کیا ہے
ہشام بن عروہ نے ہی صرف ان روایات کو بیان نہیں کیا آوروں نے بھی کیا ہے
مثلا زید بن ارقم سے روایت کیا گیا ہے
طبقات ابن سعد میں ہے
أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ. أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ ثُمَامَةَ الْمُحَلَّمِيُّ

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: عَقَدَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ. يَعْنِي لِلنَّبِيِّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – عُقَدًا وَكَانَ يَأْمَنُهُ وَرَمَى بِهِ فِي بِئْرِ كَذَا وَكَذَا. فَجَاءَ الْمَلَكَانِ يَعُودَانِهِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: تَدْرِي مَا بِهِ؟ عَقَدَ لَهُ فُلانٌ الأَنْصَارِيُّ وَرَمَى بِهِ فِي بِئْرِ كَذَا وَكَذَا وَلَوْ أَخْرَجَهُ لَعُوفِيَ. فَبُعِثُوا إِلَى الْبِئْرِ فَوَجَدُوا الْمَاءَ قَدِ اخْضَرَّ فَأَخْرَجُوهُ فَرَمَوْا بِهِ فَعُوفِيَ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – فَمَا حَدَّثَ بِهِ وَلا رُئِيَ فِي وَجْهِهِ.

ثمامة بن عقبة المحلمی نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انصار میں سے ایک شخص نے گرہ لگائی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کو ایک کنواں میں ڈالا -پس دو فرشتے آئے عیادت کے لئے اور ایک نے دوسرے سے کہا ان کو کیا ہوا ہے ؟ ان پر فلاں انصاری نے گرہ باندھی ہے جو اس کنواں میں ہے اس کو نکالا جائے تو شفا مل جائے گی- پس لوگوں کو اس کنواں تک بھیجا جس کا پانی ہرا تھا پس اس کو نکالا اور اس گرہ کو وہاں پایا اور پھینکا گیا

اس کو ثمامة بن عقبة المحلمی الکوفی نے روایت کیا ہے جس کو ثقہ کہا گیا ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

یزید بن حیان التیمی ، الکوفی ثقہ ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: " سَحَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ، فَاشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِذَلِكَ أَيَّامًا، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ: إِنَّ رَجُلًا كَذَا مِنَ الْيَهُودِ سَحَرَكَ، عَقَدَ لَكَ عُقَدًا، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا، فَاسْتَخْرَجَهَا فَجَاءَ بِهَا، فَجَعَلَ كُلَّمَا حَلَّ عُقْدَةً وَجَدَ لِذَلِكَ خِفَّةً، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّمَا نَشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَمَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ الْيَهُودِيَّ وَلَا رَآهُ فِي وَجْهِهِ قَطُّ "

یزید بن حیان التیمی نے زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی پر سحر کیا گیا یہود میں سے ایک شخص نے ....

اس کو شیعوں نے بھی روایت کیا ہے

بحار الأنوار

لمؤلف محمد باقر المجلسيى

الناشر : مؤسسة الوفاء – بيروت – لبنان

عن محمد بن سنان، عن المفضل (8)، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه: إن جبرئيل (عليه السلام) أتى النبي (صلى الله عليه وآله) وقال له: يا محمد، قال: لبيك يا جبرئيل، قال: إن فلان اليهودي سحرك، وجعل السحر في بئر بني فلان، فابعث إليه – يعني إلى البئر – أوثق الناس عندك، وأعظمهم في عينك (9)، وهو عديل نفسك، حتى يأتيك بالسحر، قال: فبعث النبي (صلى الله عليه وآله) علي بن أبي طالب (عليه السلام) وقال: انطلق إلى بئر ذروان فإن فيها سحرا سحرني به لبيد بن أعصم اليهودي فأتني به، قال علي (عليه السلام): فانطلقت في حاجة رسول الله (صلى الله عليه وآله)

علی علیہ السلام نے کہا جبریل ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ کے پاس آئے اور کہا اے محمد اپ نے فرمایا لبیک یا جبریل- جبریل نے کہا فلاں یہودی نے اس پر جادو کیا ہے اور اس کو فلاں کنواں میں رکھا ہے پس اپ نے وہاں لوگ بھیجیں یعنی کنواں کی طرف وہ لوگ جو سب میں ثقہ ہوں اپ کے نزدیک اور اپ کی نگاہ میں سب سے بہتر ہوں ... پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو بھیجا

اور کہا اس کنواں ذروان تک جاؤ اس میں جادو ہے – مجھ پر لبید بن اعصم یہودی نے سحر کیا ہے

لہذا اس کو روایت کرنے میں ہشام کا تفرد نہیں ہے
ہشام سے اس کو ان لوگوں نے لیا
عِيسَى بْنُ يُونُسَ
أَبُو أُسَامَةَ حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ
أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ
وُهَيْبٌ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ
يحيى القطان
الليث بن سعد
مرجي بن رجاء
سُفْيَانُ بن عيينة
معمر بن راشد
أنس بن عياض
مسلمة بن سعيد
عبد الله بن نمير
اس میں سُفْيَانُ بن عيينة اور يحيى القطان جیسے محدثین بھی ہیں-

اس دور میں معتزلة اور الجهمية کی وجہ سے سحر کا ہی سرے انکار ہو رہا تھا

لہذا جو اس واقعہ کو جانتے تھے انہوں نے اس کو بیان کیا

امام مالک کو ہشام کی عراق والی روایات پر اعتراض تھا کیونکہ انہوں نے روایات بیان کرنے میں غلطیاں کی ہیں نہ کہ سحر والی روایت کی وجہ سے-
راقم خود بھی کہتا ہے کہ ہشام نے عراق میں غلطیاں کی ہیں لیکن یہ الفاظ کی تبدیلی ہے – ان کو آگے پیچھے کرنا ہے
امام مالک نے بہت سی روایات کو لکھنے سے منع کیا ان میں کہیں بھی سحر کی روایت کا ذکر نہیں ہے

الجصاص نے کہا : حدیث کو زندیقوں نے گھڑا ھے
تبصرہ : کس نے گھڑا ؟ کیونکہ اس میں ہشام کا تفرد نہیں ہے اور لوگ بھی ہیں اور تحقیق کریں اور سارا ملبہ ہشام پر گرا دیں تو پھر الجصاص کو اور منکرین تاثیر جادو کو ہشام کی تمام روایات کو رد کر دینا چاہیے کیونکہ یہ زندقہ ہے نہ کہ بدعتی رائے- مثلا محدثین کا اصول ہے کہ راوی اگر اپنی بدعتی رائے کی حدیث بیان کرے تو رد ہو گی – یہ اصول رافضی راویوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے- لیکن جب کسی راوی کو زندیق قرار دیا جائے تو یہ کفر کا فتوی ہے اس سے عدالت ساقط ہوتی ہے اب اس کی تمام روایات رد ہوں گی- لہذا ان لوگوں کو ہشام سے برات کا اظہار کرنا چاہیے
دوم : اگر منکرین تاثیر سحر سمجھتے ہیں ہشام سٹھیا گئے تھے تو ان کو وہ تمام روایات رد کرنا ہوں گی جو عراقی ہشام سے روایت کریں لہذا ان کو تحقیق کرنا ہوں گی کہ ہشام سے بصری کوفی کون روایت کر رہا ہے

لیکن راقم کے علم میں ہے ایسا یہ نہیں کرتے کتاب أحكام القرآن میں أحمد بن علي أبو بكر الرازي الجصاص الحنفي (المتوفى: 370هـ) نے ۲۰ سے اوپر بار هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ کی روایت سے دلیل لی ہے یہ کھلا تضاد ہے

سوال

اسلام وعلیکم ... بھائی اک سوال ہے سورہ یونس میں ہے وما انتم بمعجزین... اور تم عاجز کرنے والے نہیں ہو ....اور سورہ بقرہ میں ہے وما انزلنا ... اور جو نازل ہوا ... اب سوال یہ ہے کہ دونوں آیتوں میں وما آیا ہے اک جگہ نافیہ ہے اور اک جگہ موصولہ ..اب اس کی پہچان کیسے کی جائے کہ کس مقام پر وما نافیہ ہوتا ہے اور کس مقام پر موصولہ ہوتا ہے .. کیا عربی قواعد میں کوئی قاعدہ ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے برائے مہربانی رہنمائی فرما دیں .. جذاک اللہ خیرا

جواب

کلام میں اس طرح کا کوئی قاعدہ نہیں جس سے حتما متعین ہو جائے کہ ما کون سی ہے ؟ موصولہ ہے یا نافیہ – یہ تو ذہن خود طے کرتا چلا جاتا ہے کہ بولنے والا کیا کہہ رہا ہے لیکن جب اس قسم کی بحث ہو جہاں کلام کو تبدیل کیا جائے تو پھر یہ مباحث جنم لے لیتے ہیں

ایسا اردو میں بھی ہوتا ہے کہ اپ کہتے ہیں

اٹھو مت بیٹھو

اس میں جس کو کہا گیا ہے اس کو خوب معلوم ہے کہ اٹھنے کا حکم دیا جا رہا ہے یا بیٹھنے کا

لہذا جب اپ تعصب سے بری ہو کر کتاب اللہ کو دیکھیں تو اس میں ما کو

زبردستی بدلنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے

سوال
اہل تشیع کا کہنا ہے کہ ہاروت و ماروت پر جادو نازل نہیں کیا گیا تھا کیا یہ درست ہے ؟

جواب
اس قسم کی ایک روایت شیعہ تفسیر میں امام حسن عسکری سے منسوب کی گئی ہے جو آخری ظاہر امام تھے
مسند امام رضا میں ہے
قال يوسف بن محمد بن زياد وعلي بن محمد بن يسار عن أبويهما أنهما قالا: قلنا للحسن بن علي عليهما السلام: فإن قوما عندنا يزعمون أن هاروت وماروت ملكان اختارهما الله من الملئكة لما كثر عصيان بنى آدم وأنزلهما مع ثالث لهما إلى دار الدنيا وأنهما افتتنا بالزهرة و أرادا الزنا بها وشربا الخمر وقتلا النفس المحرمة وأن الله عز وجل يعذبهما ببابل وأن السحرة منهما يتعلمون السحر، وأن الله تعالى مسخ تلك المرأة هذا الكوكب الذى هو الزهرة. فقال الإمام عليه السلام: معاذ الله من ذلك ! إن ملئكة الله معصومون محفوظون من الكفر والقبائح بألطاف الله تعالى، قال الله عز وجل فيهم (لا يعصون الله ما أمرهم و يفعلون ما يؤمرون
يوسف بن محمد بن زياد اور علي بن محمد بن يسار نے اپنے اپنے باپوں سے روایت کیا کہ ہم نے امام حسن بن علی علیہما السلام سے کہا کہ ہم میں سے (یعنی شیعوں میں سے) ایک قوم دعوی کرتی ہے کہ ہاروت و ماروت فرشتوں میں

سے اللہ نے چنے جب نبی آدم میں گناہ بڑھے ، ان کو ایک تیسرے کے ساتھ دنیا میں بھیجا اور ان کو الزہرہ سے فتنہ میں ڈالا گیا اور انہوں نے زنا کا ارادہ کیا اور شراب پی اور محرم قتل نفس کیا اور اللہ نے ان کوعذاب دیا بابل میں اور جادو گر ان سے جادو سیکھتے تھے – اور اللہ نے اس عورت کو مسخ کر دیا یہ وہی ستارہ ہے جس کو الزہرہ کہا جاتا ہے – پس امام علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی پناہ اس سب سے – فرشتے تو معصوم ہیں محفوظ ہیں کفر سے اور اللہ کی جانب میں قبیح کرنے سے کیونکہ اللہ تعالی نے خبر دی یہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اس پر جو حکم کیا جاتا ہے اور کرتے ہیں جو امر کیا جاتا ہے

راقم کہتا ہے یہ روایت شیعہ علماء رجال کے نزدیک غیر ثابت ہے

یوسف بن محمد بن زیاد ایک مجہول شخص ہے اسی طرح علي بن محمد بن یسار بھی مجہول ہے

کتاب معجم رجال الحديث از السيد ابوالقاسم الموسوی الخوئي کے مطابق

أقول : التفسير المنسوب إلى الامام العسكري عليه السلام ، إنما هو برواية هذا الرجل وزميله يوسف بن محمد بن زياد ، وكلاهما مجهول الحال ، ولا يعتد برواية أنفسهما عن الامام عليه السلام

تفسیر جو امام حسن عسکری سے منسوب ہے وہ اس شخص (علي بن محمد بن یسار) اور یوسف بن محمد بن زیاد سے منسوب ہے اور دونوں مجہول الحال ہیں

اسی کتاب میں الخوئي کہتے ہیں

في الحديث 1 ، من الباب 27 ، فيما جاء عن الرضا عليه السلام ، في هاروت وماروت من العيون : الجزء 1 ، وغير بعيد أن تكون كلمة عن أبويهما

اور وہ حدیث جو ہاروت ماروت کے حوالے سے امام رضا سے اتی ہے ... ان میں بعید نہیں کہ یہ یہ الفاظ انہوں نے اپنے باپوں سے لئے ہوں
اسی کتاب میں ابوالقاسم الموسوی الخوئي کہتے ہیں
يوسف بن محمد بن زياد ... أقول : إنه رجل مجهول الحال
میں کہتا ہوں یہ مجہول الحال ہے
دوسری طرف شروع کی تفسیر مثلا القمی میں پوری ہاروت ماروت اور الزہرہ والی روایت بلا جرح نقل کی گئی ہے
وقوله (واتبعوا ما تتلوا الشياطين على ملك سليمان وما كفر سليمان ولكن الشياطين كفروا يعلمون الناس السحر وما انزل على الملكين ببابل هاروت وماروت وما يعلمان من احد حتى يقولا انما نحن فتنة فلا تكفر فيتعلمون منهما ما يفرقون به بين المرء وزوجه إلى قوله – كانوا يعلمون) فانه حدثنى ابي عن ابن ابي عمير عن ابان بن عثمان عن ابي بصير عن ابي جعفر عليه السلام قال ان سليمان بن داود امر الجن والانس فبنوا له بيتا من قوارير قال فبينما هو متكئ على عصاه ينظر إلى الشياطين كيف يعملون وينظرون اليه إذا حانت منه التفاتة فاذا هو برجل معه في القبة، ففزع منه وقال من انت؟ قال انا الذي لا اقبل الرشى ولا اهاب الملوك، انا ملك الموت، فقبضه وهو متكئ على عصاه فمكثوا سنة يبنون وينظرون اليه ويدانون له ويعملون حتى بعث الله الارضة فاكلت منساته وهى العصا فلما خر تبينت الانس ان لو كان الجن يعلمون الغيب ما لبثوا سنة في العذاب المهين فالجن تشكر الارضة بما عملت بعصا سليمان، قال فلا تكاد تراها في مكان الا وجد عندها ماء وطين فلما هلك سليمان وضع ابليس السحر وكتبه في كتاب ثم طواه وكتب على ظهره " هذا ما وضع آصف بن برخيا للملك سليمان بن داود من ذخاير كنوز العلم من اراد كذا

وكذا فليفعل كذا وكذا " ثم دفنه تحت السرير ثم استثاره لهم فقرأه فقال الكافرون ما كان سليمان عليه السلام يغلبنا الا بهذا وقال المؤمنون بل هو عبدالله ونبيه فقال الله جل ذكره " واتبعوا ما تتلوا الشياطين على ملك سليمان وما كفر سليمان ولكن الشياطين كفروا يعلمون الناس السحر وما انزل على الملكين ببابل هاروت وماروت " إلى قوله (فيتعلمون منهما ما يفرقون به بين المرء وزوجه وما هم بضارين به من احد الا باذن الله) فانه حدثني ابي عن الحسن بن محبوب عن علي بن رياب عن محمد بن قيس عن ابي جعفر عليه السلام قال سأله عطاء ونحن بمكة عن هاروت وماروت فقال ابوجعفر ان الملائكة كانوا ينزلون من السماء إلى الارض في كل يوم وليلة يحفظون اوساط اهل الارض من ولد آدم والجن ويكتبون اعمالهم ويعرجون بها إلى السماء قال فضج اهل السماء من معاصي اهل الارض فتوامروا(1) فيما بينهم مما يسمعون ويرون من افترائهم الكذب على الله تبارك وتعالى وجرء تهم عليه ونزهوا الله مما يقول فيه خلقه ويصفون، فقال طائفة من الملائكة " يا ربنا ما تغضب مما يعمل خلقك في ارضك ومما يصفون فيك الكذب ويقولون الزور ويرتكبون المعاصي وقد نهيتهم عنها ثم انت تحلم عنهم وهم في قبضتك وقدرتك وخلال عافيتك " قال ابوجعفر (ع) فاحب الله ان يرى الملائكة القدرة ونافذ امره في جميع خلقه ويعرف الملائكة ما من به عليهم ومما عدله عنهم من صنع خلقه وما طبعهم عليه من الطاعة وعصمهم من الذنوب، قال فاوحى الله إلى الملائكة ان انتخبوا منكم ملكين حتى اهبطهما إلى الارض ثم اجعل فيهما من طبايع المطعم والمشرب والشهوة والحرص والامل مثل ما جعلته في ولد آدم ثم اختبرهما في الطاعة لي، فندبوا إلى ذلك هاروت وماروت وكانا من اشد الملائكة قولا في العيب لولد آدم واستيثار غضب الله عليهم، قال فاوحى الله اليهما ان اهبطا إلى الارض

فقد جعلت فيكما من طبايع الطعام والشراب والشهوة والحرص والامل مثل ما جعلته في ولد آدم، قال ثم اوحى الله اليهما انظرا ان لا تشركا بي شيئا ولا تقتلا النفس التي حرم الله ولا تزنيا ولا تشربا الخمر قال ثم كشط عن السماوات السبع ليريهما قدرته ثم اهبطهما إلى الارض في صورة البشر ولباسهم فهبطا ناحية بابل فوقع لهما بناءِ مشرق فاقبلا نحوه فاذا بحضرته امرأة جميلة حسناءِ متزينة عطرة مقبلة مسفرة نحوهما، قال فلما نظرا اليها وناطقاها وتأملاها وقعت في قلوبهما موقعا شديدا لموقع الشهوة التي جعلت فيهما فرجعا اليها رجوع فتنة وخذلان وراوداها عن نفسهما فقالت لهما ان لي دينا ادين به وليس اقدر في ديني على ان اجيبكما إلى ما تريدان إلا ان تدخلا في ديني الذي ادين به فقالا لها وما دينك؟ قالت لي آله من عبده وسجد له كان لي السبيل إلى ان اجيبه إلى كل ما سألني، فقالا لها وما الهك قالت الهي هذا الصنم قال فنظر احدهما إلى صاحبه فقال هاتان خصلتان مما نهانا عنهما الشرك والزنا لانا ان سجدنا لهذا الصنم وعبدناه اشركنا بالله وانما نشرك بالله لنصل إلى الزنا وهو ذا نحن نطلب الزنا وليس نخطأ الا بالشرك فائتمرا بينهما [57]

فغلبتهما الشهوة التي جعلت فيهما، فقالا لها فانا نجيبك ما سألت، فقالت فدونكما فاشربا هذا الخمر فانه قربان لكما عنده به تصلان إلى ما تريدان، فائتمرا بينهما فقالا هذه ثلاث خصال مما نهانا ربنا عنها الشرك والزنا وشرب الخمر وانما ندخل في شرب الخمر والشرك حتى نصل إلى الزنا فائتمرا بينهما، فقالا ما اعظم البلية بك قد أجبناك إلى ما سألت، قالت فدونكما فاشربا من هذا الخمر واعبدا هذا الصنم واسجدا له، فشربا الخمر وعبدا الصنم ثم راوداها من نفسها فلما تهيأت لهما وتهيئا لها دخل عليهما سائل يسأل، فلما رء اهما ورأياه ذعرا منه فقال لهما

انکما لامرء ان ذعران فدخلتما بهذه المرأة العطرة الحسناء، انکما لرجلا سوء وخرج عنهما فقالت لهما لا والهي لا تصلان الآن الي وقد اطلع هذا الرجل على حالکما وعرف مکانکما ویخرج الآن ویخبر بخبرکما ولکن بادرا إلى هذا الرجل فاقتلاه قبل ان یفضحکما ویفضحني ثم دونکما فاقضیا حاجتکما وانتما مطمئنان آمنان، قال فقاما إلى الرجل فادرکاه فقتلاه ثم رجعا الیها فلم یریاها وبدت لهما سوء اتهما ونزع عنهما ریاشهما واسقط في ایدیهما، قال فاوحى الله الیهما انما اهبطتکما إلى الارض مع خلقي ساعة من النهار فعصیتماني باربع من معاصي کلها قد نهیتکما عنها فلم تراقباني فلم تستحیا مني وقد کنتما اشد من نقم على اهل الارض للمعاصي واستسجز اسفى وغضبى علیهم، ولما جعلت فیکما من طبع خلقي وعصمني ایاکما من المعاصي فکیف رأیتما موضع خذلاني فیکما، اختارا عذاب الدنیا او عذاب الآخرة، فقال احدهما لصاحبه نتمتع من شهواتها في الدنیا اذ صرنا الیها إلى ان نصیر إلى عذاب الآخرة، فقال الآخر ان عذاب الدنیا له مدة وانقطاع وعذاب الآخرة قائم لا انقضاء له فلسنا نختار عذاب الآخرة الدائم الشدید على عذاب الدنیا المنقطع الفاني قال فاختارا عذاب الدنیا وکانا یعلمان الناس السحر في ارض بابل ثم لما
علما الناس السحر رفعا من الارض إلى الهواء فهما معذبان منکسان معلقان في الهواء إلى یوم القیامة

قمی نے اس تفسیر میں پوری روایت

حدثنی ابي عن ابن ابي عمیر عن ابان بن عثمان عن ابي بصیر عن ابي جعفر علیه السلام

کی سند سے بیان کی ہے

یہ سند اہل تشیع کے ہاں سلسلہ الذھب کی حیثیت رکھتی ہے یہ اور بات ہے کہ ابان بن عثمان امامیہ شیعہ نہیں تھے الناووسية تھے

كتاب رجال علي الخاقاني کے مطابق الناووسية سے مراد ہیں

الناووسية وهم القائلون بالامامة الى الصادق عليه السلام الواقفون عليه لزعمهم انه حى ولن يموت حتى يظهر ويظهر امره وهو القائم المهدى (قيل) نسبوا الى رجل يقال له ناووس (وقيل) الى قرية يقال لها ذلك ولكن المعروف هو الاول واما الفعل فكونه يروى عن الثقات أو الاجلة أو يروى الاجلة عنه سيما اهل الاجماع وخصوصا مثل ابن ابى عمير

الناووسية وہ ہیں جو صادق علیہ السلام کی امامت کے قائل ہیں انہی پر رکنے والے کہ ان کا دعوی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور مرے نہیں حتی کہ ظاہر ہوں اور ان کا امر ظاہر ہو اور یہی قائم المہدی ہیں – کہا جاتا ہے یہ ایک شخص سے منسوب ہیں جس کو ناووس کہا جاتا تھا اور کہا جاتا ہے ایک بستی سے منسوب ہیں لیکن اول قول معروف ہے

سوال

بھائی سوال یہ ہے کہ تعویذ لٹکانا شرک ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ تعویذ کو نافع وضار سمجھنا شرک ہے اب سوال یہ ہے کہ جو جادوئی تعویذ ہوتے ہیں ان کو کسی شر کا باعث سمجھا جا سکتا ہے یعنی کے ان تعویذات میں جو کلمات لکھے جاتے ہیں ان کی وجہ سے کسی کو نقصان پہنچ سکتا ہے یا یہ صرف اشارات کے طور پر ہوتے ہیں

جواب

صحیح کہا اپ نے تعویذ کو نافع وضار سمجھنا شرک ہے اور یہ اصول ہے کسی بھی چیز کو نافع وضار سمجھنا شرک ہے اب چاہیے یہ ایٹم بم ہو یا مشن گن نافع وضار صرف اللہ تعالی ہیں تمام عالم پر ان کا کنٹرول ہے
اب کوئی اپ کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو انسانوں میں سے بعض ہو سکتا ہے اپ پر چھپ کر وار کریں گھات لگا کر اپ کو قتل کرنے کی کوشش کریں اور بعض لوگ ہو سکتا ہے جادو ٹونا کریں
اپ کو تو علم نہیں ہو گا کہ اپ کے لئے یہ کیا جا رہا ہے لیکن اللہ کو سب علم گا وہ اپ کو چاہیے گا تو بچا لے گا اور اگر اس کا حکم الگ ہوا تو اپ کو نقصان ہو گا
جادو کس طرح اثر انداز ہو گا ؟ ہو سکتا ہے جادو بنگال میں کیا جا رہا ہے جبکہ اپ پاکستان میں ہوں؟
میں سمجھتا ہوں اس میں شیاطین کا عمل ہو گا وہ اپ پر وسوسہ اندازی کریں گے اپ ڈپریشن کا شکار ہوں گے – اپ کو علم ہے ڈپریشن سے بہت سی جسمانی بیماریان منسلک ہیں جیسا ڈاکٹر کہتے ہیں یعنی شیطان اگرچہ اپ کے جسم کو کچھ نہیں کر سکتا لیکن اپ کو بھلا سکتا ہے وسوسہ یا وہم ڈال ڈال کر اپ کو پریشان کر سکتا ہے – دماغ اس اسٹریس کو جسم کی کسی بیماری میں بدل سکتا ہے جو خالص جسم کا عمل ہے شیطان کا عمل نہیں ہے – غور کریں
واضح رہے جو یہ کہتے ہیں کہ شیطان طاعون یا استحاضہ کی بیماری لاتا ہے وہ غلط کہتے ہیں- بیماری من جانب اللہ ہے لیکن شیطان کو جو چھوٹ ملی ہے اس میں وہ اس حد تک جائے گا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے

آخر میں اصول وہی چلے گا کہ نقصان اللہ کی طرف سے ہے اگر اللہ کا حکم ہوا تو اپ کا دماغ اس اسٹریس کو نہیں لے گا اپ کا جسم بھی صحیح رہے گا

سوال سورہ طہ میں ہے

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى (59)

کہا تمہارا وعدہ جشن کا دن ہے اور دن چڑھے لوگ اکٹھے کیے جائیں۔

فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُـمَّ اَتٰى (60)

پھر فرعون لوٹ گیا اور اپنے مکر کا سامان جمع کیا پھر آیا۔

قَالَ لَـهُـمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَـرُوْا عَلَى اللّـٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۖوَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَـرٰى (61)

موسٰی نے کہا افسوس تم اللہ پر بہتان نہ باندھو ورنہ وہ کسی عذاب سے تمہیں ہلاک کر دے گا، اور بے شک جس نے جھوٹ بنایا وہ غارت ہوا۔

بھائی اس میں ہے کہ فرعون نے اپنے مکر کا سامان جمع کیا اور پھرآیا ۔ ۔مکر کاسامان سے کیا مراد

جواب

فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُـمَّ اَتٰى

فرعون پلٹا اور اپنا پلان جمع کیا پھر آیا

http://www.almaany.com/en/dict/ar-en/كيدى/

عربی میں کید کا مطلب پلاٹ یا پلان ہے اردو میں مکر اس کا ترجمہ صحیح نہیں ہے

So Pharaoh went away, put together his plan, and then came [to Moses].

https://quran.com/20/60-70

إنهم يكيدون كيدا وأكيد كيدا

Indeed, they are planning a plan, But I am planning a plan.

https://quran.com/86

Verily, they are but plotting a plot (against you O Muhammad). And I (too) am planning a plan.

http://www.noblequran.com/translation/surah86.html

سوال

سوره طٰہٰ ... جادوگر جس شان سے بھی آئے کامیاب نہیں ہو سکتا .. اسی آیت کی بنیاد پر منکرین جادو سوال اٹھاتے ہیں کہ جب اللہ فرما رہا ہے کہ جادوگر جس شان سے بھی آئے کامیاب نہیں ہو سکتا تو لبید بن عاصم کیسے جادو کرنے میں کامیاب ہو گیا رسول صلی علیہ وسلم پر تین مہینے تک؟؟؟

جواب

ولا يفلح الساحر حيث أتى

أور ساحر جس رخ سے بھی آئے فلاح نہیں پاتا

اس میں سحر ناکام ہو جاتا ہے کا ذکر ہی نہیں- اول تو پہلے اپ فیصلہ کریں سحر اگر ایک شعبدہ بازی ہے تو اس میں کامیاب یا نا کامیاب کیا ہوتا ہے ؟

شعبدہ بازی کی کیا حدود ہیں پہلے اس پر غور کریں- کیا اس سے کسی کو ٹھگا جا سکتا ہے ؟ مثلا کسی کا مال لے لیا جیب کاٹ لی – کیونکہ شعبدہ بازی اسی کو کہتے ہیں اگر ٹھگ لیا تو شعبدہ باز دنیا میں کامیاب ہوا
جو سحر کا انکار کرتے ہیں ان کے نزدیک یہ شعبدہ بازی ہے اس سے بڑھ کر کچھ نہیں گویا مداری کا کھیل ہے – ان انکاری سحر کے نزدیک فرعون کے ساحرون نے بھی ٹیوب میں کیمکل بھر رکھا تھا اس پر جب دھوپ پڑی تو وہ ٹیوب ہلنے لگی
لہذا اس کا ترجمہ ان کے حساب سے یہ ہو گا
أور شعبدہ باز جس رخ سے بھی آئے فلاح نہیں پاتا
ان کو یہ ترجمہ کرنا چاہیے کہ نہیں – کبھی کچھ کہتے ہیں کبھی کچھ
دوسری مثال بابل میں اللہ کا حکم ہوا کہ ایک شادی شدہ جوڑا طلاق دے گا – لیکن اس سے پہلے ایک یہودی وہاں ہاروت سے سحر سیکھے گا اور پھر عورت اس یہودی کو مل جائے گی
آیت میں ایسا ہے کہ نہیں؟ کہ کوئی نقصان دہ ہو سکتا ہے اگر اللہ کا حکم ہو کیا یہودی جو چاہ رہا تھا وہ اس کو ملا کہ نہیں کہ اس نے سحر کیا دوسرے کی بیوی مل گئی اور اللہ کا حکم بھی تھا؟
اس بنا پر اس آیت کے ترجمہ میں فلاح سے مراد دنیا کی کامیابی نہیں اخروی فلاح ہے

سوال

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ...

بھائی برائے مہربانی اس بات پر تھوڑی روشنی ڈالیں کہ آیا نبی علیہ السلام پر جادو کی روایات قابل قبول ہیں؟ خصوصاً جب اللہ نے سورۃ الفرقان آیت 8 اور 9 میں نبی علیہ السلام سے جادو کی نسبت کو ظالمانہ بات کہا ہے… اسی طرح کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ نبی علیہ السلام پر جادو والی روایت خبر واحد ہے اور خبر واحد عمل کی حد تک تو قابل قبول ہے لیکن اسکی بنیاد پر کوئی عقیدہ نہیں بنایا جا سکتا. اس بارے میں آپکا کیا خیال ہے؟

وقال الظالمون إن تتبعون إلا رجلا مسحورا

جواب

وقال الظالمون إن تتبعون إلا رجلا مسحورا

اس کا ترجمہ اکثر غلط کیا جاتا ہے کہ کر دیا جاتا ہے کہ ظالم کہتے ہیں کہ یہ لوگ ایک سحر زدہ کے پیچھے جا رہے ہیں

الفاظ ذو معنی ہیں دو ترجمہ کیے جا سکتے ہیں

عربی میں جب کسی کو مسحور کہا جاتا ہے اس کا مطلب جادو کرنے والا ہوتا ہے یہ بات نحویوں نے بیان کی ہے

تفسیر طبری میں اس آیت پر لکھا ہے

والعرب تسمي الرئة سَحْرا، والمسحَّر من قولهم للرجل إذا جبن: قد انتفخ سَحْره،

المسحَّر اس کو کہتے ہیں جو کہانت کرے کہ اس نے جادو پھونکا

وكان بعض أهل العربية من أهل البصرة يذهب بقوله (إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلا رَجُلا مَسْحُورًا) إلى معنى: ما تتبعون إلا رجلا له سَحْر

اہل بصرہ اس طرف گئے ہیں کہ اس آیت کا مطلب ہے کہھ لوگ اس کی اتباع کر رہے ہیں جس کے پاس سحر ہے

مثلا فرعون نے موسی کو کہا
فَقالَ لَهُ فِرْعَوْنُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ يا مُوسى مَسْحُوراً [الإسراء/ 101]
میں سمجھتا ہوں موسی تو مسحورا ہے
اور اس کی دلیل ہے کہ قرآن میں ہے کہ فرعون نے موسی کو کہا
انْ هذا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ [سبأ/ 43]
یہ کچھ نہیں صرف جادو ہے
اب یہ ممکن نہیں کہ ایک بندہ جادو کے اثر میں ہو اور جادو خود بھی کرتا ہو
اسی سورت کی آیت ۱۰۱ سے ملا کر اس کا ترجمہ ہو گا دونوں مقام پر مسحورا کا لفظ ہے
وقال الظالمون إن تتبعون إلا رجلا مسحورا
أور ظالم کہتے ہیں کہ یہ ایک سحر کرنے والے (یا مسحور کرنے والے) شخص کی اتباع کر رہے ہیں
ایک قول یہ ہے کہ یہ تشبیہ ہے مسحورا بمعنی ساحر ہے جسے قول ہے حجابا مستورا
واذا قرأت القرآن جعلنا بينك وبين الذين لايؤمنون بالاخرة حجابا مستورا
جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو ہم بنا دیتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے اور تمھارے درمیان حجاب جو ڈھانپ دے
غور طلب ہے کہ ستر کا لفظ ہے جبکہ کفار – نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہے ہوتے تھے سن رہے ہوتے تھے
یعنی یہ تشبیہہ میں حجاب ہے مشرکوں کو سمجھ نہیں اتا تھا
اسی طرح سحر آیت میں تشبیہ ہے حقیقی معانی نہیں ہے

یہ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مشرکین سمجھتے تھے کہ جادو سے کسی کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے اور اللہ معاف کرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی جادو گر ہیں جو لوگوں کو کنٹرول کر رہے ہیں

ایک مطلب یہ ہے کہ انبیاء کو دھوکہ ہوا ہے کہ وہ حق پر ہیں

قال مجاهد في قوله: إِلَّا رَجُلًا مَسْحُوراً أي مخدوعا

مجاہد کا کہنا ہے کہ مطلب ہے : یہ اتباع نہیں کر رہے مگر اس کی جو دھوکہ میں ہو

مثلا أبو جعفر النحاس أحمد بن محمد (المتوفى: 338هـ) کہتے ہیں

قال أبو جعفر والقول الأول أنسب بالمعنى وأعرف في كلام العرب لأنه يقال ما فلان إلا مسحور أي مخدوع كما قال تعالى إني لأظنك يا موسى مسحورا

یہ کلام عرب میں معروف ہے کہ یہ کہتے ہیں فلاں مسحورا ہے یعنی دھوکہ میں ہے جیسے اللہ نے کہا

فرعون بولا

میں گمان کرتا ہوں کہ موسی تو دھوکے میں ہے

راقم کہتا ہے یعنی انبیاء نے اتنا بڑا دعوی کیا کہ تمام معاشرہ غلط ہے تو یہ ان کی قوموں کے نزدیک محض وہم و خیال تھا جیسے اللہ معاف کرے انبیاء کسی دھوکہ کا شکار ہوں

حواشی

[1] عمرو بن عبيد بن كيسان بن باب، أبو عثمان البصري المعتزلي مولى بني تميم، كان أصله من فارس سكن البصرة، مات في طريق مكة سنة 144 هـ، قال ابن حبان في المجروحين ج2/68: "كان من العباد الخشن وأهل الورع الدقيق ممن جالس الحسن سنين كثيرة ثم أحدث ما أحدث من البدع واعتزل مجلس الحسن وجماعة معه فسموا بالمعتزلة، وكان عمرو بن عبيد داعية إلى الاعتزال يشتم أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ويكذب مع ذلك في الحديث توهما لا تعمداً" والذي أزاله عن مذهب أهل السنة هو واصل بن عطاء. قال أحمد بن محمد الحضرمي سألت ابن معين، عن عمرو بن عبيد فقال: "لا يكتب حديثه. فقلت له: كان يكذب. فقال: كان داعية إلى دينه. فقلت له: فلم وثقت قتادة وابن أبي عروبة وسلام بن مسكين؟ فقال: كانوا يصدقون في حديثهم، ولم يكونوا يدعون إلى بدعة". انظر: ترجمته في ميزان الاعتدال ج3/273-280؛ تاريخ بغداد ج12/166-188.

[2] Goat of Atonement

[3] 'Woe to you, scribes and Pharisees, hypocrites! For you build the tombs of the prophets and decorate the graves of the righteous, and you say, "If we had lived in the days of our ancestors, we would not have taken part with them in shedding the blood of the prophets." Thus you testify against yourselves that you are descendants of those who murdered the prophets. Fill up, then, the measure of your ancestors. You snakes, you brood of vipers! How can you escape being sentenced to hell? Therefore I send you prophets, sages, and scribes, some of whom you will kill and crucify, and some you will flog in your synagogues and pursue from town to town, so that upon you may come all the righteous blood shed on earth, from the blood of righteous Abel to the blood of Zechariah son of Barachiah, whom you murdered between the sanctuary and the altar. Truly I tell you, all this will come upon this generation.' [Matthew 23:29-36 (NRSV)]

[4] https://www.blueletterbible.org/lang/lexicon/lexicon.cfm?Strongs=H8314&t=KJV

[5] https://en.wikipedia.org/wiki/Seraph

[6] ابن کثیر کی کتاب البداية والنهاية دیکھی اس میں وہ عبد اللہ بن عمرو کی روایت پر کہتے ہیں
وَرَفْعُهُ فِيهِ نَكَارَةٌ، لَعَلَّهُ مِنَ الزَّامِلَتَيْنِ اللَّتَيْنِ أَصَابَهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو يَوْمَ الْيَرْمُوكِ مِنْ كُتُبِ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَكَانَ يُحَدِّثُ مِنْهُمَا أَشْيَاءَ غَرَائِبَ.
اور اس میں نکارت کو بلند کیا ہے لگتا ہے ان اونٹنیوں والی کتب جو اہل کتاب میں سے تھیں جو ان کے ہاتھ لگیں یوم یرموک میں پس اس سے غریب چیزیں روایت کرتے
اس بات کو سات دفعہ کتاب میں ابن کثیر نے لکھا ہے جس سے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے بغض کا اندازہ ہوتا ہے
اس کتاب البداية والنهاية میں ابن کثیر ج ۲ ص ۲۹۹ کہتے ہیں کہ انکی روایات
وكان فيهما إسرائيليات يحدث منها وَفِيهِمَا مُنْكَرَاتٌ وَغَرَائِبُ.
ان إسرائيليات میں سے تھیں جن کو عبد اللہ روایت کرتے اور ان میں منکرات اور غریب روایات تھیں

جن روایات پر ابن کثیر نے عبد الله بن عمرو پر إسرائیلیات بیان کرنے کا الزام لگآیا ہے وہ سات روایات ہیں ان سات روایات کو
رَبِيعَةَ بْنِ سَيْفٍ (منکرات روایت کرنے کے لئے مشہور ہے قال البخاری : عنده مناكير) نے
مُجَاهِدٍ (سماع میں اختلاف ہے اختلف في روايته عن عبد الله بن عمرو فقيل لم يسمع منه جامع التحصيل في أحكام المراسيل از العلائي (المتوفى: 761هـ)) نے
وهب بن جابر الخيوانى (مجهول ہے دیکھئے ميزان الآعتدال از الذهبى) نے
حيي بن عبد الله بن شريح المعافري (ضعیف) نے روایت کیا ہے جو یا تو ضیف ہیں یا مجہول ہیں یا منکر روایت بیان کرنے کے لئے مشہور ہیں تو عبد الله بن عمرو رضی الله عنہ کا کیا قصور ہے
تفسیر ابن کثیر میں سورہ العمران ، الانعام میں بھی اس کو دہرایا
إنه من مفردات ابن لهيعة ، وهو ضعيف ، والأشبه – والله أعلم – أن يكون موقوفاً على عبد الله بن عمرو بن العاص ، ويكون من الزاملتين اللتين أصابها يوم اليرموك
بے شک اس میں ابن لهيعة کا تفرد ہے جو ضعیف ہے اور مجھ کو شبہ ہے الله کو پتا ہے کہ یہ روایت عبد الله بن عمرو بن موقوف ہے ہو سکتا ہے یہ ان میں سے جو دو اونٹنیوں پر لدی ہوئی تھیں
راقم کہتا ہے ابن کثیر کا قول باطل ہے

[7] Philo Judeas

[8] اسوپسیفی ایک لفظ کو اس کے حروف کی مناسبت سے عدد میں تبدیل کرنے کی مشق کا یونانی نام ہے ۔
Isopsephy

[9] Gematria - Greek Qabalah by Kieren Barry, Weiser Publishers

[10] ر شیعہ روایات کے مطابق جفر ایک خفیہ تحریر تھی جو بکری یا دنبے کی کھال پر لکھی ہوئی تھی اور نبی علیہ السلام نے علی کو عطا کی تھی

[11] کتاب الکافی ج١ حدیث ٦٣٥ باب ٤٠ ح

[12] Mystical Dimensions of Islam, Anne Marie Schimmel

[13] اصف بن برخیا کا کردار اصلا یمنی یہودیوں کا پھیلایا ہوا ہے جو اغلبا عبد الله ابن سبا سے ہم کو ملا ہے اگرچہ اس بات کی کوئی صریح دلیل نہیں ہے لیکن شواہد بتاتے ہیں کہ اصل میں چکر کچھ اور ہی ہے
اصف بن برخیا کا ذکر بائبل کی کتاب تواریخ میں ہے
Asaph the son of Berechiah, son of Shimea
اس نام کا ایک شخص اصل میں غلام بنا جب اشوریوں نے مملکت اسرایل پر حملہ کیا- سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد نبی اسرائیل میں پھوٹ پڑی اور ان کی مملکت دو میں تقسیم ہو گئی ایک شمال میں تھی جس کو اسرئیل کہا جاتا تھا اور دوسری جنوب میں تھی جس میں یروشلم تھا اور اس کو یہودا کہا جاتا تھا- سلیمان علیہ السلام کی وفات کے کئی سو سال بعد ختم ہونے والی ان دو ریاستوں میں بادشاہت رہی اور کہیں بھی اتنی طویل مدت تک زندہ رہنے والے شخص کا ذکر ملتا

سلیمان علیہ السلام (وفات ۱۰۲۲ ق م) کے بعد ان کے بیٹے رھوبم خلیفہ ہوئے اور اس کے بعد مملکت دو حصوں میں ٹوٹ گئی جس میں شمالی سلطنت کو ۷۱۹ قبل مسیح میں اشوریوں نے تباہ کیا – یعنی مفسرین کے مطابق ۳۰۳ سال بعد جب اشوریوں نے غلام بنایا تو ان میں سلیمان کے درباری اصف بن برخیا بھی تھے جو ایک عجیب بات ہے
شمال میں اسرائیل میں دان اور نفتالی کے یہودی قبائل رہتے تھے جو اشوریوں کے حملے کےبعد یمن منتقل ہوئے اور بعض وسطی ایشیا میں آرمینیا وغیرہ میں – دان اور نفتالی قبائل کا رشتہ اصف بن برخیا سے تھا کیونکہ وہ مملکت اسرئیل کا تھا اور وہیں سے غلام بنا اور چونکہ یہ ایک اہم شخصیت ہو گا اسی وجہ سے اس کے غلام بننے کا خاص طور پر بائبل کی کتاب میں ذکر ہے-
ابن سبا بھی یمن کا ایک یہودی تھا جو شاید انہی قبائل سے ہو گا جن کا تعلق دان و نفتالی قبائل سے تھا- پر لطف بات ہے کہ ان میں سے ایک قبیلے کا نشان ترازو تھا اور عدل کو اہمیت دیتا تھا جو ان کے مطابق توحید کے بعد سب سے اہم رکن تھا – شمال میں امراء پر جھگڑا رہتا تھا اور ان پر قاضی حکومت کرتے تھے ایک مرکزی حکومت نہیں تھی یہاں تک کہ آج تک ان کے شہر کو

Tel Dan

یا

Tel Qadi

کہا جاتا ہے
یعنی اس قبیلہ میں امراء کے خلاف زہر اگلنا اور عدل کو توحید کے بعد سب سے اہم سمجھنا پہلے سے موجود ہے اور ابن سبا نے انہی فطری اجزا کو جمع کیا اور اس پر مصر میں اپنا سیاسی منشور مرتب کیا
اھَیَا شَرَاھِیَا بھی اصلا عبرانی الفاظ ہیں جو یمنی یہودیوں نے اصف سے منسوب کیے اور یہ توریت سے لئے گئے جس میں موسی علیہ السلام اور اللہ تعالی کا مکالمہ درج ہے – توریت کا یہ حصہ یقینا موسی علیہ السلام کی وفات کے بعد کا ہے کیونکہ اصلی توریت میں احکام درج تھے لہذا اھَیَا شَرَاھِیَا کو اصلا الحی القیوم کہنا راقم کے نزدیک ثابت نہیں ہے
اصف بن بر خیا اصل میں یہود کی جادو کی کتب کا راوی ہے اور اس سے منسوب ایک کتاب کتاب الاجنس ہے جس میں انبیاء پر جادو کی تہمت ہے اس قسم کے لوگ جن پر اشوری قہر الہی بن کر ٹوٹے ان کو مفسرین نے سلیمان علیہ السلام کا درباری بنا کر ایک طرح سے جادو کی کتاب کے اس راوی کی ثقاہت قبول کر لی
بائبل ہی میں یہ بھی ہے کہ اصف نام کا ایک شخص داود علیہ السلام کے دور میں ہیکل میں موسیقی کا ماہر تھا – کتاب سلاطین میں پہلے ہیکل میں موسیقی کا کوئی ذکر نہیں جبکہ کتاب تواریخ میں اس کا ذکر ہے لہذا اس پر اعتراض اٹھتا ہے کہ موسیقی کا عبادت میں دخل بعد میں کیا گیا ہے جو اغلبا عزیر اور نحمیاہ نے کیا ہو گا اور انہوں نے جگہ جگہ اصف کا حوالہ موسیقی کے حوالے سے شامل کیا
داود علیہ السلام اسلامی روایات کے مطابق موسیقی اور سازوں کی مدد سے عبادت نہیں کرتے تھے یہ یقینا اہل کتاب کا اپنے دین میں اضافہ ہے اور اس میں انہوں نے اصف نام کا ایک شخص گھڑا جو موسیقار تھا اور مسجد سلیمان ہر وقت موسیقی سے گونجتی رہنے کا انہوں نے دعوی کیا اور اس کو سند دینے کے لئے اصف کو پروہتوں کے قبیلہ لاوی سے

بتایا پھر اس کی مدت عمر کو اتنا طویل کہا کہ وہ داود و سلیمان سے ہوتا ہوا اشوریوں کا قیدی تک بنا
یہ سب داستان بائبل کی مختلف کتب میں ہے جس کو ملا کر آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے
اسلامی کتب میں الفہرست ابن ندیم میں بھی اس کا ذکر ہے یہاں بات کو بدل دیا ہے
وكان يكتب لسليمان بن داود آصف بن برخيا
اور اصف بن برخیا سلیمان کے لئے لکھتے تھے
یعنی اصف بن بر خیا ایک کاتب تھے نہ کہ موسیقار
اصف کو یہود ایک طبیب بھی کہتے ہیں اور اس سے منسوب ایک کتاب سفرریفوط ہے جس میں بیماریوں کا ذکر ہے
زبور کی مندرجہ ذیل ابیات کو اصف کی ابیات کہا جاتا ہے

Asaph Psalm 50, 73, 74,75,76,77,78,79,80,81,82,83

گویا خود یہود کے اس پر اتنے اقوال ہیں کہ اس کی شخصیت خود ان پر واضح نہیں

اہل سنت ہوں یا اہل تشیع ، دونوں اپنی تفسیروں میں ایک شخصیت آصف بن برخیا کا ذکر کرتے ہیں
اہل تشیع کی آراء
سلیمان کے دربار کے اس شخص کے بارے میں جس کو کتاب کا علم دیا دیا تھا ، الکافی باب ١٦ کی روایت ہے کہ
محمد بن يحيى وغيره ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن محمد بن الفضيل قال : أخبرني شريس الوابشي ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إن اسم الله الأعظم على ثلاثة وسبعين حرفا وإنما كان عند آصف منها حرف واحد فتكلم به فخسف بالأرض ما بينه وبين سرير بلقيس حتى تناول السرير بيده ثم عادت الأرض كما كانت أسرع من طرفة عين ونحن عندنا من الاسم الأعظم اثنان وسبعون حرفا ، وحرف واحد عند الله تعالى استأثر به في علم الغيب عنده ، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم
شريس الوابشي نے جابر سے انہوں نے ابی جعفر علیہ السلام سے روایت کیا کہ
الله کے اسم اعظم کے تہتر ٧٣ حروف ہیں. ان میں سے اصف نے صرف ایک حرف کو ادا کیا تھا کہ اسکے اور ملکہ بلقیس کے عرش کے درمیان زمین کو دھنسا دیا گیا کہ اس نے تخت تک ہاتھ بڑھا لیا اور زمین واپس اپنی جگہ لوٹ آئی. یہ سب پلک جھپکتے میں ہوا. ہمارے پاس اسم اعظم کے بہتر ٧٢ حروف ہیں . الله نے بس علم غیب میں ہم سے ایک حرف پوشیدہ رکھا ہے
کتاب بصائر الدرجات کی روایت ہے
وعن ابن بكير، عن أبي عبد الله [عليه السلام]، قال: كنت عنده، فذكروا سليمان وما أعطي من العلم، وما أوتي من الملك. فقال لي: وما أعطي سليمان بن داود؟ إنما كان عنده حرف واحد من الاسم الأعظم، وصاحبكم الذي قال الله تعالى: قل: كفى بالله شهيداً بيني وبينكم ومن عنده علم الكتاب. وكان ـ والله ـ عند علي [عليه السلام]، علم الكتاب.
فقلت: صدقت والله جعلت فداك
ابن بکیر ابی عبد الله امام جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ میں ان کے پاس تھا پس سلیمان اور ان کو جو علم عطا ہوا اس کا ذکر ہوا اور جو فرشتہ لے کر آیا پس انہوں (امام جعفر) نے مجھ سے کہا اور سلیمان بن داود کو کیا ملا ؟ اس کے

پاس تو الاسم الأعظم کا صرف ایک ہی حرف تھا اور ان کے صاحب جن کے لئے الله تعالی کہتا ہے : قل کفی بالله شهيداً بيني وبينكم ومن عنده علم الكتاب الرعد: 43 اور وہ تو الله کی قسم ! علی علیہ السلام کے پاس ہے علم الکتاب
تفسير القمي ج1 ص368 کے مطابق
عن أبي عبد الله [عليه السلام]، قال: الذي عنده علم الكتاب هو أمير المؤمنين
ابی عبد الله سے روایت ہے کہ قال الذي عنده علم الكتاب یہ امیر المومنین (علی) ہیں
کہتے ہیں سلیمان علیہ السلام کے دربار میں اس شخص کا نام اصف بن برخیا تھا یعنی علی کرم الله وجهه اس دور میں اصف بن برخیا کی شکل میں تھے
اٹھارہ ذی الحجہ یعنی عید الغدیر کی اہمیت پر بات کرتے ہوئے کتاب السرائر – ابن إدريس الحلي – ج 1 – ص 418 میں لکھتے ہیں
وفيه أشهد سليمان بن داود سائر رعيته على استخلاف آصف بن برخيا وصيه ، وهو يوم عظيم ، كثير البركات
اور اس روز سلیمان بن داود اور تمام عوام کو اصف بن برخیا کی خلافت کی وصیت کی اور وہ دن بہت عظیم اور بڑی برکت والا ہے
كتاب الإمامة والتبصرة از ابن بابويه القمي میں نے اصف کی خلافت کا ذکر کیا ہے
كتاب الأمالي – الشيخ الصدوق – ص 487 – 488 میں اور كمال الدين وتمام النعمة از الشيخ الصدوق ص ۲۱۲ میں ہے
وأوصى داود (عليه السلام) إلى سليمان (عليه السلام) ، وأوصى سليمان (عليه السلام) إلى آصف بن برخيا ، وأوصى آصف بن برخيا إلى زكريا (عليه السلام
اور داود نے سلیمان علیہ السلام کی وصیت کی اور سلیمان نے اصف بن برخیا کی وصیت کی اور اصف بن برخیا نے زکریا علیہ السلام کی وصیت کی
كتاب تحف العقول – ابن شعبة الحراني – ص 476 – 478 کے مطابق يحيى بن أكثم نے علی بن محمد الباقر سے سوال کیا
قلت : كتب يسألني عن قول الله : " قال الذي عنده علم من الكتاب أنا آتيك به قبل أن يرتد إليك طرفك " نبي الله كان محتاجا إلى علم آصف ؟
میں يحيى بن أكثم نے پوچھا : (میرے نصیب میں) لکھا ہے کہ میں سوال کروں گا الله کے قول قال الذي عنده علم من الكتاب أنا آتيك به قبل أن يرتد إليك طرفك پر کہ الله کا نبی کیا اصف کا محتاج تھا ؟
امام الباقر نے جواب دیا
سألت : عن قول الله جل وعز : " قال الذي عنده علم من الكتاب " فهو آصف بن برخيا ولم يعجز سليمان عليه السلام عن معرفة ما عرف آصف لكنه صلوات الله عليه أحب أن يعرف أمته من الجن والإنس أنه الحجة من بعده ، وذلك من علم سليمان عليه السلام أودعه عند آصف بأمر الله ، ففهمه ذلك لئلا يختلف عليه في إمامته ودلالته كما فهم سليمان عليه السلام في حياة داود عليه السلام لتعرف نبوته وإمامته من بعده لتأكد الحجة على الخلق
تم نے سوال کیا کہ قول الله جل وعز : " قال الذي عنده علم من الكتاب پر تو وہ اصف بن برخیا ہیں اور سلیمان عاجز

نہیں تھے اس معرفت میں جو اصف کو حاصل تھی لیکن آپ صلوات الله علیه نے اس کو پسند کیا کہ اپنی جن و انس کی امت پر اس کو حجت بنا دیں اس کے بعد اور یہ سلیمان کا علم تھا جو اصف کو ان سے عطا ہوا تھا- اس کا فہم دینا تھا کہ بعد میں امامت و دلالت پر کہیں (بنو اسرائیل) اختلاف نہ کریں جیسا ان سلیمان کے لئے داود کی زندگی میں (لوگوں کا) فہم تھا کہ انکی نبوت و امامت کو مانتے تھے تاکہ خلق پر حجت کی تاکید ہو جائے

یعنی آصف اصل میں سلیمان علیہ السلام کے خلیفہ ہونے کو تھے تو ان کو ایک علم دیا گیا تاکہ عوام میں ان کی دھاک بٹھا دی جائے اور بعد میں کوئی اس پر اختلاف نہ کر سکے

كتاب مستدرك الوسائل – الميرزا النوري الطبرسي – ج 13 – ص 105 میں ہے کہ

العياشي في تفسيره : عن أبي بصير ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : " لما هلك سليمان ، وضع إبليس السحر ، ثم كتبه في كتاب وطواه وكتب على ظهره : هذا ما وضع آصف بن برخيا للملك سليمان بن داود (عليهما السلام) من ذخائر كنوز العلم ، من أراد كذا وكذا فليقل كذا وكذا ، ثم دفنه تحت السرير ، ثم استثاره لهم ، فقال الكافرون : ما كان يغلبنا سليمان الا بهذا ، وقال المؤمنون : هو عبد الله ونبيه ، فقال الله في كتابه : (واتبعوا ما تتلوا الشياطين على ملك سليمان) اي : السحر

العياشي اپنی تفسیر میں کہتے ہیں عن أبي بصير ، عن أبي جعفر (عليه السلام) سے کہ امام ابی جعفر نے کہا جب سلیمان ہلاک ہوئے تو ابلیس نے سحر لیا اور ایک کتاب لکھی ..(اور لوگوں کو ورغلایا). یہ وہ کتاب تھی جو اصف کو سلیمان سے حاصل ہوئی جو علم کا خزانہ ہے جو اس میں یہ اور یہ کہے اس کو یہ یہ ملے گا پھر اس سحر کی کتاب کو تخت کے نیچے دفن کر دیا پھر اس کو (دھوکہ دینے کے لئے واپس) نکالا اور کافروں نے کہا ہم پر سلیمان غالب نہیں آ سکتا تھا سوائے اس (جادو) کے (زور سے) اور ایمان والوں نے کہا وہ تو الله کے نبی تھے پس الله نے اپنی کتاب میں کہا اور لگے وہ (یہود) اس علم کے پیچھے جو شیاطین ملک سلیمان کے بارے میں پڑھتے تھے یعنی جادو

یعنی شیعوں کے نزدیک اصف بن برخیا اصل میں سلیمان علیہ السلام کے امام بنے اور وہ ایک خاص علم رکھتے تھے بعض کے نزدیک علی رضی الله عنہ ہی تھے اور اس دور میں وہ اصف بن بر خیا کہلاتے تھے یہاں تک کہ اصف نے مریم علیہ السلام کے کفیل زکریا علیہ السلام کے وصی ہونے کی وصیت کی گویا اصف کئی ہزار سال تک زندہ ہی تھے پتا نہیں شیعوں کے نزدیک اب وفات ہو گئی یا نہیں

اہل سنت کی آراء

تفسير السمرقندي یا تفسیر بحر العلوم أز أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقندي (المتوفى: 373هـ) میں ہے

ويقال: إن آصف بن برخيا لما أراد أن يأتي بعرش بلقيس إلى سليمان- عليه السلام- دعا بقوله يا حي يا قيوم- ويقال: إن بني إسرائيل، سألوا موسى- عليه السلام- عن اسم الله الأعظم فقال لهم: قولوا اهيا- يعني يا حي- شراهيا- يعني يا قيوم-

اور کہا جاتا ہے جب اصف بن برخیا نے بلقیس کا عرش سلیمان کے پاس لانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا یا حي یا قیوم- اور کہا جاتا ہے نبی اسرئیل نے موسی سے اسم الأعظم کا سوال کیا تو ان سے موسی نے کہا کہو اهيا- يعني يا حي- شراهيا- يعني يا قيوم-

تفسیر القرطبی میں ہے

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ” إِنَّ اسْمَ اللَّهِ الْأَعْظَمَ الَّذِي دَعَا بِهِ آصَفُ بْنُ بَرْخِيَا يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ” قِيلَ: وَهُوَ بِلِسَانِهِمْ، أَهَيَا شَرَاهِيَا

اور عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اسم اللَّهِ الْأَعْظَمَ جس سے اصف نے دعا کی وہ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ ہے ان کی زبان میں تھا اهَيَا شَرَاهِيَا

اهَيَا شَرَاهِيَا کا ذکر شوکانی کی فتح القدیر اور تفسیر الرازی میں بھی ہے

اس سے قطع النظر کہ وہ الفاظ کیا تھے جو بولے گئے جو بات قابل غور ہے وہ اصف بن برخیا کا ذکر ہے جو اہل سنت کی کتب میں بھی ہے

صوفیاء نے اس آیت سے ولی کا تصور نکالا کہ ولی نبی سے بڑھ کر ہے اور محی الدین ابن العربی کی کتب میں اس قول کو بیان کیا گیا اور صوفیاء میں اس کو تلقها بالقبول کا درجہ حاصل ہوا

پردہ اٹھتا ہے

[14] بسم الله الرحمان الرحیم کو ۷۸۶ سے بدلنا صحیح نہیں ایک طرح کا جادو ہے

علم اعداد یا ابجد کی مدد سے ان حروف کو نمبروں میں تبدیل کیا جاتا ہے جو بابل کا جادو تھا اور عبرانی میں اس کی اصل ہے

ب س م

۲+ ۶۰+۴۰ = ۱۰۲

ا ل ل ہ

۱+۳۰+۳۰+۵ = ۶۶

ا ل ر ح م ا ن

۱+۳۰+۲۰۰+۸+۴۰+۱+۵۰= ۳۳۰

ا ل ر ح ی م

ا+۳۰+۲۰۰+۸+۱۰+۴۰ = ۲۸۹

اس کا ٹوٹل ۷۸۷ بنتا ہے یعنی اس میں ایک عدد کم کیا گیا ہے جبکہ علم اعداد سے ایک عدد زائد اتا ہے عرف عام میں ۷۸۶ کو بسم اللہ کے مقابل لکھ دیا جاتا ہے جو لا علم ہیں وہ سمجھتے ہیں اس کا مقصد بے ادبی سے بچانا ہے لیکن اصل مقصد یہ نہیں

حاصل ۷۸۷ کو ۷۸۶ میں بدلنے میں لطیف نکتہ پوشیدہ ہے اور وہ ہے مہر سلیمانی سے اسکو ملانا- مہر سلیمان یعنی داود کا تارا- لہذا یہ اس طرح بنتا ہے کہ عدد ۷ تارا کا نچلا حصہ ہے اور عدد ۸ تارا کا اوپری حصہ ہے- اس کے بعد کونوں کو ۲ سطروں سے ملایا جاتا ہے جو ایک کے اوپر ایک رکھے ۷ اور ۸ کو کامل کرتی ہیں اس طرح کل ٦ لکیریں بنتی ہیں

تارا کی نوک کا یعنی عدد ۷ کا زمین کی طرف آنا الوحی ہے یعنی علم آسمان سے زمین تک اتا ہے تارا کی نوک یعنی عدد ۸ کا آسمان کی طرف جانا مکاشفہ ہے یعنی انسان اللہ تک اس کے عرش تک جا سکتا ہے اور اس سب پر زائچہ کا

گرڈ لوک لگتا ہے چھ مزید لکیروں سے- کیا ۷۸٦ وہی عدد ہے جو دجال کی آنکھوں کے بیچ لکھا ہو گا؟ اللہ فتنوں سے تمام مسلمانوں کو بچائے